بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فرمانِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

لَا اَجِدُ اَحَداً فَضَّلَنِیۡ عَلٰی اَبِیۡ بَکۡرٍ وَ عُمَرَ اِلَّا جَلَّدۡتُہٗ حَدَّ الۡمُفۡتَرِیۡ

میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابوبکر وعمر سے افضل کہتا ہے۔اسے الزام تراشی کی سزا کے طور پر اسی کوڑے ماروں گا (فضائل صحابہ امام احمد بن حنبل:۴۹، المؤتلف والمختلف للدارقطنی جلد ۳ صفحہ ۹۲)۔

ضربِ حیدری

(طبع جدید مع تخریج وتصحیح، مزید تقاریظ واضافۂ تحقیقات)

تالیف

شیخ الحدیث والتفسیر

پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

رحمۃ للعالمین پبلیکیشنز جھوک فقیر پنڈ دادنخان

0303-4367413

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام کتاب: ضربِ حیدری

مصنف: شیخ الحدیث والتفسیر
پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری دامت برکاتہم

کمپوزنگ: طارق سعید، محمد کاشف سلیم، محمد عمران

صفحات: 320

قیمت: =/1000 روپے

بارِاول: تعداد-/1000 اگست 2008ء

بارِدوم: تعداد-/1000 دسمبر 2008ء

بارِسوم: تعداد-/1000 جون 2009ء

بارِچہارم: تعداد-/2000 اگست 2009ء

بارِپنجم: تعداد-/1100 جون 2010ء

بارِششم: تعداد-/1100 جنوری 2011ء

بارِہفتم: تعداد-/1100 فروری 2012ء

بارِہشتم: تعداد-/1100 فروری 2019ء

بارِنہم: تعداد-/2200 دسمبر 2021ء

بارِدہم: تعداد-/2200 اکتوبر 2024ء

ناشر: جھوک فقیر للہ روڈ پنڈ دادنخان ضلع جہلم

0303-4367413

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

☆..... فہرستِ مضامین .....☆

اہم پیغام 8

مقدمہ از مصنف 9

☆..... ضربِ حیدری _____ 15 .....☆

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خصائص 17

تفضیلی رافضیوں کا تعارف 20

تفضیلیوں کا طریقۂ واردات 23

قرآن میں افضلیتِ صدیق رضی اللہ عنہ 24

احادیث میں افضلیتِ صدیق رضی اللہ عنہ 35

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پوری امت کا امام 36

امت میں پہلا خطیب اور سرِعام مبلّغ 37

خوابوں کی تعبیر کا سب سے بڑا ماہر 38

اللہ تعالیٰ ابوبکر کو غلطی نہیں کرنے دیتا 39

مقامِ خلوت 39

صدیق سے افضل شخص سورج نے نہیں دیکھا 40

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد، باقی ہر کسی سے آگے 41

اللہ کے حبیب کا سب سے بڑا حبیب 41

منقبتِ صدیق کی فرمائش 42

میرے یار کو کچھ نہ کہا کرو، میری خاطر 43

صدیقِ اکبر کے خصائص ہی خصائص 43

مالی طور پر سب سے بڑا خدمت گار 47

Islam The World Religion

جان کی قربانی میں سب سے آگے اور سب سے بڑا بہادر 48
جنت میں سب سے پہلے 51
صدیق کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا 51
اللہ اور فرشتے صدیق کے سواء کسی کو تسلیم نہیں کرتے 52
صدیق کی شان میں خطبہ منبریہ 52
میرے بعد ابوبکر سے مل لینا 53
ازل کے فیصلے 54
شیخین کا اکٹھا ذکر 56
خلفاءِ ثلاثہ کا اکٹھا ذکر 61
چاروں خلفاءِ راشدین کا اکٹھا ذکر 65
حق چار یار کا نعرہ 68
صدیق کی نبی سے مشابہت اور کامل فنائیت 70
مولا علی رضی اللہ عنہ کے ارشادات 73
صدیق اکبر کے لیے تفضیل کے صیغے 82
علماء وصوفیاء علیہم الرحمہ کے اقوال 83
اجماعِ امت 91
(۱)۔تمام صحابہ کا اجماع 91
(۲)۔ائمہ اربعہ کا اتفاق 92
(۳)۔تمام علماء وصوفیاءِ اہل سنت کا اجماع 93
تفضیلیوں کے چودہ سوالات کے جوابات 101
تفضیلی جلد ہی رافضی ہو جاتا ہے 209
تفضیلیوں کو غلطی کہاں سے لگی 210

Islam The World Religion

تفضیلیوں کے بارے میں شرعی حکم 216
اس موضوع پر اجماع کے قطعی یا ظنی ہونے کی بحث 216
ان پر لفظِ رافضی کا اطلاق 220
اہل سنت کی علامت اور شناخت 222
یہ معمولی مسئلہ نہیں 223
الحاصل 225

☆چودھویں صدی کے جید ترین علماء کرام ومشائخ عظام کے فیصلے☆

حضرت غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ 226
استاذ المحدثین مفتی اعظم علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ 226
حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ 226
شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامعہ رضویہ 227
شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ 227
آستانہ عالیہ گولڑہ شریف 228
مناظرِ اعظم حضرت علامہ محمد عمر صاحب اچھروی رحمۃ اللہ علیہ 228
حضرت علامہ مولانا محب النبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ 228
شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ صاحب ازہری 229
حضرت صاحبزادہ پیر میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری 229

☆..... تقاریظ _____ 231.....☆

تقریظ شیخ الحدیث حضرت علامہ دوست علی بروہی سکندری 231
تقریظ شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد فضل سبحان القادری 232
تقریظ حضرت علامہ غلام محمد صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ 234

Islam The World Religion

تقریظ حضرت علامہ مفتی شیر محمد خان صاحب بھیرہ شریف 236
تقریظ حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی سعیدی صاحب 239
تقریظ حضرت علامہ غلام سرور قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ 241
تقریظ استاذ العلماء حضرت علامہ عبدالرشید صاحب رضوی 242
تقریظ حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ 247
تقریظ حضرت علامہ پیر سید محمد عرفان شاہ صاحب مشہدی 251
تقریظ حضرت علامہ عبدالرحیم سکندری رحمۃ اللہ علیہ 253
تقریظ حضرت علامہ محمد سعید احمد اسعد رحمۃ اللہ علیہ 254
تقریظ حضرت علامہ محمد طیب ارشد صاحب 255
تقریظ حضرت علامہ محمد عبداللطیف صاحب جلالی 259
تقریظ حضرت علامہ محمد فضل رسول سیالوی رحمۃ اللہ علیہ 260
تقریظ حضرت علامہ محمد مختار احمد صاحب قاسمی 263
تقریظ حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ 264
تقریظ حضرت علامہ سید ارشد سعید شاہ صاحب کاظمی 266
تقریظ حضرت صاحبزادہ پیر سید عظمت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ 272
تقریظ حضرت صاحبزادہ پیر سید محمد نواز شاہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ 273
تقریظ حضرت علامہ پیر سید شبیر احمد شاہ خوارزمی سیالوی 274
تقریظ حضرت علامہ محمد ایوب ہزاروی صاحب 277
تقریظ حضرت علامہ پیر میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری 278
تقریظ حضرت علامہ محمد منشاء تابش قصوری رحمۃ اللہ علیہ 279
تقریظ حضرت علامہ پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (حافظ آبادی) ... 282

Islam The World Religion

تقریظ حضرت علامہ محمد عبدالکریم صاحب نقشبندی 285
تقریظ حضرت علامہ صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری صاحب 286
تقریظ حضرت علامہ محمد اشرف آصف جلالی صاحب 288
تقریظ حضرت علامہ پیر صوفی نور محمد صاحب اسلمی 301
تقریظ حضرت علامہ محمد اظہر محمود اظہری صاحب 302
تقریظ حضرت علامہ ملک اللہ دتہ صاحب اعوان 310
تقریظ حضرت علامہ حافظ محمد عمر فاروق صاحب سعیدی 311
تقریظ حضرت علامہ محمد نصیر احمد اویسی صاحب 313
تفضیلیوں نے بھی ضربِ حیدری کی تائید کردی 315

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اہم پیغام

دین کا درد رکھنے والے ذمہ دار علماءِ کرام کے نام

هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ يَدُوْرُ عَلَيْهَا اِبْطَالُ مَذْهَبِ الشِّيْعَةِ ..... وَفَسَادُهٗ اَشَدُّ مِنْ مَفَاسِدِ مَذْهَبِ الْمُعْتَزِلَةِ وَ الْجَبَرِيَّةِ وَ اَشْبَاهِهِمْ فَيَجِبُ عَلَى الْعُلَمَآءِ الْاِهْتِمَامُ بِمَسْئَلَةِ الْاَفْضَلِيَّةِ ..... وَحَسْبُكَ دَلِيْلاً عَلَى الْاِهْتِمَامِ بِمَسْئَلَةِ الْاَفْضَلِيَّةِ اَنَّهَا مِنْ عَلَامَاتِ اَهْلِ السُّنَّةِ۔

ترجمہ: ابوبکر اور عمر کی افضلیت کا مسئلہ ایسا ہے کہ شیعہ مذہب کے اِبطال کا دار ومدار اسی پر ہے.....اس کا فساد معتزلہ اور جبریہ جیسے مذاہب کے مفاسد سے زیادہ شدید ہے، لہٰذا علماء پر واجب ہے کہ مسئلہ افضلیت کو خصوصی اہمیت دیں..... مسئلہِ افضلیت کا اہتمام کرنے کے لیے آپ کو یہی دلیل کافی ہے کہ افضلیتِ شیخین کا عقیدہ اہلِ سنت کی علامات میں سے ہے۔

(نبراس صفحہ ۳۰۲ از حضرت علامہ محمد عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

مقدمہ از مصنف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡد!

دنیائے اسلام کے عظیم ترین علماء کی تقاریظ پہنچ چکی ہیں۔ فقیر بھی کچھ باتیں مقدمے کے طور پر عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہے۔ عالمی میلاد کانفرنس میں ایک خطیب صاحب نے فرمایا کہ استقبالِ مدینہ کے موقع پر سب مرد اور عورتیں ناچ رہے تھے۔ خطیب صاحب کی یہ بات تحریف الغالین ہے۔ لَعِبَتِ الۡحَبۡشَۃُ بِحِرَابِہِمۡ کو یہ مفہوم پہنانا اور اسلام کی مقدس ترین خواتین کے لیے ناچنے کا لفظ استعمال کرنا مرجانے کا مقام ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ کانفرنس میں کہنے لگے کہ امام اعظم علیہ الرحمہ کی روایت کردہ احادیث کو ثنائیات او وحدانیات کا نام ہم نے پہلی مرتبہ دیا ہے۔ خطیب صاحب کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ ثنائیات اور وحدانیات کی اصطلاحیں پہلے سے وضع کی جا چکی ہیں اور مسندِ امام اعظم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کے مقدمہ صفحہ نمبر ۱۰ پر موجود ہیں اور خطیب صاحب کا یہ دعویٰ اِنۡتِحَالُ الۡمُبۡطِلِیۡنَ ہے اور قلتِ مطالعہ کی انتہا ہے۔

حقیقتِ محمدیہ کے موضوع پر لیاقت باغ کے خطاب میں فرمانے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی مثل ہیں۔ خطیب صاحب کے یہ الفاظ خالص ظلم عظیم ہیں۔ اس قسم کی باتیں بول کر فرماتے ہیں کہ جو بات میں نے کی ہے وہ آپ کو کتابوں میں نہیں ملے گی، کبھی پوری امت کے علماء کو حاسد قرار دیتے ہیں اور کبھی فرماتے ہیں کہ میں فتویٰ پر روف ہو گیا ہوں مجھے علماء کے فتووں کی کچھ پرواہ نہیں۔ اس طرح جب یہ لوگ اسلام کے بنیادی عقائد کی جڑھ کاٹنے لگے اور ان کی باقاعدہ تبلیغ ہونے لگی تو مجبوراً ہمیں قرطاس وقلم تھامنا پڑا۔

گمراہ لوگ اپنے وسائل کے بل بوتے پر اور اپنے حواریوں کو ساتھ ملا کر بڑے بڑے علمی کام سرانجام دیتے رہے ہیں اور دنیا میں اپنا نام پیدا کر لیا ہے۔ خوارج اور معتزلہ کی تاریخ آپ کے سامنے ہے جن کی قرآنی خدمات، تحریکی و جہادی سرگرمیوں اور بہترین منصوبہ

Islam The World Religion

بندی کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حتیٰ کہ قادیانیوں کا نیٹ ورک اتنا مضبوط ہے کہ اسے دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے اور قادیانی اپنی تنظیمی سرگرمیاں اور وسیع نیٹ ورک دکھا دکھا کر لوگوں کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اصل چیز تحریکی وسعت، مضبوط نیٹ ورک، کثرتِ تصانیف اور چرب زبانی نہیں ہوتی بلکہ قرآن وسنت اور اجماع کی پابندی، سوادِ اعظم سے لزوم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کی غلامی اصل چیز ہے۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: میری امت میں ہر دور میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو غالیوں کی تحریف، مبطلین کی علمی چوری اور جاہلوں کی تاویل کی نفی کرتے رہیں گے یَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلْفٍ عُدُوْلُهٗ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِّيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَاوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ (مشکوٰۃ حدیث: ۲۴۸)۔

اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ ہر دور میں جاہلانہ تاویلیں ہوں گی، غالیانہ تحریفات ہوں گی اور علمی سرقے ہوتے رہیں گے۔ یہ حرکتیں کرنے والے خود کو مسلمان کہیں گے اور ان پر گرفت کرنے والے اس امت کے ذمہ دار افراد ہوں گے۔ اسی حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی غرض سے علماء نے عصرِ حاضر کے ایک عظیم فتنے کا نوٹس لیتے ہوئے ضربِ حیدری پر تقاریظ لکھ کر اپنی ذمہ داری نبھائی ہے۔

ایک تفضیلی نے لکھا ہے کہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سیاسی خلیفہ تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ باطنی اور روحانی خلیفہ تھے۔ نیز لکھا ہے کہ سیاسی خلافت کا دائرہ فرش تک ہے اور ولایت کا دائرہ عرش تک ہے (السیف الجلی صفحہ ۹)۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روحانی خلافت کا انکار خالص اور خالص رافضیت ہے اور اسی طرح خلافت کا دائرہ فرش تک اور ولایت کا دائرہ عرش تک بتا کر موازنہ کرنا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شانِ اقدس میں بے ادبی ہے۔ اس بات کو سمجھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ یہی الفاظ اگر کوئی خارجی شخص مولا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بک دے تو یہ خارجیت ہے بالکل اسی طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں ایسے الفاظ بولنا رافضیت ہے۔ اہل سنت وہ ہے جو چاروں خلفاءِ راشدین کو ظاہر اور باطن دونوں لحاظ سے خلیفہ تسلیم کرے۔

Islam The World Religion

ذرا غور فرمایئے۔ کیا یہ محض اتفاق ہے کہ تفضیلِ شیخین کا منکر ہی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بھی زبان درازی کرتا ہے؟ اور کیا یہ محض اتفاق ہے کہ یہی لوگ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ سے مراد مولا علی اور سیدۃ النساء رضی اللہ عنہما لیتے ہیں حالانکہ اس سے اگلے الفاظ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ (الرحمن ۲۰:۵۵) اسے قبول نہیں کر رہے۔ دوسری جگہ مچھلی کے گوشت اور کشتیوں وغیرہ کی بات بھی اس رافضیانہ تفسیر پر تازیانے برسا رہی ہے: وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُوْنَ لَحْماً طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ (فاطر:۱۲)۔

یہی لوگ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ سے مراد حسنین کریمین علیٰ جدھما وعلیہما الصلوٰۃ والسلام لیتے ہیں۔ حالانکہ علماء نے صاف لکھا ہے کہ: هُوَ مِنْ تَاوِيْلِ الْجُهَلَاءِ وَالْحُمَقَاءِ كَالرَّوَافِضِ یعنی یہ جاہلوں اور احمقوں کی تاویل ہے جیسے روافض (مرقاۃ جلد ۱ صفحہ ۲۹۲، الاتقان جلد ۲ صفحہ ۱۸۰، مقدمۃ فی اصول التفسیر صفحہ ۳۸، ۳۹، مجمع البحار جلد ۵ صفحہ ۲۳۶، فیض القدیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)۔ ہمارے مخاطبین کے پسندیدہ عالم ابنِ تیمیہ نے منہاج السنۃ میں اس روایت کے بارے میں لکھا ہے کہ: اِسْنَادُهٗ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ یعنی اس کی سند میں ظلمات ہیں جو ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں (منہاج السنۃ ۴/۶۶)۔

کیا یہ بھی محض اتفاق ہے کہ ایسے ہی لوگ کہتے پھر رہے ہیں کہ چھپن سال کی عمر تک سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے جسم اقدس پر ایک بال بھی سفید نہیں تھا مگر جیسے ہی جوان بیٹے کی لاش اٹھا کر واپس آئے تو سر اور داڑھی کے بال سفید ہو چکے تھے (شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ صفحہ ۴۳)۔

حالانکہ صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے کٹے ہوئے سر مبارک پر سیاہ خضاب لگا ہوا تھا (بخاری: ۳۷۴۸)۔ ظاہر ہے کہ بال مبارک پہلے سے سفید تھے اور آپ رضی اللہ عنہ مجاہد کی حیثیت سے خضاب لگاتے تھے۔

کیا یہ بھی محض اتفاق ہے کہ ایسے ہی لوگ اجماعِ امت کو کچھ بھی نہیں سمجھتے اور بہت باتوں میں اجماعِ امت کے خلاف چلتے ہیں جبکہ اجماع کا انکار روافض کا شعار ہے۔

Islam The World Religion

کیا یہ بھی محض اتفاق ہے کہ ایسے ہی لوگ روافض کی محافل ومجالس میں جا کر انہیں خوش کرتے ہیں اور ان سے اچھے تعلقات رکھتے ہیں اور ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ یہ ساری رافضیانہ باتیں فردِ واحد میں جمع، آخر کیوں؟

دوسری جہت سے دیکھیے تو جن لوگوں نے ولایت میں مولا علی کو افضل کہا ہے ان کے پیروکار کھل کر مطلق افضلیتِ شیخین کا انکار کر رہے ہیں۔ اور ان کے اداروں کے بعض فارغ التحصیل حضرات باقاعدہ رافضیت کے مبلغ بن چکے ہیں اور غیروں کی مجالس میں جا جا کر حبِ اہلِ بیت کے بہانے سنیت کو پامال کر رہے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنا! کہ افضلیتِ شیخین کا منکر ایک دن شیخین رضی اللہ عنہما پر کھل کر تنقید ضرور کرے گا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا تو وہ ازلی دشمن ہوگا۔

استاد اگر ایک فُٹ پھسلے تو شاگرد لازماً ایک میل پھسل جاتا ہے۔ اسی لیے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: يَهْدِمُ الْإِسْلَامَ زَلَّةُ الْعَالِمِ یعنی عالم کے پھسلنے سے اسلام تباہ ہوجاتا ہے۔ ادھر اغیار ہیں کہ ایسے لوگوں کی تقریروں اور تحریروں کو حوالہ بنا کر سنی عوام کو گمراہ کرتے پھرتے ہیں۔ یہ لوگ آئے دن کوئی نئی بات کہہ دیتے ہیں جس سے حضور کریم ﷺ کی امت آپس میں الجھ پڑتی ہے مثلاً فرمایا جا رہا ہے کہ: جہاد صرف اپنے دفاع کو کہتے ہیں اس کے علاوہ جہاد کچھ نہیں (سی ڈی)۔ کرسمس تقریب میں خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: یہودی اور عیسائی مومن ہیں یہ کفار نہیں ہیں (CD)۔

اندازہ فرمائیے! یہ باتیں کس قدر ظلم ہیں؟ پھر ان باتوں کی وجہ سے جناب کے پیروکار اور دوسرے مسلمان کس حد تک جھگڑ رہے ہیں؟ مدعی سست گواہ چست کے طور پر ان کے ساتھی اس بات کو صحیح ثابت کرتے پھرتے ہیں۔ لیکن اہم سوال یہ ہے کہ جھگڑے کی یہ نوبت کیوں آئی؟ یہ بات ہانک کر جناب کو کیا ملا؟ جناب کا وہ امت کا درد کہاں گیا؟ وہ اتحاد اور اتفاق کے نعرے اور کوششیں کیا ہوئیں؟ گویا پرانے اختلافات سب غلط تھے اور جو اختلافات تم دے رہے ہو وہ عین اسلام؟ جناب کی دیگر گمراہ کن باتوں پر بھی یہی سوال ہے۔

اللہ کریم جل جلالہ کی توفیق سے فقیر نے جن آنے والے خطرات کو بھانپ کر، ان کا بروقت نوٹس لیا ہے، شاید ہر شخص ان خطرات کو فی الحال محسوس نہ کر سکے۔

Islam The World Religion

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرحِ دردِ اشتیاق

لیکن اتنا تو ضرور غور فرمانا چاہیے کہ اگر کتاب ہذا کا مصنف ناسمجھ ہے تو کیا یہ بڑے بڑے جید اور مقتدر علماء بھی ناسمجھ ہیں جنہوں نے دل کھول کر اس کتاب پر تقاریظ لکھی ہیں اور مصنف کا کما حقہ ساتھ دیا ہے۔ یہ وہ علماء ہیں جن کی مثال عصرِ حاضر میں پوری دنیا کے اندر نہیں ملتی۔ ان علماء میں بعض تفضیلیوں کے استاد بھی شامل ہیں۔

فقیر نے تقاریظ حاصل کرنے کا یہ اہتمام اسی لیے کیا ہے کہ فقیر کے خلاف آواز اٹھانے والے کسی بھی شخص کے پاس محض جذبات کے سواء کوئی حجت باقی نہ رہے، نہ اپنے ضمیر کے سامنے اور نہ اللہ کی بارگاہ میں۔ یہ لوگ جن لوگوں کو تنگ نظر کہہ رہے ہیں حضور کریم ﷺ انہیں حاملینِ علم اور عدول قرار دے رہے ہیں۔ یہ کتاب ہم نے اس لیے لکھی ہے تا کہ اسلام کا طیب و طاہر ریکارڈ درست رہے اور پندرہویں صدی کے کسی مبتدع اور ضال کی تحریریں آئندہ نسلوں کے لیے حوالہ نہ بن جائیں۔ البتہ ہم نے نام لے کر کسی کو ٹارگٹ نہیں کیا۔ اللہ کریم جل شانہ ہمیں ذاتی عناد کی وجہ سے کسی کی مخالفت سے محفوظ فرمائے اور حق بات کہنے اور برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور فقیر کی اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنی بارگاہِ ناز میں شرفِ قبول عطا فرمائے آمین۔

اس جدید ایڈیشن میں مزید تقاریظ، عربی عبارات پر اعراب، احادیث کی تخریج اور تحقیق اور تفضیلیہ کے ضربِ حیدری پر بعض اعتراضات کے جوابات کا اہتمام کیا گیا ہے، مگر معترض کا نام لیکر اسے خواہ مخواہ اہمیت نہیں دی تا کہ وہ اپنی اوقات میں ہی رہے اور کتاب کا مقصود متاثر نہ ہو۔

لطف کی بات یہ ہے کہ الحمدللہ ضربِ حیدری پر کیے جانے والے اعتراضات میں سے اکثر کے جواب بلکہ ان کی کسی بھی نئی کتاب کے دلائل کے جوابات پہلے ہی ضربِ حیدری میں موجود ہیں۔ ہم نے تجربہ کیا ہے ان کے اکثر لوگ کتاب کو پڑھتے ہی نہیں ہیں۔

Islam The World Religion

نوٹ:

کوئی بھی شخص اگر ضربِ حیدری کے کسی مقام پر اعتراض کرے تو قارئین سے درخواست ہے کہ ضربِ حیدری کا وہی مقام کھول کر خود دیکھ لیں، انشاءاللہ آپ پر معترض کی شانِ رافضیت خود بخود واضح ہو جائے گی۔

فقیر غلام رسول قاسمی

۲۶ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ بمطابق 1 جولائی 2008ء

جدید ترین ایڈیشن نومبر 2024ء

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ضربِ حیدری

Islam The World Religion

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ!

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص

اللہ کریم جل وعلا شانہ نے اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو تمام جہانوں پر فضیلت دیتے ہوئے منتخب فرمایا۔ ان میں سے تین سو تیرہ اصحابِ بدر سب سے افضل ہیں۔ ان میں سے عشرہ مبشرہ افضل ہیں۔ پھر ان میں سے خلفاءِ راشدین افضل ہیں۔ پھر خلفاءِ راشدین میں سے سیدنا ابوبکر صدیق سب سے افضل ہیں۔ دوسرا نمبر سیدنا فاروق اعظم کا، تیسرا نمبر سیدنا عثمان غنی کا اور چوتھا نمبر سیدنا علی المرتضی کا ہے رضی اللہ عنہم۔

جہاں خلفاءِ ثلاثہ کو افضلیت حاصل ہے وہاں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی اللہ کریم نے بے پناہ کمالات اور خصائص سے نوازا ہے۔

بعض بدعقیدہ لوگ حضرت عثمانِ غنی اور حضرت علی المرتضیٰ (ختنین) رضی اللہ عنہما سے بغض رکھتے ہیں اور بالخصوص امیر المومنین وامام الواصلین سیدنا ومولانا علی المرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا کے خصائص کا سرے سے ہی انکار کرتے ہیں۔ یہ لوگ خارجی اور ناصبی ہیں۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اَلۡخَوَارِجُ کِلَابُ النَّارِ یعنی خارجی جہنم کے کتے ہیں (ابن ماجہ: ۱۷۳)۔

کوئی صاحبِ ایمان مولا علی کرم اللہ وجہہ کے خصائص وکمالات کا انکار کیسے کر سکتا ہے جب کہ چشمِ بینا کو احادیث میں تصریحات نظر آ رہی ہیں کہ:

(۱)۔ علی المرتضیٰ ہی ذریتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدِ امجد ہیں۔ سیدۃ النساء علی ابیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کے شوہر ہیں۔

(۲)۔ آپ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے (ترمذی: ۳۷۳۴)۔

(۳)۔ آپ ابنِ عمِ رسول ہیں جنہیں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک پر جاتے وقت پیچھے چھوڑا تو فرمایا: اَنۡتَ مِنِّیۡ بِمَنۡزِلَۃِ هَارُوۡنَ مِنۡ مُّوۡسٰی یعنی تم مجھ سے وہی تعلق

Islam The World Religion

رکھتے ہو جو ہارون کا موسیٰ سے تھا(بخاری :۳۷۰۶، ۴۴۱۶، مسلم:۶۲۱۸، ۶۲۲۱، ترمذی :۳۷۳۱،ابن ماجہ:۱۱۵)۔

(۴)۔وہ ہر مومن کے محبوب و ناصر ہیں جن کی شان میں تاکیداً ارشاد ہوا کہ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاہُ یعنی جس کا میں دوست ہوں اس کا علی بھی دوست ہے، اے اللہ جو علی کو دوست مانے تو اسے اپنا دوست بنا اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ(ترمذی: ۳۷۱۳،مشکوٰۃ:۶۰۹۱)۔

(۵)۔وہی فاتح خیبر ہیں جن کے حق میں حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا اسے دوں گا جو خدا و رسول کا پیارا ہوگا اور خدا و رسول اسے پیارے ہوں گے(بخاری :۲۹۴۲، ۳۰۰۹، ۳۷۰۱، ۴۲۱۰، مسلم:۶۲۲۳)۔

(۶)۔وہی ساکن درِ دولتِ مصطفی تھے جنہیں سرکار نے مسجد نبوی میں سے جنابت کی حالت میں گزرنے کی اجازت دی(ترمذی:۳۷۲۷)۔

(۷)۔وہ برادرِ مصطفی تھے جو مواخاتِ مدینہ کے موقع پر روتے ہوئے آئے کہ مجھے آپ نے کسی کا بھائی نہیں بنایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یعنی تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو(ترمذی:۳۷۲۰)۔وقال العلماء فیہ ما قالوا۔

(۸)۔بے شمار صحابہ کے بارے میں یہ الفاظ تو موجود ہیں کہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں لیکن یہ اضافی الفاظ صرف مولا علی کے بارے میں فرمائے گئے ہیں کہ: لَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ اِلَّا عَلِیٌّ یعنی میری ادائیگی علی کے سواء کوئی نہیں کرسکتا(ترمذی ۳۷۱۹:،ابن ماجہ:۱۱۹)۔

(۹)۔یہ وہ باب العلم ہیں جنہیں تمام صحابہ سے بڑا قاضی ہونے کا اعزاز حاصل ہے (مشکوٰۃ:۶۱۲۰)۔اسی لیے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایسی مجلس قضی وعلم سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے جس میں علی موجود نہ ہوں(الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹۶)۔

(۱۰)۔ہجرت کی رات بسترِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آرام فرما ہوئے(الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۱۳)۔

(۱۱)۔وہ عظیم المرتبت ہستی علی المرتضیٰ کی تھی جنہیں حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ

Islam The World Religion

میرے کندھوں پر چڑھ کر کعبہ کی چھت پر سے بت گرادیں۔اور آپ فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آ رہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کناروں کو چھولوں (السنن الکبریٰ للنسائی :۸۵۰۷)۔

(۱۲)۔آپ رضی اللہ عنہ کی نماز کی خاطر سورج کو واپس لوٹایا گیا (الشفاء جلد ۱ صفحہ ۱۸۵ رُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ)۔

(۱۳)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ مبارک اٹھا کر دعا فرمائی کہ: اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیًّا یعنی اے اللہ مجھے اس وقت تک وفات نہ دینا جب تک علی کو نہ دیکھ لوں (ترمذی: ۳۷۲۷)۔

انہی کے بارے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علی میں اٹھارہ خوبیاں ایسی ہیں کہ ان میں سے صرف ایک بھی ان کی آخرت سنوارنے کے لیے کافی تھی۔جب کہ ان میں سے تیرہ خوبیاں ایسی ہیں جو صرف انہی کے خصائص ہیں اور اس امت میں کسی دوسرے کو یہ اعزاز حاصل نہیں: لَقَدْ كَانَتْ لَهٗ ثَلَاثَةَ عَشَرَ مَنْقِبَةً لَمْ يَكُنْ لِاَحَدٍ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ (طبرانی اوسط: ۸۴۳۲)۔

اس تفصیل کے بعد بھی اگر کوئی شخص اہل سنت کے بارے میں بدگمانی کرتا ہے اور نیت میں شک کرتا ہے تو وہ اللہ واحد قہار کی بارگاہ میں اپنا جواب سوچ لے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ: خلفاءِ ثلاثہ کے فضائل ومناقب بھی اسی طرح کثرت سے ہیں بلکہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر ہیں بلکہ بیشتر ازاں (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۷۴)۔

فقیر راقم الحروف نے چاروں خلفاءِ راشدین علیہم الرضوان کے خصائص پر ''کتاب الخصائص'' لکھ دی ہے، جو الحمدللہ چھپ چکی ہے۔

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تفضیلی رافضیوں کا تعارف

دوسری طرف بعض لوگ وہ ہیں جو مولا علی کو سیدنا ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق (شیخین) سے بھی افضل مانتے ہیں حالانکہ مولا علی کے خصائص تیرہ ہیں تو صدیق اکبر کے خصائص کی تعداد تو اسی (۸۰) سے بھی زیادہ ہے۔ صرف بخاری شریف میں صدیق اکبر کے خصائص کی تعداد بیس (۲۰) سے زیادہ ہے۔ کتابی حقائق کو جھٹلانا منکرین کے بس میں نہیں۔ خصائص و افضلیتِ صدیق کے منکر رافضی اور تفضیلی ہیں۔ یہ لوگ بھی خوارج ہی کی طرح ہیں مگر دوسری انتہا پر کھڑے ہیں۔ ان دونوں کے برعکس اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے: **تَفْضِيْلُ الشَّيْخَيْنِ وَ حُبُّ الْخَتَنَيْنِ** یعنی شیخین کو افضل ماننا اور ختنین سے محبت رکھنا (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰)۔ علماءِ اہلِ سنت نے سخت تنبیہ فرمائی ہے کہ شیخین کی افضلیت کا یہ معنی نہیں کہ خدانخواستہ ختنین کی محبت میں کمی آجائے اور ختنین کی محبت کا یہ معنی نہیں کہ انہیں شیخین سے افضل سمجھ لیا جائے۔

رافضی مذہب میں بے شمار فرقے پائے جاتے ہیں۔ ان کے فرقوں کی تفصیل بے شمار علماء کرام علیہم الرضوان نے اپنی کتابوں میں بیان فرمائی ہے۔ مثلاً: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے تحفہ اثنا عشریہ میں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمت اللہ علیہ نے السیف المسلول میں، حضور غوث اعظم وقطب الاقطاب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے غنیۃ الطالبین میں۔ وغیرہ۔

اس مذہب کی ایک خاص تعلیم تقیہ ہے، اس تقیہ کی وجہ سے ان کے تمام فرقوں کی شناخت اور تعاقب نہایت مشکل ہو چکا ہے۔

آج ہم جس موضوع پر قلم اٹھا رہے ہیں وہ ان کے ایسے فرقے ہیں جو خود کو اہل سنت کہتے ہیں۔ ان کی بھی متعدد اقسام ہیں۔ ان میں ایک فرقہ مولا علی رضی اللہ عنہ کو پہلے تین خلفاء سے افضل کہتا ہے۔ اس فرقے کو تفضیلی فرقہ کہا جاتا ہے۔ ان کے اکثر لوگ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھی دشمن ہیں۔ یہ سب گمراہ اور بدعتی ٹولے ہیں۔ علماءِ اہل سنت نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ لوگ اہل سنت سے خارج ہیں۔

اہل علم جانتے ہیں کہ خوارج، روافض اور معتزلہ تینوں گمراہ فرقے ہیں جو اجماعِ امت

Islam The World Religion

اور سوادِ اعظم کو کوئی چیز نہیں سمجھتے۔ خارجی کا معنی ہے نکل جانے والا، رافضی کا معنی ہے چھوڑ دینے والا اور تتر بتر ہو جانے والا، معتزلہ کا معنی ہے علیحدہ ہو جانے والا۔ جو شخص سوادِ اعظم کے خلاف اپنی خرافات کو درست ثابت کرنے کے لیے قرآن وسنت سے دلائل پیش کرتا ہوا سے ملحد کہا جاتا ہے۔ ملحد کا لفظ لحد سے بنا ہے اور لحد ایک گوشے اور پہلو کو کہتے ہیں۔ ٹیڑھا ہو جانا اور تیر کا نشانے سے خطا ہو جانا بھی الحاد کہلاتا ہے۔ اسی لیے بغلی قبر کو بھی لحد کہا جاتا ہے اور لحد کو قبر کے وسط کی بجائے قبر کی بغل میں بنایا جاتا ہے۔ گویا روافض، خوارج اور معتزلہ والا مفہوم ملحدین میں بھی پایا جاتا ہے۔ لغت اٹھا کر دیکھ لیجیے ان کے ناموں کے یہی معانی ہیں جو ہم نے بیان کیے ہیں۔ ان سب میں ایک ہی روح کارفرما ہے۔ یعنی سوادِ اعظم سے نکلنے والے، چھوڑنے والے اور علیحدہ ہونے والے۔ اسی قدرِ مشترک (Common Factor) کی وجہ سے یہ اپنی ہی سوچ کے مالک اور آزاد خیال ہوتے ہیں۔ یہی آزاد خیالی ان کے اندر کثرت سے فرقوں کو جنم دینے کا سبب بنی۔ ان کا ہر بندہ اپنی ذاتی تحقیق اٹھائے پھرتا ہے جو دوسروں سے بالکل مختلف اور نرالی ہوتی ہے۔ یہ لوگ تحقیق کی آڑ میں جب بال کی کھال اتارتے ہیں تو بے چاری بھولی عوام عش عش کرنے لگتی ہے، مگر انہیں خبر نہیں ہوتی کہ یہ شخص گمراہ ہے اور انہیں بھی گمراہ کر رہا ہے۔

جو لوگ اپنی گردن سے سبیل المومنین کا پٹہ اتار کر آزاد خیال ہو جاتے ہیں، ان کی مثال کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ہوتی ہے جو خدا معلوم کس کی گود میں جا کر گرے یا کون سے کھمبے پر الجھ جائے۔ لیکن لُٹ جانا اور تار تار ہو جانا بہر حال اس کا مقدر ہوتا ہے **نعوذ باللہ من ذلك**۔

شاذ، متروک اور مردود اقوال تقریباً ہر موضوع پر کتب میں دستیاب ہیں۔ مثلاً بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام نبیوں سے افضل ہیں۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ فرعون بخشا گیا۔ بعض میں لکھا ہے کہ یزید بخشا گیا۔ بعض میں لکھا ہے کہ چونکہ یزید مسلمان تھا اگرچہ گناہگار سہی، لہٰذا اسے رحمۃ اللہ علیہ کہنا جائز ہے۔ ایسی باتوں میں سے بعض الحاقی ہیں، بعض موضوع ہیں اور بعض مرجوح۔ اس کے علاوہ معتزلہ، خوارج، روافض اور نیچریوں کی کتابوں میں بھی رنگا رنگ خرافات موجود ہیں۔

لیکن یاد رکھیے! حق کا معیار سوادِ اعظم کا اختیار کردہ مؤقف ہے۔ جس شخص نے وسائل

Islam The World Religion

کے بل بوتے پر بہت بڑی لائبریری جمع کر لی ہو اس کی لائبریری میں ہر طرح کی لغویات موجود ہوسکتی ہیں۔ اگر ایسے شخص کا ہاضمہ خراب ہے تو وہ متداول کتب پر بھروسہ کرنے اور مختار اقوال کی پیروی کرنے کی بجائے علماء کے تفردات، متروک ومردود اقوال اور نایاب کتب کے حوالہ جات پر نہ صرف اعتماد کرتا ہے بلکہ فخر بھی کرتا ہے اور بال کی کھال اتار اتار کر اپنے غلط مؤقف کو نہایت رکیک تاویلات کے ذریعے ثابت کرتا ہے اور اپنی تحقیق کی تائید میں کسی معتزلہ یا خارجی وغیرہ کا قول یا کسی کا مردود قول پیش کر کے اپنی تحقیق کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ اسکے مقابلے پر سوادِ اعظم خواہ کچھ بھی چیختا رہے اسے پرواہ نہیں ہوتی۔ عوام الناس اسکی ایسی خرافات کو علمی دقائق سمجھ کر عش عش کر اٹھتے ہیں۔ ایسا شخص اگر باتونی اور زبان دراز بھی ہو اور اسکے پاس وسائل بھی ہوں تو وہ دین کیلیے اور علماء کے لیے اچھی خاصی پریشانی کھڑی کر سکتا ہے۔ حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِی کُلُّ مُنَافِقٍ عَلِیْمِ اللِّسَانِ یعنی مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف ایسے منافق شخص کا ہے جو زبان چلانے میں ماہر ہوگا (مسند احمد: ۱۴۴)۔ اس طرح کے ملحد لوگ صریح احادیث کی موجودگی میں اپنے قیاس کو ترجیح دیتے ہیں۔

دراصل بعض لوگوں نے اپنے ساتھیوں کو کنویں کا مینڈک بنا دیا ہے اور یہ بیچارے کسی دوسرے عالم کی تقریر کو بھی پسند نہیں کرتے اور تحریر کو بھی۔ ظاہر ہے کہ جب یہ کسی دوسرے عالم کے پاس جائیں گے نہیں تو اس کی صلاحیتوں سے آگاہ کیسے ہوں گے۔ حضرت ایوب تابعی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ: اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَعْرِفَ خَطَأَ مُعَلِّمِكَ فَجَالِسْ غَیْرَہٗ یعنی اگر تم اپنے استاد کی غلطی سے آگاہ ہونا چاہتے ہو تو اس کے علاوہ بھی کسی کے پاس جا کر بیٹھا کرو (سنن دارمی: ۶۴۷)۔

آمدم برسرِ مطلب، ہم نے یہ رسالہ تفضیلیوں کے رد میں تحریر کیا ہے۔ اس موضوع پر ہماری یہ تصنیف کوئی پہلی تصنیف نہیں بلکہ تفضیلیوں کے رد میں لکھی جانے والی اہم کتابیں حسبِ ذیل ہیں۔

(۱)۔ مَنَاقِبُ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ (مصنفہ امام ابوبکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ)

(۲)۔ اَلطَّرِیْقَةُ الْمُحَمَّدِیَّةُ (مصنفہ حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی علیہ الرحمہ)

(۳)۔ اَلْحَبْلُ الْوَثِیْقُ فِیْ نُصْرَةِ الصِّدِّیْقِ

(مصنفہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ)

Islam The World Religion

(۴)۔قُرَّۃُ الْعَیْنَیْنِ فِیْ تَفْضِیْلِ الشَّیْخَیْنِ۔

(مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ)

(۵)۔اِزَالَۃُ الْخِفَاءِ (مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ)

(۶)۔سِرُّ الْجَلِیْلِ فِیْ مَسْئَلَۃِ التَّفْضِیْلِ۔

(مصنفہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ)

(۷)۔اَلصَّوَاعِقُ الْمُحْرِقَۃُ (مصنفہ حضرت علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ)

(۸)۔سبع سنابل (پہلا سنبلہ) (مصنفہ حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی علیہ الرحمہ)

(۹)۔مَطْلَعُ الْقَمَرَیْنِ فِیْ اِبَانَۃِ سَبْقَۃِ الْعُمَرَیْنِ۔

(مصنفہ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۰)۔اَلزُّلَالُ الْاَنْقٰی مِنْ بَحْرِ سَبْقَۃِ الْاَتْقٰی۔

(مصنفہ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۱)۔غَایَۃُ التَّحْقِیْقِ فِیْ اِمَامَۃِ عَلِیٍّ وَ الصِّدِّیْقِ۔

(مصنفہ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۲)۔تزکِ مرتضوی (مصنفہ حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ)

تفضیلیوں کا طریقۂ واردات

کچھ تفضیلی تو ایسے ہیں جو صاف لفظوں میں سیدنا علی المرتضیٰ کو شیخین کریمین علیہم الرضوان سے افضل کہتے ہیں۔لیکن کچھ تفضیلی ایسے ہیں جو زبان اور قلم سے شیخین کو افضل کہتے ہیں مگر اس افضلیت سے مراد خلافت ظاہری میں افضلیت لیتے ہیں اور ولایت باطنی میں افضلیت کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا خاصہ قرار دیتے ہیں۔جس کا نتیجہ پھر وہی سابقہ تفضیل ہے۔ ان دونوں طبقوں میں کوئی فرق نہیں بلکہ دوسرا طبقہ اپنی مکاری کی وجہ سے پہلے سے زیادہ خطرناک ہے۔ان کے اس طریقۂ واردات کو بے نقاب کرتے ہوئے امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

Islam The World Religion

اُدھر والوں میں جن کے قلوب نے غلبہ ہوا وغلظت و جفا سے تفضیلِ شیخین کو گوارا نہ کیا اور صریح انکار میں نام سنیت مسلوب ہوتے دیکھا، ناچار تحصیلِ مطلوب و دفع مکروہ کی یہ راہ نکالی کہ زبان سے تفضیلِ شیخین کا اقرار اور ترتیب مذکورۂ اہلِ سنت پر بکشادہ پیشانی اصرار رکھا مگر افضلیت کے معنی وہ تراشے جس سے ان کا مرتبہ مولا علی پر بڑھنے نہ پائے اور اپنا مطلبِ فاسد ہاتھ سے نہ جائے۔ اس فرقہ کے سامنے جس قدر دلائل قرآن وحدیث وآثارِ اہلِ بیت واقوالِ علماء سے پیش کیجیے محض بے سود پڑتے ہیں۔ وہ سب کے جواب میں ایک ذرا سی بات کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں تفضیلِ شیخین سے کب انکار ہے ہم خود انہیں بعد انبیاء افضل البشر جانتے ہیں۔ مگر افضلیت کے معنی یہ ہیں، نہ وہ جو تم سمجھے۔ لیجیے آدھے فقرہ میں سارا دفتر گاؤ خورد ہو گیا۔ کی کرائی محنت برباد گئی (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۳۲)۔

مطالعہ رکھنے والے احباب جانتے ہیں کہ قادیانی بھی خود کو ختمِ نبوت کا منکر نہیں مانتے اور پرویزی بھی اپنا منکرِ حدیث ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ یہی طریقہ واردات تفضیلیوں کا بھی ہے۔

اب ہم اولاً قرآن، سنت اور اجماع سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت ثابت کرتے ہیں اور اس کے بعد تفضیلیوں کے دلائل واعتراضات کی تردید کریں گے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ

قرآن میں افضلیتِ صدیق رضی اللہ عنہ

قرآن شریف کی بہت سی آیات سے استدلال کرتے ہوئے علماء کرام علیہم الرضوان نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو ثابت فرمایا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن تو خلافت ظاہری کے ملنے سے پہلے نازل ہو چکا تھا۔ آیاتِ قرآنی ملاحظہ ہوں۔

پہلی آیت:

لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا یعنی تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور اللہ کی راہ میں جنگ لڑی انکا درجہ بہت بلند ہے۔ اسکے بعد

Islam The World Religion

خرچ کرنے والے اور جنگ لڑنے والے ان کے برابر نہیں ہو سکتے (الحدید ۱۰:۵۷)۔

اس آیت کی تفسیر میں مختلف علماء کرام نے ایسی زبردست بحث لکھی ہے کہ: ایک سے بڑھ کر ایک۔ مثلاً تفسیر بغوی میں ہے کہ: یہ آیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ آپ سب سے پہلے ایمان لائے، سب سے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اسلام کی خاطر سب سے پہلے نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تلوار اٹھائی (بغوی جلد ۴ صفحہ ۲۹۵)۔ یہی بات تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۲۲۸ اور مدارک جلد ۴ صفحہ ۲۲۸ پر بھی موجود ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ: ایمان والوں کو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس آیت میں صدیق اکبر سب سے ٹاپ پر ہیں لَهُ الْحَظُّ الْاَوْفَرُ۔ اور تمام انبیاء کی امتوں میں سے اس پر عمل کرنے میں سید و سردار ہیں۔ انہوں نے اپنا سارا مال اللہ کی رضا کے لیے خرچ کر دیا (ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۴۰۴)۔

تفسیر قرطبی میں ہے کہ: یہ آیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا واضح ثبوت ہے۔ آپ سب سے آگے ہیں اس لیے کہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔ سب سے پہلے جہاد کیا اور سب سے پہلے اللہ کے نبی پر اپنا مال خرچ کیا (تفسیر قرطبی جلد ۱۷ صفحہ ۲۰۶)۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: واحدی کا قول ہے کہ ابوبکر پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام کی خاطر قتال فرمایا۔ جبکہ علی اسلام کے ابتدائی دنوں میں چھوٹے بچے تھے كَانَ صَبِيًّا صَغِيْرًا وَلَمْ يَكُنْ صَاحِبَ الْقِتَالِ (تفسیر کبیر جلد ۱۰/ ۴۵۲)۔

بیضاوی میں ہے کہ: یہ آیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی اس لیے کہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ فرمایا اور کفار سے دست و گریباں ہوئے حتیٰ کہ اتنی زبردست ماریں کھائیں کہ انسان ان سے ہلاک ہو سکتا ہے (تفسیر بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۴۶۸)۔

مشرکین مکہ نے جب نبی کریم ﷺ کو اذیت دینے کی کوشش کی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مشرکین سے ہاتھا پائی کر کے انہیں دفع کیا اور فرمایا تم اس آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو

Islam The World Religion

صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس رب کی طرف سے معجزات بھی لایا ہے (بخاری:۳۶۷۸،۳۸۵۶،۴۸۱۵)۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ لوگوں نے پوچھا کہ محمد کا یہ ہمدرد کون ہے؟ دوسروں نے جواب دیا یہ ابوقحافہ کا بیٹا ہے پاگل (مستدرکِ حاکم:۴۴۸۰)۔

آخر میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا ارشاد پیشِ خدمت ہے جو اپنی صدی کے مجدد اور دنیائے اسلام کی عظیم ترین علمی اور روحانی شخصیات میں شمار ہوتے ہیں۔

فرماتے ہیں: یہ آیت اس موضوع پر نص ہے کہ فتح سے پہلے قربانیاں دینے والے بعد والوں سے بہتر ہیں۔ (اِلیٰ اَنْ قَالَ) صدیقِ اکبر نے ہجرت سے پہلے قتال بھی فرمایا اور اللہ کی راہ میں خرچ بھی کیا اور فاروقِ اعظم نے ہجرت سے پہلے قتال فرمایا۔ بخلاف دوسرے تمام صحابہ کے، حضرتِ مرتضیٰ ہوں یا ان کے علاوہ (چہ حضرتِ مرتضیٰ و چہ غیرِ او) ان سے قبل از ہجرت قتال و انفاق واقع نہیں ہوا۔ پس اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ شیخین، حضرتِ مرتضیٰ سے افضل ہیں (ازالۃ الخفاء جلد ا صفحہ ۲۹۶،۲۹۷)۔

امام بغوی علیہ الرحمہ نے اسی آیت کی تفسیر میں شانِ صدیقِ اکبر میں ایک زبردست حدیث اپنی مکمل سند کے ساتھ نقل فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت ابوبکر بھی موجود تھے۔ آپ نے عباء پہنی ہوئی تھی جسے سامنے سینے کے پاس کانٹوں سے بخیہ کیا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا، ابوبکر نے یہ کیسا لباس پہن رکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے اپنا سارا مال فتح مکہ سے پہلے مجھ پر خرچ کر دیا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے کہ ابوبکر کو میرا اسلام پہنچائیں اور اس سے پوچھیں کہ کیا تم اس فقر کی حالت میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے صدیق کو سلام پہنچایا اور یہ سوال پوچھا۔ ابوبکر نے عرض کیا میں اپنے رب سے ناراض ہو سکتا ہوں؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں (بغوی جلد ۴ صفحہ ۲۹۵، ابنِ کثیر جلد ۴ صفحہ ۴۰۴، ابونعیم جلد ۷ صفحہ ۱۰۵، کنز العمال

Islam The World Religion

جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۸)۔ قَالَ ابْنُ كَثِيْر: اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہی وجہ ہے کہ تمام صحابہ نے ابوبکر کو اپنے سے آگے سمجھا ہے اور ابوبکر کے افضل ہونے اور آگے نکل جانے کا اقرار کیا ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوّل ہیں، ابوبکر ثانی ہیں اور عمر ثالث ہیں اور جس شخص نے مجھے ابوبکر اور عمر سے افضل کہا میں اسے مفتری کی سزا کے طور پر اسی کوڑے ماروں گا۔ اور اسے شرعی گواہی کے لیے نااہل قرار دوں گا۔ پہلے والوں نے بعد والوں کی نسبت زیادہ تکالیف اٹھائی ہیں اور ان کی رائے اور مشورے نافذ ہوئے ہیں جن سے اسلام نے ترقی کی ہے (تفسیر قرطبی جلد ۱۷ صفحہ ۲۰۶)۔

جمیع اہل سنت کو اس بات پر اس قدر یقین اور وثوق حاصل ہے کہ ہم نے اسی حدیث کو بنیاد بنا کر اپنی کتاب کا نام بھی ضربِ حیدری رکھا ہے۔ آج اگر مولا علی علیٰ حبیبہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہوتے تو ان تفضیلیوں کو اسی اسی کوڑے لگاتے۔ لہٰذا ہم سے ناراض ہونے سے پہلے سوچ لیجیے کہ ہمارے سر پر دستِ تائید مولا علی کا موجود ہے۔ جس کا جی چاہے مولا علی پر ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے ان سے جنگ کر کے دیکھ لے۔

دوسری آیت:

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا یعنی اگر تم لوگوں نے رسول کی مدد نہ کی تو بے شک اللہ ان کی مدد فرما چکا جب کافروں نے رسول اللہ کو بے وطن کیا، اس حال میں کہ وہ دو میں سے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے صحابی سے فرما رہے تھے غم نہ کر، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے (التوبۃ: ۴۰)۔

نَصَرَهُ اللهُ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ذریعے کی گئی مدد کا ذکر ہے، ثَانِيَ اثْنَيْنِ میں خلیل کی خلوت کا عروج، غار کی تنہائی میں إِذْ هُمَا کا وصل جسے دیکھ کر مفسرین کی قوتِ ممیزہ جواب دے گئی کہ احد کون ہے اور ثانی کون ہے، صَاحِبِهٖ کی اضافت میں اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ کا عکس، لَا تَحْزَنْ کی حوصلہ افزائیاں اور إِنَّ اللهَ مَعَنَا میں معیت کی رعنائیاں سمجھنے کے لیے

Islam The World Religion

روافض کی ٹیڑھی عینک نہیں بلکہ مرتضیٰ کریم کی بصیرت چاہیے جو فرماتے ہیں کہ: اِنَّ اللّٰہَ ذَمَّ النَّاسَ کُلَّھُمْ وَمَدَحَ اَبَابَکْرٍ فَقَالَ اِلَّا تَنْصُرُوْہُ یعنی اللہ تعالیٰ نے اِلَّا تَنْصُرُوہ کے الفاظ میں تمام لوگوں کی مذمت کی ہے اور ابوبکر کی مدح کی ہے (روح المعانی جلد ۱۰ صفحہ ۸۹)۔

حضرت سیدنا حسن بصری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: عَاتَبَ اللّٰہُ جَمِیْعَ اَھْلِ الْاَرْضِ غَیْرَ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (روح المعانی جلد ۱۰ صفحہ ۸۹ وعزاہ الی الحکیم الترمذی)۔ یہی بات امام شعبی تابعی علیہ الرحمہ نے فرمائی ہے: عَاتَبَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اَھْلَ الْاَرْضِ جَمِیْعاً فِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ غَیْرَ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (بغوی جلد ۲ صفحہ ۲۸۲)۔

یہی بات حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمائی ہے: قَالَ سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ : خَرَجَ اَبُوبَکْرٍ بِھٰذِہِ الاٰیَۃِ مِنَ الْمُعَاتَبَۃِ الَّتِی فِی قَوْلِہٖ: اِلَّا تَنْصُرُوْہُ (قرطبی جلد ۸ صفحہ ۱۳۱)۔ اگرچہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اور مدد کی ہے مگر سیدنا صدیق اکبر کا یہ امتیاز و اختصاص سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت جن ہستیوں نے بیان فرمایا اور جنہوں نے انہیں نقل کیا، کسی کی کیا مجال کہ مسلمان بھی کہلائے اور ان کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرے۔

حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لَا تَحْزَنْ کی تفسیر کرتے ہوئے یہ کہہ کر انتہاء کردی کہ: فَثَبَتَ اَنَّہٗ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ بِمَنْزِلَتِہٖ عِنْدَ رَبِّہٖ جَلَّ شَانُہٗ یعنی ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں وہی مقام و مرتبہ حاصل ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے رب کی بارگاہ میں حاصل ہے (روح المعانی جلد ۱۰ صفحہ ۸۹)۔

حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کَفٰی لِاَبِیْ بَکْرٍ فَضْلاً اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَثْبَتَ لِاَبِیْ بَکْرٍ مَعِیَّۃَ اللّٰہِ سُبْحَانَہُ الَّتِیْ اَثْبَتَھَا لِنَفْسِہٖ بِلَا تَفَاوُتٍ ، فَمَنْ اَنْکَرَ فَضْلَ اَبِیْ بَکْرٍ اَنْکَرَ ھٰذِہِ الاٰیَۃَ الْکَرِیْمَۃَ یعنی ابوبکر کی یہی فضیلت کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر کے لیے اللہ کی معیت اسی طرح ثابت کی ہے جیسے خود اپنے لیے ثابت کی ہے اور کوئی فرق نہیں رکھا، تو جس نے ابوبکر

Islam The World Religion

کی شان کا انکار کیا اس نے اس آیت کا انکار کیا (تفسیر مظہری جلد ۳/۲۸۸)۔

اسی آیت کی تفسیر میں سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لَمْ یَعْدِلْ بِہٖ رَجُلاً یعنی ابوبکر جیسا کوئی مرد نہیں (مستدرکِ حاکم: ۴۴۶۸)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ حسان کی جبریل کے ذریعے مدد فرما (بخاری: ۴۵۳، ۳۲۱۲، ۶۱۵۲، مسلم: ۶۳۸۴)۔ اور جبریل اللہ کے حکم کے بغیر نہیں چلتے۔ گویا حضرت حسان نے جو کچھ فرمایا وہ دراصل خدا کا فرمان ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِجِبْرِيْلَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَن يُّهَاجِرُ مَعِيْ؟ قَالَ: اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ (مستدرکِ حاکم: ۴۳۱۹)۔ صحيح وافقه الذهبي۔

ترجمہ: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل سے پوچھا میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا؟ انہوں نے عرض کیا ابوبکر صدیق۔

عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَاَنَا فِي الْغَارِ: لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَاَبْصَرَنَا، فَقَالَ: مَا ظَنُّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللهُ ثَالِثُهُمَا (مسلم: ۶۱۶۹۲۳۸۱، بخاری: ۳۶۵۳، ۳۹۲۲، ۴۶۶۳، ترمذی: ۳۰۹۶، صحیح ابن حبان: ۶۲۷۸، مسند احمد: ۱۲)۔

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے غار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: اگر ان میں سے کسی ایک نے قدموں کے نیچے دیکھ لیا تو ہمیں دیکھ لے گا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارا ان دو کے بارے میں خیال ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ تیسرا ہے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: كَانَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَكَانَ الْوَزِيْرِ، فَكَانَ يُشَاوِرُهٗ فِيْ جَمِيْعِ اُمُوْرِهٖ، وَكَانَ ثَانِيَهٗ فِي الْاِسْلَامِ، وَكَانَ ثَانِيَهٗ فِي الْغَارِ، وَكَانَ ثَانِيَهٗ فِي الْعَرِيْشِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَكَانَ ثَانِيَهٗ فِي الْقَبْرِ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُقَدِّمُ عَلَيْهِ اَحَداً (مستدرکِ حاکم: ۴۴۶۳)۔

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ: ابوبکر صدیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وزیر

Islam The World Religion

کی طرح تھے، حضور آپ سے تمام معاملات میں مشورہ لیتے تھے، وہ اسلام میں آپ کے ثانی تھے، وہ غار میں آپ کے ثانی تھے، وہ بدر کے دن عریش میں آپ کے ثانی تھے، وہ قبر میں آپ کے ثانی ہوئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو ان سے آگے نہیں سمجھتے تھے۔

تیسری آیت:

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: وَالَّذِی جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ یعنی وہ جو صدق کے ساتھ آیا اور وہ جس نے اس کی تصدیق کی، وہی لوگ متقی ہیں (الزمر: ۳۳)۔

اس آیت کی تفسیر میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وَالَّذِی جَاءَ بِالصِّدْقِ: مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَدَّقَ بِهٖ: اَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ یعنی صدق کے ساتھ آنے والے سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور تصدیق کرنے والے سے مراد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں (ابن جریر حدیث: ۲۳۲۱۴)۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سیدنا ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم تھے۔ پہاڑ لرزنے لگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے قدم مبارک سے ضرب لگائی اور فرمایا: اُثْبُتْ اُحُدُ، فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِیٌّ وَ صِدِّيْقٌ وَ شَهِيْدَانِ یعنی اے احد ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں (بخاری: ۳۶۷۵)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عُرِجَ بِیْ اِلَى السَّمَآءِ فَمَا مَرَرْتُ بِسَمَآءٍ اِلَّا وَجَدْتُّ فِيْهَا اِسْمِیْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ خَلْفِیْ یعنی مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں جس آسمان سے بھی گزرا، ہر آسمان پر اپنا نام محمد رسول اللہ اور اپنے نام کے پیچھے ابوبکر صدیق لکھا ہوا پایا (مسند ابی یعلی: ۶۶۰۰)۔ علامہ سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ابن عباس، ابن عمر، انس، ابی سعید، ابی الدرداء رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ اسکی اسناد ضعیف ہیں جو ایک دوسرے کو قوت دے رہی ہیں يَشُدُّ بَعْضُهَا بَعْضاً (تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۸)۔ حدیث حسن ثابت ہوگئی۔

Islam The World Religion

نبی کریم ﷺ نے معراج کے بعد حضرت جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا: میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی۔ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ ابوبکر صدیق آپ کی تصدیق کریں گے بَلٰی یُصَدِّقُكَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ (فضائل الصحابہ حدیث:۱۱۶)۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں: اِنِّی لَاُصَدِّقُهٗ فِيْمَا هُوَ اَبْعَدُ مِنْ ذَالِكَ ، اُصَدِّقُهٗ بِخَبَرِ السَّمَآءِ فِی غَدْوَةٍ اَو رَوْحَةٍ ، فَلِذَالِكَ سُمِّیَ اَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ یعنی میں آپ ﷺ کی ان معاملات میں بھی تصدیق کرتا ہوں جو معراج سے بھی بڑھ کر ہیں، میں آپ کی صبح شام دی ہوئی آسمانی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں، اس وجہ سے ابوبکر کو صدیق کا نام دیا گیا (مستدرک حاکم: ۴۴۶۲، ۴۵۱۴)۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو خطاب فرمایا، آپ متوجہ ہوئے تو ابوبکر نظر نہ آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر ابوبکر، اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَخْبَرَنِیْ اٰنِفاً اَنَّ خَيْرَ اُمَّتِكَ بَعْدَكَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ یعنی مجھے جبریل امین روح القدس علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ آپ کی امت میں آپ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں (طبرانی اوسط حدیث: ۶۴۴۸)۔ اَلْحَدِيْثُ ضَعِيْفٌ

امام قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: وَ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی تَسْمِيَةِ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ صِدِّيْقاً كَمَا اَجْمَعُوْا عَلٰی تَسْمِيَةِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَسُوْلاً ، وَ اِذَا ثَبَتَ هٰذَا وَ صَحَّ اَنَّهُ الصِّدِّيْقُ وَ اَنَّهٗ ثَانِیْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لَمْ يَجُزْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ بَعْدَهٗ اَحَدٌ یعنی ابوبکر صدیق کا نام صدیق ہونے پر تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے جس طرح سیدنا محمد علیہ السلام کے رسول ہونے پر سب کا اجماع ہے، اور جب یہ بات ثابت ہوگئی اور آپ کا صدیق ہونا صحیح ٹھہرا اور آپ کا رسول اللہ ﷺ کا ثانی ہونا صحیح ٹھہرا تو پھر جائز نہیں کہ کوئی حضور کے بعد آپ سے آگے قدم رکھے (تفسیر قرطبی جلد ۵ صفحہ ۲۶۲)۔

چوتھی آیت:

وَمَنْ يُّطِعِ اللهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنَ

Islam The World Religion

النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا یعنی جو اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرے تو وہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا جو انبیاء اور صدیقین اور شہید اور صالحین ہیں اور وہ سب بہترین ساتھی ہیں (النساء:٦٩)۔

اس آیت کے الفاظ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا کی تفسیر میں بخاری اور مسلم سے یہ حدیث علماء نے نقل فرمائی ہے:

قَالَ أَنَسٌ فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إِيَّاهُمْ وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ سے، اور ابو بکر سے اور عمر سے محبت کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ ان کے ساتھ محبت کی وجہ سے جنت میں ان کے ساتھ رہوں گا، اگرچہ میں نے ان کے اعمال جیسے عمل نہیں کیے (بخاری:٣٦٨٨، مسلم:٦٧١٣)۔

حضرت عکرمہ تابعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اَلنَّبِيُّوْنَ هُنَا: مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصِّدِّيْقُوْنَ: اَبُوْ بَكْرٍ، وَالشُّهَدَآءُ: عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ یعنی اس آیت میں اَلنَّبِيُّوْن سے مراد محمد ﷺ ہیں، اَلصِّدِّيْقُوْنَ سے مراد ابو بکر ہیں، اَلشُّهَدَآء سے مراد عمر، عثمان، علی ہیں رضی اللہ عنہم (تفسیر بغوی جلد ا صفحہ ٥٥٩)۔

اسی آیت کی تفسیر میں حضرت شیخ خالد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تمام نبیوں کے قطبِ مدار ہیں، صدیقین کے قطبِ مدار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، شہداء کے قطبِ مدار سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، ولایت کے قطبِ مدار سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں، جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہادت اور ولایت دونوں سے حصہ ملا ہے، اور عارفین کے نزدیک آپ کے ذوالنورین ہونے کا یہی مطلب ہے (روح المعانی جلد ٥ صفحہ ٦٩)۔

پانچویں آیت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى یعنی سب سے بڑا متقی جہنم سے بہت دور رکھا جائے گا (الیل:١٧)۔

Islam The World Religion

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے شان صدیق اکبر میں فرمایا: خَيْرُ الْبَرِيَّةِ اَتْقَاهَا وَاَعْدَلُهَا یعنی نبی کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل، سب سے بڑا متقی، قابلِ اعتماد (ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۴۴۸)۔

قرآنِ مجید کی کئی آیات نقل کرنے کے بعد اس آیت کی تفسیر میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: بس صدیقِ اکبر اتقی امت است واتقی امت اکرم امت است وھو المطلوب بایں اسلوب کہ تقریر نمودیم کتاب اللّٰہ بوجوہ بسیار بر افضلیت صدیق وفاروق دلالت می نماید یعنی بس صدیق اکبر پوری امت میں سب سے زیادہ متقی ہیں۔ اور جو امت میں سب سے زیادہ متقی ہوتا ہے وہ سب سے زیادہ اکرم ہوتا ہے اور ہم یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کتاب اللہ بہت سی وجوہات کی بناء پر صدیق اکبر اور فاروقِ اعظم کی افضلیت پر دلالت کر رہی ہے (ازالۃ الخفاء جلد ا صفحہ ۳۰۱)۔

علامہ ابوالحسن واحدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: يَعْنِيْ اَبَابَكْرٍ فِيْ قَوْلِ الْجَمِيْعِ یعنی اتقیٰ سے مراد ابوبکر صدیق ہیں، یہ پوری امت کا قول ہے (التفسیر البسیط جلد ۲۴ صفحہ ۸۸)۔

حضرت علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: اَجْمَعُوْا اَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ اَبِيْ بَكْرٍ یعنی اس پر اجماع ہے کہ یہ آیت ابوبکر کے بارے میں نازل ہوئی (صواعق محرقہ صفحہ ۶۶)۔ امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ: اَجْمَعَ الْمُفَسِّرُوْنَ مِنَّا عَلٰى اَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ یعنی ہمارے تمام مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت میں سب سے زیادہ تقوے والا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قرار دیا گیا ہے (تفسیر کبیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۷)۔

حضرت علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اِنَّ بَعْضَهُمْ حَكَى الْاِجْمَاعَ مِنَ الْمُفَسِّرِيْنَ عَلٰى ذَالِكَ یعنی بعض مفسرین نے اس پر اجماع بیان کیا ہے کہ یہ آیت سیدنا ابوبکر صدیق کے بارے میں اتری (تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۷۰۷)۔

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: وَفِيْهَا التَّصْرِيْحُ بِاَنَّهٗ اَتْقٰى مِنْ سَائِرِ الْاُمَّةِ وَالْاَتْقٰى هُوَ الْاَكْرَمُ عِنْدَ اللّٰهِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ وَالْاَكْرَمُ عِنْدَاللّٰهِ هُوَ اَفْضَلُ فَنَتَجَ اَنَّهٗ اَفْضَلُ مِنْ بَقِيَةِ الْاُمَّةِ یعنی اس

Iman The World Religion

آیت میں تصریح ہے کہ ابوبکر ساری امت سے بڑھ کے متقی ہیں اور قرآن کی روشنی میں جو متقی ہوتا ہے وہی اکرم ہوتا ہے۔ اور جو اللہ کے ہاں اکرم ہے وہی افضل ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ابوبکر پوری امت میں افضل ہیں اور اس آیت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر چسپاں کرنا ممکن نہیں جیسا کہ بعض جاہلوں نے انتہا درجے کا جھوٹ گھڑا ہے (صواعقِ محرقہ صفحہ ٦٦)۔

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: اَلاَ تْقیٰ کا لفظ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں خاص ہے اور نحوی قاعدے کے لحاظ سے کوئی دوسرا اس میں شامل نہیں ہو سکتا (الاتقان جلد ا صفحہ ۳۰)۔

نیز فرماتے ہیں کہ: قَدْ تَوَارَدَتْ خَلَائِقُ مِنَ الْمُفَسِّرِیْنَ لَا یُحْصَوْنَ عَلیٰ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ یعنی خلائق مفسرین جن کی تعداد حد وحساب سے باہر ہے، اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کے بارے میں نازل ہوئی (الحاوی للفتاویٰ جلد ا صفحہ ۳۱۴)۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں پورا رسالہ تصنیف فرمایا ہے جسکا نام ہے "الحبل الوثیق فی نصرۃ الصدیق"۔ یہ رسالہ الحاوی للفتاویٰ میں موجود ہے۔ مصنف قدس سرہ نے اس آیت سے افضلیتِ صدیق ثابت کرنے میں انتہا کر دی ہے اور منکرین کو تفضیلی ہی نہیں بلکہ رافضیوں کا ساتھی اور خبیث عقیدے والا کہہ دیا ہے (الحاوی للفتاویٰ جلد ا صفحہ ۳۱۸)۔

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: لِاِتِّفَاقِ الْمُفَسِّرِیْنَ عَلیٰ اَنَّ الْاٰیَةَ نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ یعنی اس پر مفسرین کا اجماع و اتفاق ہے کہ یہ آیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی (تفسیر مظہری جلد ۷ صفحہ ۴۲۳)۔

امام اہلِ سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس آیت کی تفسیر میں عربی زبان میں سو صفحات پر مشتمل ایک مفصل رسالہ تحریر فرمایا ہے جس کا نام اَلزُّلَالُ الْاَنْقیٰ مِنْ بَحْرِ سَبْقَةِ الْاَتْقیٰ ہے جو فتاویٰ رضویہ جلد ۲۸ میں چھپ چکا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

اصدق الصادقیں ، سید المتقیں
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

Islam The World Religion

جہاں تک متقی ہونے کا تعلق ہے تو ہر صحابی متقی ہے لیکن یہاں بات متقی کی نہیں بلکہ الاتقیٰ کی ہو رہی ہے۔ چنانچہ تفسیر ضیاء القرآن میں ہے: حضور سرورِ عالم ﷺ کے حلقہِ عقیدت میں داخل ہونے والے سب انہی صفات سے متصف تھے اور ان کی اعلیٰ ترین مثال حضرت صدیق اکبر کے عمل میں ملتی ہے (ضیاء القرآن جلد ۵ صفحہ ۵۸۲)۔

قرآن مجید میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

۱۔ الاتقیٰ (اللیل: ۱۷)۔	۲۔ اعظم درجہ (الحدید: ۱۰)۔
۳۔ سابق (الواقعہ: ۱۰)۔	۴۔ مقرب (الواقعہ: ۱۱)۔
۵۔ صاحب الرسول (التوبہ: ۴۰)۔	۶۔ ثانی اثنین (توبہ: ۴۰)۔
۷۔ تصدیق کرنیوالا (الزمر: ۳۳)۔	۸۔ صدیق کو رب راضی کریگا (اللیل: ۳۱)

آیت وَلَسَوْفَ يَرْضىٰ کے ساتھ ذرا وہ حدیث جوڑ کر دیکھیے کہ ابوبکر کے احسانوں کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ خود دے گا۔ اب فرمائیے! ان الفاظ کا تعلق خلافتِ ظاہری سے ہے یا ولایت باطنی سے؟ نیز صدیق اکبر کے خصائص بھی شمار کرتے جائیے۔ یہ تو صرف قرآن ہے جس کی تفسیر میں ہم نے کثرت سے صحیح احادیث بھی لکھ دی ہیں۔ اب ذرا علیحدہ عنوان کے تحت احادیث بھی ملاحظہ فرمائیے۔

احادیث میں افضلیتِ صدیق رضی اللہ عنہ

امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک پورا باب باندھا ہے جس کا نام ہے: فَضْلُ اَبِیْ بَکْرٍ بَعْدَ النَّبِیِّ ﷺ یعنی نبی ﷺ کے بعد ابوبکر کی فضیلت (بخاری کتاب: فضائل اصحاب النبی ﷺ ۴/۳۲ باب: فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ حدیث: ۳۶۵۵)۔

امامتِ صدیق والی احادیث پر باب باندھا ہے جس کا نام ہے: اَھْلُ الْعِلْمِ وَ الْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ یعنی علم اور فضیلت والا آدمی امامت کا زیادہ حقدار ہے (بخاری کتاب الأذان، ۱۹۷/۴۶ باب: اھل العلم والفضل احق بالامامة حدیث

Islam The World Religion

:۶۷۸)۔

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے بَابُ التَّفْضِیْلِ باندھا ہے جس میں شیخین کی افضلیت دوپہر کے سورج کی طرح واضح فرمائی ہے (ابوداؤد ۴ / ۲۷۳ من کتاب السنۃ/ ۷ باب التفضیل)۔

ترمذی میں ایک باب ہے :مَزِیَّۃُ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔اس موضوع پر تفصیلاً چالیس احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پوری امت کا امام

(۱)۔عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : مَرِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ مَرَضُہٗ ، فَقَالَ : مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ ، قَالَتْ عَائِشَۃُ : اِنَّہٗ رَجُلٌ رَقِیْقٌ ، اِذَا قَامَ مَقَامَکَ لَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ ، قَالَ : مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ ، فَعَادَتْ ، فَقَالَ : مُرِیْ اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ ، فَاِنَّکُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ ، فَاَتَاہُ الرَّسُوْلُ ، فَصَلّٰی بِالنَّاسِ فِیْ حَیَاۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (بخاری: ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۲، ۳۳۸۵، مسلم: ۹۴۸، ترمذی: ۳۶۷۲)۔ذَکَرَہُ الْبُخَارِیُّ فِیْ بَابٍ : اَھْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَۃِ وَ قَالَ السُّیُّوْطِی ھٰذَا الْحَدِیْثُ مُتَوَاتِرٌ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۱)۔

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے اور تکلیف شدید ہوگئی ،تو فرمایا: ابوبکر سے کہولوگوں کونماز پڑھائے ،حضرت عائشہ نے عرض کیا وہ نرم دل والے آدمی ہیں ، جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کونماز نہیں پڑھا سکیں گے ، فرمایا: ابوبکر سے کہولوگوں کونماز پڑھائے ۔ام المومنین نے وہی بات دہرائی ،تو فرمایا: ابوبکر سے کہہ لوگوں کونماز پڑھائے ،تم لوگ یوسف کے زمانے والیاں ہو، پھر قاصد ان کے پاس گیا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں لوگوں کونماز پڑھائی۔

علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کومتواتر کہا ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے

Islam The World Religion

جس باب کے تحت یہ حدیث نقل فرمائی ہے، اس باب کا نام ہے: اَهْلُ الْعِلْمِ وَ الْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ یعنی اہل علم اور اہل فضیلت امامت کا زیادہ حقدار ہے (بخاری: ۶۷۸) اور یہ بات بھی خلافتِ ظاہری سے پہلے کی ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی امامت سے افضلیت پر استدلال فرمایا ہے فَاَتَاهُمْ عُمَرُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَ اَبَا بَكْرٍ یَؤُمُّ النَّاسَ، فَاَیُّكُمْ تُطِیْبُ نَفْسُهٗ اَنْ یَّتَقَدَّمَ اَبَا بَكْرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ ؟ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ : نَعُوْذُ بِاللهِ اَنْ نَتَقَدَّمَ اَبَا بَكْرٍ (المصنف لابن ابی شیبۃ ۸ / ۵۷۲، النسائی: ۷۷۷، مستدرکِ حاکم: ۴۴۷۹، وَقَالَ صَحِیْحٌ وَوَافَقَهُ الذَّهْبِیْ)۔

(۲)۔ لَا یَنْبَغِیْ لِقَوْمٍ فِیْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ اَنْ یَّؤُمَّهُمْ غَیْرُهٗ یعنی کسی قوم کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ابوبکر کی موجودگی میں کوئی اور امامت کرے (ترمذی: ۳۶۷۳)۔

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: فِیْهِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّهٗ اَفْضَلُ جَمِیْعِ الصَّحَابَةِ فَاِذَا ثَبَتَ هٰذَا فَقَدْ ثَبَتَ اِسْتِحْقَاقُ الْخِلَافَةِ یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ ابوبکر صدیق جمیع صحابہ سے افضل ہیں۔ پھر جب افضلیت ثابت ہوگئی تو اس کے بعد خلافت کا حقدار ہونا خود بخود ثابت ہوگیا (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۴)۔

مرقاۃ کی عبارت پر غور کیجیے۔ افضلیت پہلے ثابت ہو رہی ہے اور استحقاقِ خلافت اسکے نتیجے میں ثابت ہو رہا ہے۔ کہاں گیا تفضیلیوں کا وہ عقیدہ کہ افضلیت خلافت ظاہری پر محمول ہے۔

امت میں پہلا خطیب اور سرعام مبلّغ

(۳)۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً خَفِیْفَةً، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ قَالَ: یَا اَبَا بَكْرٍ قُمْ فَاخْطُبْ فَقَامَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فَخَطَبَ فَقَصَرَ دُوْنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ اَبُوْ بَكْرٍ مِنْ خُطْبَتِهٖ قَالَ: یَا عُمَرُ قُمْ فَاخْطُبْ فَقَامَ عُمَرُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فَخَطَبَ فَقَصَرَ دُوْنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ دُوْنَ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ

IslamiJeWorldReligion

(مستدرکِ حاکم:۴۵۵۶)۔وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ، قَالَ الذَّھَبِیْ مُنْقَطِعٌ۔

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختصر سا خطبہ ارشاد فرمایا، پھر جب اپنے خطبے سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابوبکر کھڑے ہو جاؤ اور خطاب کرو، ابو بکر کھڑے ہو گئے اور خطاب فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختصر خطاب کیا، پھر جب ابو بکر اپنے خطاب سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمر کھڑے ہو جاؤ اور خطاب کرو، عمر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے بھی خطاب فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر سے مختصر خطاب کیا۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ جمع ہوئے تو اس وقت وہ کل اڑتیس افراد تھے۔ابو بکر نے کھلم کھلا تبلیغ کرنے پر اصرار کیا، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمادہ ہو گئے، تمام مسلمان مسجدِ حرام کے اردگرد پھیل گئے، ابو بکر خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے، اور وہ پہلے خطیب تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی۔

مشرکین ابو بکر پر اور تمام مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں سخت اذیت پہنچائی فَکَانَ اَوَّلَ خَطِیْبٍ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۳ وعزاہ الی ابن عساکر)۔

خوابوں کی تعبیر کا سب سے بڑا ماہر

(۴)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُنْصَرَفَہٗ مِنْ اُحُدٍ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اِنِّیْ رَأَیْتُ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃَ فِی الْمَنَامِ ظُلَّۃً تَنْطِفُ السَّمَنَ وَالْعَسَلَ، قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ، وَاللّٰہِ لَتَدَعَنِّیْ فَلَاَعْبُرَنَّھَا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اُعْبُرْھَا، قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ: اَمَّا الظُّلَّۃُ فَظُلَّۃُ الْاِسْلَامِ، وَاَمَّا الَّذِیْ یَنْطُفُ مِنَ السَّمْنِ وَالْعَسَلِ فَالْقُرْآنُ وَحَلَاوَتُہٗ وَلِیْنُہٗ اَلْحَدِیْثُ اِلٰی آخِرِہٖ (مسلم: ۵۹۲۸، ۵۹۲۹، بخاری: ۷۰۴۶، ۷۰۰۰، ابوداؤد: ۴۶۳۳، ۴۶۳۴، ابن ماجہ: ۳۹۱۸)۔وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِیْرِیْنَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کَانَ اَعْبَرَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّھَا اَبُوْ بَکْرٍ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۳، الصواعق المحرقۃ صفحہ ۳۴، الریاض النضرۃ ۱/ ۵۹)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جنگِ احد سے واپسی پر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یارسول اللہ میں نے آج رات خواب میں ایک سائبان دیکھا جس میں سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ فدا ہوں ، بخدا آپ مجھے اجازت دیں، میں اس کی تعبیر کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی تعبیر بیان کرو۔ ابوبکر نے عرض کیا: وہ جو سائبان ہے اس سے مراد اسلام کی چھتری ہے، اور وہ جو گھی اور شہد کا ٹپکنا ہے، اس سے مراد قرآن کی حلاوت اور اس کی نرمی ہے۔ حضرت محمد بن سیرین تابعی فرماتے ہیں کہ اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد تعبیر کے سب سے بڑے ماہر ابوبکر تھے۔

اللہ تعالیٰ ابوبکر کو غلطی نہیں کرنے دیتا

(۵)۔عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ يَكْرَهُ اَنْ يُخَطِّئَ اَبُوْ بَكْرٍ (المعجم الاوسط للطبرانی کمافی مجمع الزوائد: ۱۴۳۲۸، کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰)۔ قَالَ الْهَيْثَمِي وَ ابْنُ حَجَرٍ مَكِّيٌّ وَ السُّيُوْطِي رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ ناپسند کرتا ہے کہ ابوبکر سے خطا ہو۔

مقامِ خلوت

(۶)۔لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا یعنی اگر میں کسی کو خلوت کا دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن میں اللہ کا خلیل ہوں (مسلم: ۶۱۷۲، ۶۱۷۳، ۶۱۷۴، ترمذی: ۳۶۵۵، ابن ماجہ: ۹۳)۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو متواتر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: قَدْ وَرَدَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، وَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ الْمُعَلّٰى، وَ عَائِشَةَ، وَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، وَ قَدْ سُرِدَتْ طُرُقُهُمْ فِي الْاَحَادِيْثِ الْمُتَوَاتِرَةِ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۵)۔

Islam The World Religion

اس حدیث پر غور فرمایئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خدا کی دوستی کے ترازو میں تول کر رکھ دیا گیا ہے۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے پسندیدہ اور محبوب شخصیت قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ بھی خلافتِ ظاہری سے بہت پہلے کی بات ہے۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ هٰذَا الْحَدِيْثُ دَلِيْلٌ ظَاهِرٌ عَلٰى اَنَّ اَبَا بَكْرٍ اَفْضَلُ الصَّحَابَةِ یعنی یہ حدیث ابوبکر کے افضل الصحابہ ہونے پر زبردست دلیل ہے (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۳)۔

صدیق سے افضل شخص سورج نے نہیں دیکھا

(۷)۔ ایک مرتبہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آگے آگے چل رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اس شخص کے آگے کیوں چل رہے ہو جس سے بہتر شخص پر نبیوں کے بعد سورج طلوع نہیں ہوتا (فضائل الصحابہ: ۱۳۵، ۱۳۷، ۶۶۲، ابونعیم: ۳۱۵۹ تقریب البغیۃ بترتیب احادیث الحلیۃ، تاریخ بغداد للخطیب جلد ۱۲ صفحہ ۴۳۸، المعجم الاوسط للطبرانی: ۷۳۰۶، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۲۴، حدیث نمبر: ۱۴۳۱۳)۔ صَحَّحَهُ الشَّاهُ عَبْدُ الْعَزِيْزِ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ وَذَكَرَ ابْنُ جَوْزِيْ طُرُقَهٗ، وَقَالَ ابْنُ حَجَرٍ مَكِّيٍّ لَهٗ شَوَاهِدُ مِنْ وُجُوْهٍ اُخَرَ تَقْضِيْ لَهٗ بِالصِّحَةِ اَوِ الْحُسْنِ وَقَدْ اَشَارَ ابْنُ كَثِيْرٍ اِلَى الْحُكْمِ بِصِحَّتِهٖ (صواعق محرقہ صفحہ ۶۸)۔

یہ حدیث افضلیتِ صدیق پر صریح نص ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس حدیث کو حضور سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے بھی روایت فرمایا ہے، اور فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد امام محمد باقر سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد امام زین العابدین سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ مجھے میرے والد ماجد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بتایا اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد علی بن ابی طالب سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ الحدیث یعنی ابوبکر سے بہتر شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا (الریاض النضرہ ۱/ ۱۳۶)۔ اس حدیث کے راوی تمام اہلِ بیت اطہار ہیں اور ایسی سند کو سلسلۃ الذہب کہتے ہیں یعنی سونے کی لڑی۔

Islam The World Religion

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد، باقی ہر کسی سے آگے

(۸)۔عَنْ عَامِرٍ قَالَ: سَئَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَوَّلَ اِسْلَاماً فَقَالَ اَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ:

اِذَا تُذَکَّرْتَ شَجْواً مِنْ اَخِیْ ثِقَةٍ فَاذْکُرْ اَخَاکَ اَبَابَکْرٍ بِمَا فَعَلَا
خَیْرُ الْبَرِیَّةِ اَتْقَاهَا وَ اَعْدَلُهَا اِلَّا النَّبِیَّ وَاَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا
وَالثَّانِیْ التَّالِیْ الْمَحْمُوْدُ مَشْهَدُهٗ وَاَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ (المصنف ۸/۴۴۸، الاستیعاب صفحہ ۴۳۰، مستدرکِ حاکم :۴۴۶۹)۔اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِیْ بِسَنَدٍ آخَرَ (المعجم الکبیر للطبرانی:۱۲۳۹۸، مجمع الزوائد:۱۴۳۱۰ وفیه الهیثم بن عدی وهو متروك)۔

ترجمہ: حضرت عامر تابعی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا :لوگوں میں سب سے پہلے اسلام کون لایا؟ تو انہوں نے فرمایا: کیا تم نے حضرت حسان بن ثابت کا قول نہیں سنا؟

جب تم اربابِ وفا کی داستانِ غم چھیڑو تو اپنے بھائی ابوبکر کو ضرور یاد کرنا، جو کچھ اس نے کر کے دکھایا۔ وہ نبی کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل، سب سے بڑا متقی، قابلِ اعتماد اور اپنی ذمہ داری کو سب سے زیادہ نبھانے والا تھا۔ وہ دوسرے نمبر پر تھا، نبی کے پیچھے پیچھے تھا، اس کی رسالت کی گواہی بڑی پسندیدہ تھی، رسولوں کی تصدیق کرنے والے پہلے لوگوں میں سے تھا۔

اللہ کے حبیب کا سب سے بڑا احبیب

(۹)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَهٗ عَلٰی جَیْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَاَتَیْتُهٗ فَقُلْتُ اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْكَ ؟ قَالَ عَائِشَةُ : فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ ؟ فَقَالَ اَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَعَدَّ رِجَالاً یعنی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے زنجیروں والے لشکروں کے خلاف جنگ پر بھیجا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو میں نے عرض

Islam The World Religion

کیا: آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: عائشہ۔ میں نے عرض کیا مردوں میں سے؟ تو فرمایا: اس کا باپ۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر بن خطاب، پھر آپ نے چند آدمی گنے (بخاری: ۳۶۶۲، ۴۳۵۸، مسلم: ۶۱۷۷، ترمذی: ۳۸۸۵)۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: اَبُوْ بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَ اَحَبُّنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر ہمارے آقا و سردار تھے اور ہم سب سے بہتر تھے اور ہم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیارے تھے (بخاری: ۳۶۶۸، ترمذی: ۳۶۵۶، مستدرکِ حاکم: ۴۴۷۷)۔

منقبتِ صدیق کی فرمائش

(۱۰)۔ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تم نے ابو بکر کی شان میں کچھ لکھا ہے۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا سناؤ میں سننا چاہتا ہوں۔ انہوں نے یہ رباعی سنائی:

وَ ثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمُنِیْفِ وَ قَدْ
طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ اِذْ صَعِدَ الْجَبَلَا
وَ كَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا
مِنَ الْبَرِیَّةِ لَمْ یَعْدِلْ بِهٖ رَجُلَا

ترجمہ: آپ دو میں سے دوسرے تھے اس بابرکت غار میں اور دشمن نے اسکے ارد گرد چکر لگایا جب وہ پہاڑ پر چڑھا۔ ابو بکر اللہ تعالیٰ کے رسول کے محبوب تھے اور لوگوں کو اس بات کا علم تھا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ساری مخلوق میں سے کسی کو آپکا ہم پلہ نہیں سمجھتے (ترجمہ از تفسیر ضیاء القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۱۳)۔ (مستدرکِ حاکم: ۴۴۶۸، ۴۵۱۸، الاستیعاب صفحہ ۴۳۰، تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ ۳۹)۔ سَكَتَ عَنْهُ الْحَاكِمُ

طبرانی میں ہے کہ یہی حدیث سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی روایت فرمائی ہے اور یہ رباعی سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا ہنسے کہ آپکے پچھلے دانت مبارک نظر آ گئے۔ اور فرمایا اے

Islam The World Religion

حسان تو نے سچ کہا ابوبکر اسی مرتبے کا مالک ہے (صواعقِ محرقہ صفحہ ۸۵)۔

میرے یار کو کچھ نہ کہا کرو، میری خاطر

(۱۱)۔عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ اِلَیْکُمْ فَقُلْتُمْ کَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِیْ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فَھَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْا لِیْ صَاحِبِیْ (بخاری:۳۶۶۱، ۴۶۴۰)۔

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تم لوگوں کے پاس بھیجا تو تم سب نے کہا تم جھوٹے ہو، اور ابوبکر کہتا رہا وہ سچا ہے، اور اس نے اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعے میری مدد کی، کیا تم لوگ ایسا نہیں کر سکتے کہ میرے یار کو میرے لیے رہنے دو؟

اس حدیث میں قَالَ اَبُوْبَکْرٍ صَدَقَ (صیغہ واحد مذکر غائب) کا علمی ترجمہ یہ ہے کہ : ابوبکر میری غیر موجودگی میں لوگوں سے کہتا رہا کہ میرا نبی سچا ہے۔ وَاسَانِیْ بِنَفْسِہٖ میں جان کی قربانی کا ذکر ہے اور وَمَالِہٖ میں مال کی قربانی کا ذکر ہے۔ لہٰذا کوئی رافضی جان اور مال کی تفریق بتا کر ڈنڈی نہیں مار سکتا۔ اور فَھَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْا لِیْ صَاحِبِیْ میں محبت اور دلداری اپنے عروج پر ہے۔ اور صَاحِبِیْ کو سمجھنے کے لیے قرآنی الفاظ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ پر بھی نظر رکھیے۔ صاحب تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بھی تھے مگر یہاں انہی کو فرمایا فَھَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْا لِیْ صَاحِبِیْ ؟ گویا صحابیتِ صدیق کی شان جداگانہ ہے جو کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

صدیقِ اکبر کے خصائص ہی خصائص

(۱۲)۔عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيْ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا قِبَلَ الْحَبَشَةِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَخْرَجَنِي قَوْمِي فَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ فِي

الْأَرْضِ فَأَعْبُدَ رَبِّي قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ إِنَّ مِثْلَكَ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ فَإِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ وَأَنَا لَكَ جَارٌ فَارْجِعْ فَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبِلَادِكَ فَارْتَحَلَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَرَجَعَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ فَطَافَ فِي أَشْرَافِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ أَتُخْرِجُونَ رَجُلًا يُكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَأَنْفَذَتْ قُرَيْشٌ جِوَارَ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَآمَنُوا أَبَا بَكْرٍ وَقَالُوا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَلْيُصَلِّ وَلْيَقْرَأْ مَا شَاءَ وَلَا يُؤْذِينَا بِذَلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهِ فَإِنَّا قَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا قَالَ ذَلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِي بَكْرٍ فَطَفِقَ أَبُو بَكْرٍ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِي دَارِهِ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِالصَّلَاةِ وَلَا الْقِرَاءَةِ فِي غَيْرِ دَارِهِ ثُمَّ بَدَا لِأَبِي بَكْرٍ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ وَبَرَزَ فَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ يَعْجَبُونَ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ دَمْعَهُ حِينَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَأَفْزَعَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَأَرْسَلُوا إِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا لَهُ إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ وَإِنَّهُ جَاوَزَ ذَلِكَ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ وَأَعْلَنَ الصَّلَاةَ وَالْقِرَاءَةَ وَقَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا فَأْتِهِ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَعَلَ وَإِنْ أَبَى إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ ذَلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّينَ لِأَبِي بَكْرٍ الِاسْتِعْلَانَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِي عَقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذَلِكَ وَإِمَّا أَنْ تَرُدَّ إِلَيَّ ذِمَّتِي فَإِنِّي لَا أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّي أُخْفِرْتُ فِي رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنِّي أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضَى بِجِوَارِ اللهِ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ رَأَيْتُ سَبْخَةً ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ

فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِينَةِ حِينَ ذَكَرَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ بَعْضُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسْلِكَ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ هَلْ تَرْجُو ذٰلِكَ بِأَبِي أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصْحَبَهُ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ (بخاری :۴۷۶، ۲۱۳۸، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۹۷، ۳۹۰۵، ۴۰۹۳، ۵۸۰۷، ۶۰۷۹)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے ہوش سنبھال کر جب اپنے والدین کو دیکھا تو وہ دین پر عمل کرتے تھے اور جب بھی کوئی دن گزرتا تھا تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لاتے تھے صبح کو اور شام کو، پھر جب مسلمان مشکلات میں مبتلا ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کے لیے نکلے حتیٰ کہ جب وہ برک الغماد (یمن یا یمامہ کی طرف ایک جگہ) پہنچے تو قبیلہ القارۃ کے سردار ابن الدغنہ سے ان کی ملاقات ہوئی، اس نے پوچھا: اے ابو بکر آپ کہاں جا رہے ہیں؟ حضرت ابوبکر نے کہا میری قوم نے مجھے نکال دیا اور میرا ارادہ ہے کہ میں زمین میں سیاحت کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں، ابن الدغنہ نے کہا: آپ جیسا شخص یہاں سے نہیں نکلے گا اور نہ اس کو نکالا جائے گا، کیونکہ جس کے پاس مال نہ ہو آپ اس کے لیے کماتے ہیں، رشتہ داروں سے میل جول رکھتے ہیں، ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور راہِ حق کی مشکلات میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں اور میں آپ کو امان دینے والا ہوں، آپ واپس جائیں اور اپنے شہروں میں اپنے رب کی عبادت کریں، پھر ابن الدغنہ چل پڑا اور حضرت ابوبکر کے ساتھ واپس آیا، پھر وہ کفارِ قریش کے سرداروں میں گھوما پھرا اور کہا: ابو بکر جیسا شخص نکلے گا نہ اس کو نکالا جائے گا، کیا تم ایسے شخص کو نکال رہے ہو جو ان کے لیے کماتا ہے جن کے پاس مال نہ ہو اور رشتہ داروں سے ملاپ رکھتا ہے اور ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتا ہے اور مہمانوں کی ضیافت کرتا ہے اور راہِ حق کی مشکلات میں لوگوں کی مدد کرتا ہے پھر قریش نے ابن الدغنہ کی دی ہوئی امان کو نافذ کر دیا اور حضرت ابوبکر کو امان دے دی اور ابن الدغنہ سے کہا کہ تم ابو

Islam The World Religion

بکر سے کہو کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں اور نماز پڑھیں اور جتنا دل چاہے قرآن پڑھیں اور ہمیں ایذاء نہ دیں اور اعلانیہ نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمیں یہ خطرہ ہے کہ ہمارے بیٹے اور ہماری عورتیں اپنے دین سے پھر جائیں گے، یہ بات ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر سے کہہ دی پھر حضرت ابوبکر اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرنے لگے اور اعلانیہ نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے گھر کے علاوہ قرآن پڑھتے تھے، پھر حضرت ابوبکر کو خیال آیا تو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی اور اعلانیہ نماز پڑھنے لگے اور باآوازِ بلند قرآن مجید پڑھنے لگے، سو مشرکین کی عورتوں اور ان کے بچوں کا ان کو دیکھنے کے لیے اژدھام ہوجاتا،، وہ تعجب سے ان کو دیکھتے تھے اور حضرت ابوبکر بہت گریہ کرنے والے تھے، وہ قرآن مجید پڑھتے ہوئے اپنے آنسوؤں کو نہ روک سکتے تھے، اس سے مشرکین قریش کے سردار خوف زدہ ہوگئے، انہوں نے ابن الدغنہ کو بلایا، وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: ہم نے اس شرط پر ابوبکر کو امان دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں اور اب انہوں نے اس شرط سے تجاوز کیا ہے اور اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی ہے اور وہ اب اعلانیہ نماز پڑھتے ہیں اور قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور ہمیں اپنے بیٹوں اور عورتوں کے فتنہ میں پڑنے کا خوف ہے، تم ان کے پاس جا کر کہو کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے گھر میں رب کی عبادت پر اکتفاء کریں اور اگر وہ اس سے انکار کریں اور اعلانیہ عبادت کرنے پر اصرار کریں تو ان سے سوال کرو کہ وہ تمہاری دی ہوئی امان تم کو واپس کردیں کیونکہ ہم اس کو ناپسند کرتے ہیں کہ ہم تمہارے عہد کو توڑیں اور ہم ابوبکر کو ان کی اعلانیہ عبادت پر برقرار نہیں رہنے دیں گے، حضرت عائشہ نے کہا: پھر ابن الدغنہ حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور کہا: آپ کو معلوم ہے میں نے آپ سے کیا عہد کیا تھا؟ آپ یا تو اس شرط پر برقرار رہیں یا پھر آپ میرے عہد اور میری امان کو میری طرف لوٹا دیں، کیونکہ میں عرب کے لوگوں سے یہ سننا پسند نہیں کرتا کہ میں نے ایک شخص سے جو عہد کیا تھا وہ توڑ دیا، حضرت ابوبکر نے کہا میں تمہاری امان تمہاری طرف واپس کرتا ہوں اور میں اللہ کی پناہ پر راضی ہوں اور رسول اللہ ﷺ ان دنوں مکہ میں تھے، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہاری ہجرت کا گھر دکھایا گیا ہے، میں نے ایک کھاری شورزمین دیکھی ہے جہاں دو کالے پتھریلے میدانوں کے درمیان کھجور کے باغات ہیں، جب رسول اللہ ﷺ

Islam the World Religion

نے یہ ذکر فرمایا تو جنہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنی تھی انہوں نے ہجرت کر لی اور جنہوں نے سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی وہ مدینہ کی طرف لوٹ آئے اور حضرت ابوبکر ہجرت کے لیے تیار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ابھی ٹھہرو، کیونکہ مجھے امید ہے کہ مجھے ہجرت کی اجازت دی جائے گی، حضرت ابوبکر نے کہا آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں کیا آپ کو اس کی امید ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی مصاحبت کی خاطر اپنے آپ کو روک لیا اور ان کے پاس جو دو اونٹنیاں تھیں ان کو چار ماہ تک ببول کے پتے کھلاتے رہے۔

اس ایک حدیث میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خصائص کی تعداد 7 ہے۔ تمام تر خصائص کا اندازہ خود لگا لیجیے۔

مالی طور پر سب سے بڑا خدمت گار

(۱۳)۔ایک حدیث میں ہے کہ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ یعنی کسی شخص کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے دیا ہے (ترمذی :۳۶۶۱، مسند احمد ۲/ ۳۸۶ حدیث :۸۸۱۱، فضائل الصحابہ :۲۹، مسند حمیدی :۲۵۰، مسند ابویعلی :۴۴۱۸، ۴۹۰۵)۔قَالَ التِّرْمِذِیْ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ

امام احمد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ فَبَکٰی اَبُوْ بَکْرٍ وَقَالَ هَلْ اَنَا وَ مَالِیْ اِلَّا لَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شخص کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رو پڑے اور عرض کیا یا رسول اللہ میری جان اور میرا مال آپ ہی کا تو ہے (ابن ماجہ: ۹۴، ابن ابی شیبہ حدیث :۱۱۹۷۶، مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۴۰ ، حدیث : ۷۴۶۴، فضائل الصحابہ : ۲۵، السنۃ لابن ابی عاصم حدیث :۱۲۶۴ اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ وَ رِجَالُهٗ رِجَالُ الشَّیْخَیْنِ)۔

حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ سے کسی نے زکوۃ کا نصاب پوچھا۔ آپ نے فرمایا فقہ کا

Islam The World Religion

مسئلہ پوچھ رہے ہو یا عشق کی بات کر رہے ہو؟ اس بندے نے عرض کیا دونوں طرح سے ارشاد فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: شریعت کی زکوۃ اڑھائی فیصد ہے جب کہ عشق کی زکوۃ سارے کا سارا مال اور اس کے ساتھ ساتھ جان کا نذرانہ پیش کرنے سے ادا ہوتی ہے۔ اس بندے نے عرض کیا کہ عشق کی زکوۃ کی دلیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کی دلیل یہ ہے کہ: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اور اپنی بیٹی عائشہ نکاح کے لیے پیش کر دی (مکتوباتِ یحییٰ منیری صفحہ ۳۴)۔

ایک اور حدیث میں اس طرح ہے کہ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ فِيْ مَالِ اَبِيْ بَكْرٍ كَمَا يَقْضِيْ فِيْ مَالِ نَفْسِهٖ یعنی نبی کریم ﷺ ابو بکر کے مال کو اپنے ذاتی مال کی طرح استعمال فرماتے تھے (مصنف عبد الرزاق: ۲۰۳۹۷، فضائل الصحابہ: ۳۶، الریاض النضرہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۰، مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۶)۔

مالی قربانیوں والی ان تمام احادیث کے ساتھ قرآنی آیت لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ قَبْلَ الْفَتْحِ جوڑ کر دیکھیے افضلیتِ صدیق میں مزید نکھار آ جائے گا۔

جان کی قربانی میں سب سے آگے اور سب سے بڑا بہادر

(۱۴)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَاَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ اَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: رَاَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ اَبِيْ مُعَيْطٍ، جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَوَضَعَ رِدَآءَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهٗ بِهٖ خَنْقًا شَدِيْدًا، فَجَآءَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى دَفَعَهٗ عَنْهُ، فَقَالَ: اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللهُ، وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ (بخاری: ۳۶۷۸، ۳۸۵۶، ۴۸۱۵)۔

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشرکین کے سخت ترین معاملہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا جبکہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے۔ اس

Islam The World Religion

نے اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال کر آپ کا گلا شدت سے دبایا۔ اوپر سے ابوبکر آ گئے، انہوں نے اسے دفع کیا اور کہا: کیا تم لوگ اس مردِ خدا کو قتل کرتے ہو جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں لے کر آیا ہے؟

معلوم ہوا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مال ہی نہیں بلکہ اپنی جان کی بازی بھی لگائی اور غارِ ثور اور عریشِ بدر اس بات کے گواہ ہیں کہ صدیق نے ایک بار نہیں بار بار جان کی بازی لگائی اور خود حبیبِ کریم ﷺ اعلان فرما رہے ہیں کہ وَوَاسَانِيْ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ یعنی ابوبکر نے اپنی جان لڑا کر اور اپنا مال لٹا کر میری مدد کی (بخاری: ۳۶۶۱)، بلکہ خود ربِ جلیل فرماتا ہے: فتح مکہ سے پہلے پہلے جنہوں نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور اللہ کی راہ میں قتال کیا ان کا درجہ بہت بلند ہے مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ الآیہ (الحدید: ۱۰)۔

مزید سنیے! عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ ضَرَبُوْا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ حَتّٰى غَشِيَ عَلَيْهِ، فَقَامَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَجَعَلَ يُنَادِيْ وَيَقُوْلُ: وَيْلَكُمْ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللهُ؟ قَالُوْا: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: هٰذَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ الْمَجْنُوْنُ رَوَاهُ الْحَاكِمِ (مستدرکِ حاکم: ۴۴۸۰)۔ وَقَالَ صَحِيْحٌ وَوَافَقَهُ الذَّهْبِيْ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کفار نے رسول اللہ ﷺ کو اس قدر اذیت دی کہ آپ پر غشی آ گئی، تو ابوبکر کھڑے ہو گئے اور اعلان کرنے لگے اور کہنے لگے: تمہارا برا ہو، تم لوگ اس مردِ خدا کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ لوگوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ دوسروں نے جواب دیا یہ ابوقحافہ کا بیٹا ہے، مجنون۔

اس جیسی احادیث سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر کے تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہونے پر استدلال فرمایا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں سے پوچھا: مجھے بتاؤ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ انہوں نے کہا آپ۔ فرمایا: میں نے ہمیشہ اپنے برابر والے کو للکارا ہے، لیکن مجھے بتاؤ سب سے بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا ہم نہیں جانتے، آپ بتا دیں۔ آپ نے فرمایا ابوبکر۔ جب جنگِ بدر کا دن آیا تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے عرشہ تیار کیا، اور ہم نے سوال اٹھایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کون رہے گا تا کہ

Islam The World Religion

مشرکین میں سے کوئی شخص آپ کی طرف بڑھنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی بھی آگے نہیں بڑھا سوائے ابوبکر کے، ابوبکر نے اپنی تلوار لہرا کے رکھی اور رسول اللہ ﷺ کے سر پر اس جرأت سے کھڑا رہا کہ کوئی بھی دشمن رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھتا تو ابوبکر پہلے اس پر حملہ کر دیتے۔ یہ ہے تمام لوگوں میں سب سے بہادر فَهٰذَا اَشْجَعُ النَّاسِ۔ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے کئی دوسری احادیث اور واقعات سے بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑا بہادر ہونے پر استدلال فرمایا (مجمع الزوائد: ۱۴۳۳۳، الریاض النضرۃ ۱/ ۱۳۸، الصواعق المحرقۃ صفحہ ۳۰، تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۲)۔

اس کی تائید صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے موقع پر ثابت قدم رہنے، حضرت اسامہ والا لشکر روانہ کرنے اور مرتدین سے جنگ کرنے سے بھی ہوتی ہے، حدیث پڑھیے!

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّتِ الْعَرَبُ وَاشْرَأَبَّ النِّفَاقُ ، فَنَزَلَ بِأَبِيْ مَا لَوْ نَزَلَ بِالْجِبَالِ الرَّاسِيَاتِ لَهَاضَهَا ، قَالَتْ : فَمَا اخْتَلَفَ وَا فِيْ نُقْطَةٍ إِلَّا طَارَ أَبِيْ بِحَظِّهَا وَسِنَانِهَا ، ثُمَّ ذَكَرَتْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَتْ: كَانَ وَاللهِ أَحْوَذِيًّا نَسِيْجَ وَحْدِهِ، قَدْ أَعَدَّ لِلْأُمُوْرِ أَقْرَانَهَا (المعجم الصغیر للطبرانی ۲/ ۱۰۱، المعجم الاوسط للطبرانی: ۴۹۱۳، مجمع الزوائد: ۱۴۳۳۷، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۲/ ۶۶۵، تفسیر بغوی ۱/ ۶۸۹)۔ اسنادہ حسن وقال الھیثمی روی من طرق ورجال احدھا ثقات

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال شریف ہوا تو عرب کے لوگ مرتد ہو گئے اور نفاق نے سر اٹھایا، اور میرے والد پر وہ امتحان آیا کہ اگر وہ بلند ترین پہاڑوں پر بھی نازل ہوتا تو انہیں توڑ کر رکھ دیتا۔ فرماتی ہیں کہ: صحابہ کرام کا جس مسئلے پر بھی اختلاف ہوا میرے والد مضبوط ترین اور بلند ترین موقف لے کر چلے۔ پھر انہوں نے عمر ابنِ خطاب کا ذکر کیا اور فرمانے لگیں: اللہ کی قسم وہ ہمیشہ دین کے لیے تیار رہتے تھے اور اپنی مثال آپ تھے، مہمات کے لیے ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔

Islam The World Religion

جنت میں سب سے پہلے

(۱۵)۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَمَّا اِنَّكَ یَا اَبَا بَكْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ (ابو داؤد : ۴۶۵۲، مستدرکِ حاکم: ۴۵۰۰)۔قَالَ صَحِیْحٌ وَوَافَقَهُ الذَّهْبِی

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر تم میری امت میں سب سے پہلے جنت میں جاؤ گے۔

صدیق کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا

(۱۶)۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ مِنْ شَیْءٍ مِنَ الْاَشْیَآءِ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ دُعِیَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ، یَا عَبْدَ اللهِ هٰذَا خَیْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلَاةِ، دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ، دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّیَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصِّیَامِ ، وَبَابِ الرَّیَّانِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ : مَا عَلٰی هٰذَا الَّذِیْ یُدْعٰی مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ، وَقَالَ : هَلْ یُدْعٰی مِنْهَا كُلِّهَا اَحَدٌ یَا رَسُوْلَ اللهِ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ یَا اَبَابَكْرٍ (مسلم : ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، بخاری : ۱۸۹۷، ۲۸۴۱، ۳۲۱۶، ۳۶۶۶)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے اپنے مال میں سے ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کیا اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔اے اللہ کے بندے، یہ ہے نیکی۔تو جو نمازیوں میں سے ہوگا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا۔اور جو اہلِ جہاد میں سے ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا۔جو اہلِ صدقہ میں سے ہوگا اسے صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا۔جو روزہ داروں میں سے ہوگا اسے روزے کے دروازے باب الریان سے بلایا جائے گا۔ابوبکر نے عرض

Islam The World Religion

کیا: یارسول اللہ کسی شخص کو ان تمام دروازوں میں سے بیک وقت پکارے جانے کی ضرورت تو نہیں مگر پھر بھی کیا کوئی ایسا شخص ہوگا جسے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا؟ فرمایا: ہاں۔ اور مجھے امید ہے اے ابوبکر تم ان میں سے ہوگے۔

اللہ اور فرشتے صدیق کے سواء کسی کو تسلیم نہیں کرتے

(۱۷)۔عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرْضِهٖ: اُدْعِيْ لِيْ اَبَا بَكْرٍ ، وَ اَخَاكِ ، حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَاباً ، فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَيَقُوْلَ قَائِلٌ: أَنَا أَوْلٰى، وَيَأْبَى اللهُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَكْرٍ (مسلم:۶۱۸۱)۔صحیح

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرضِ وفات میں مجھ سے فرمایا: ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ، تاکہ میں تحریر لکھ دوں، مجھے ڈر ہے کہ کوئی خواہش کرنے والا خواہش نہ کرے اور کہنے والا کہتا نہ پھرے کہ میں زیادہ حق دار ہوں، حالانکہ اللہ اور تمام مومنین (یعنی فرشتے) ابوبکر کے سواء ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں واضح ترین دلالت موجود ہے کہ صدیق اکبر تمام صحابہ سے علی الاطلاق افضل ہیں قَالَ الْعُلَمَآءُ الخ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۲)۔

صدیق کی شان میں خطبہ منبریہ

(۱۸)۔ نبی کریم ﷺ نے جس تکلیف میں وفات پائی اسی دوران اپنے سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے نکلے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے، اور اللہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: إِنَّ اللهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ فَبَكٰى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مَا يُبْكِي هٰذَا الشَّيْخَ إِنْ يَكُنِ اللهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ هُوَ الْعَبْدَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا قَالَ يَا أَبَابَكْرٍ لَا تَبْكِ إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَابَكْرٍ وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ

وَمَوَدَّتُهُ، لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ (بخاری:۴۶۶، ۴۶۷، ۳۶۵۴، ۳۹۰۴، مسلم:۶۱۷۰، ۶۱۷۱، ترمذی:۳۶۶۰)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا کے درمیان اور جو اللہ کے پاس ہے اسکے درمیان اختیار دیا پس اس بندے نے اس کو اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے، سو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے تو میں نے اپنے دل میں کہا: اس بوڑھے کو کیا چیز رلا رہی ہے، اگر اللہ نے ایک بندے کو دنیا کے درمیان اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں اختیار دیا ہے اور اس بندے نے اس کو اختیار کر لیا ہے جو اللہ کے پاس ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ ہی وہ بندے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم والے تھے، آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! تم مت رو، بے شک لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال سے میری خدمت کرنے والا ابوبکر ہے، اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو میں ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن اسلام کے اعتبار سے بھائی ہونے کا رشتہ اور دوستی اپنی جگہ قائم ہے، مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہیں رکھا جائے گا مگر اسکو بند کر دیا جائے گا سوائے ابوبکر کے دروازہ کے۔

اس حدیث پر غور فرمائیے! یہ خطبہ منبرِ مسجدِ نبوی عین آخری دنوں کی بات ہے۔ اس حدیث میں سیدنا صدیق اکبر کے لیے خصوصی خطبہ، آپ رضی اللہ عنہ کا سب سے بڑا خدمت گارِ نبی ہونا، جان نچھاور کرنے میں سب سے آگے، مال نچھاور کرنے میں سب سے آگے، صحابہ میں سب سے بڑے عالم ہونا، اللہ کے بعد نبی کریم ﷺ کا امکانی خلیل ہونا، صدیقی دروازے کے سواء تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف واضح اشارے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدیق اکبر کے ایسے فضائل اور حقوق ہیں جن میں مخلوق میں سے کوئی اُن کے ساتھ شامل نہیں فَظَهَرَ اَنَّ لِلصِّدِّيقِ مِنَ الْفَضَائِلِ وَالْحُقُوقِ مَا لَا يُشَارِكُهُ فِيْ ذٰلِكَ مَخْلُوقٌ (عمدۃ القاری جلد ۴ صفحہ ۲۷)۔

میرے بعد ابوبکر سے مل لینا

(۱۹)۔عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اَتَتِ امْرَاَةٌ النَّبِيَّ ﷺ

فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ ، قَالَتْ أَرَأَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ ؟ كَأَنَّهَا تَقُوْلُ الْمَوْتَ ، قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ : اِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ اَبَا بَكْرٍ (بخاری : ۷۲۲۰:۷۳۶۰،۳۶۵۹،مسلم:۶۱۷۹،۶۱۸۰،ترمذی:۳۶۷۶)۔

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی۔آپ نے اسے پھر کبھی آنے کا حکم دیا۔وہ کہنے لگی،اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو پھر؟ جیسے وہ وفات کی بات کر رہی ہو۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آنا۔

ازل کے فیصلے

(۲۰)۔عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:لَمَّا بَعَثَ اللهُ تَعَالٰى نَبِيَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَظَهَرَ اَمْرُهٗ بِمَكَّةَ خَرَجْتُ اِلَى الشَّامِ ۔ فَلَمَّا كُنْتُ بِبُصْرٰى اَتَانِيْ جَمَاعَةٌ مِنَ النَّصَارٰى فَقَالُوْا لِيْ:اَمِنْ اَهْلِ الْحَرَمِ اَنْتَ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ۔ قَالُوْا:فَتَعْرِفُ هٰذَا الَّذِيْ تَنَبَّأَ فِيْكُمْ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ۔ فَاَخَذُوْا بِيَدِيْ وَاَدْخَلُوْنِيْ دَيْرًا لَّهُمْ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ وَصُوَرٌ ، فَقَالُوْا : اُنْظُرْ هَلْ تَرٰى صُوْرَةَ هٰذَا النَّبِيِّ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ ، فَنَظَرْتُ فَلَمْ اَرَ صُوْرَتَهٗ قُلْتُ : لَا اَرٰى صُوْرَتَهٗ ، فَاَدْخَلُوْنِيْ دَيْرًا اَكْبَرَ مِنْ ذَاكَ ، فَاِذَا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ وَصُوَرٌ اَكْثَرُ مِمَّا فِيْ ذٰلِكَ الدَّيْرِ ، فَقَالُوْا لِيْ:اُنْظُرْ هَلْ تَرٰى صُوْرَتَهٗ؟ فَنَظَرْتُ فَاِذَا اَنَا بِصِفَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصُوْرَتِهٖ ، وَاِذَا اَنَا بِصِفَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَصُوْرَتِهٖ آخِذٌ بِعَقِبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا لِيْ : هَلْ تَرٰى صِفَتَهٗ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ۔ قُلْتُ : لَا اُخْبِرُهُمْ حَتّٰى اَعْرِفَ مَا يَقُوْلُوْنَ ۔ قَالُوْا : هَلْ هُوَ هٰذَا؟ قُلْتُ : نَعَمْ ۔ فَاَشَارُوْا اِلٰى صِفَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ : اَللّٰهُمَّ نَعَمْ ، اَشْهَدُ اَنَّهٗ هُوَ ۔ قَالُوْا:تَعْرِفُ هٰذَا الَّذِيْ آخِذٌ بِعَقِبِهٖ؟ قُلْتُ نَعَمْ ۔ قَالُوْا : نَشْهَدُ اَنَّ هٰذَا صَاحِبُكُمْ ، وَاَنَّ هٰذَا الْخَلِيْفَةُ مِنْ بَعْدِهٖ(المعجم الاوسط للطبرانی : ۸۲۳۱،المعجم الکبیر

Islamic World Religion

للطبرانی:۱۵۱۸، دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۲۵۸،۲۵۹،الوفا صفحہ ۵۶،۵۷، تفسیر ابن کثیر ۲/۳۴۸)۔اِسْنَادُہٗ لَا بَأْسَ بِہٖ

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ کی نبوت مکہ میں ظاہر ہوئی تو میں شام کے ملک میں گیا۔ راستے میں جب میں بصریٰ پہنچا تو میرے پاس عیسائیوں کی ایک جماعت آئی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کیا تم اہلِ حرم سے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو جس نے تم میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے عبادت خانے میں لے گئے جس میں تراشی ہوئی صورتیں اور تصاویر تھیں۔ انہوں نے کہا کیا تم ان تصویروں میں اس نبی کی تصویر کو پہچان سکتے ہو جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے؟ میں نے دیکھا تو مجھے آپ ﷺ کی تصویر نظر نہ آئی۔ میں نے کہا ان میں وہ تصویر موجود نہیں ہے۔ وہ مجھے اس سے بڑے عبادت خانے میں لے گئے۔ اس میں پہلے سے بھی زیادہ صورتیں اور تصویریں موجود تھیں۔ انہوں نے کہا یہاں دیکھو کیا تمہیں ان کی تصویر نظر آتی ہے؟ میں نے دیکھنا شروع کیا تو رسول اللہ ﷺ کی تصویر مجھے نظر آ گئی۔ ساتھ ہی حضرت ابوبکر کی تصویر بھی اس طرح بنی ہوئی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قدموں کو پکڑا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا تمہیں ان کی تصویر ملی؟ میں نے کہا ہاں۔ میں نے سوچا میں انہیں نہیں بتاؤں گا جب تک میں ان کا خیال معلوم نہ کرلوں۔ انہوں نے انگلی رکھ کے کہا کیا یہی وہ نبی ہے؟ میں نے کہا اللہ کی قسم میں گواہی دیتا ہوں کہ یہی ہے۔ انہوں نے کہا جس نے ان کے پاؤں پکڑے ہوئے ہیں اسے پہچانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہی تمہارا نبی ہے اور یہ دوسرا اس کے بعد اس کا خلیفہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کے وصال کے موقع پر صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے خطبہ والی حدیث (بخاری: ۱۲۴۱)، اور قتالِ مرتدین والی حدیث (بخاری ۱۳۹۹) اعلمیتِ صدیق کے ضمن میں آ گے آ رہی ہیں۔ یہاں اشارۃً ان کا ذکر کر دیا ہے تا کہ صدیقی عظمت کی انتہاؤں پر مبنی یہ احادیث فراموش نہ کر دی جائیں۔

Islam The World Religion

شیخین کا اکٹھا ذکر

(۲۱)۔عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ رَوَاہُ التِّرْمَذِیْ وَابْنُ مَاجَۃَ (ترمذی:۳۶۶۲، ۳۶۶۳،ابن ماجہ:۹۷)۔قَالَ التِّرْمَذِیْ حَسَنٌ،وَلَہٗ طُرُقٌ

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد ان دو کی پیروی کرنا، ابوبکر اور عمر۔

طبرانی کے الفاظ یہ ہیں کہ: اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ فَاِنَّھُمَا حَبْلُ اللّٰہِ الْمَمْدُوْدُ مَنْ تَمَسَّکَ بِھِمَا فَقَدْ تَمَسَّکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا وَلَہٗ طُرُقٌ اُخْرٰی (صواعقِ محرقہ صفحہ ۷۷)۔

ترجمہ: میرے بعد ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا۔ بے شک یہ دونوں اللہ کی طویل رسی ہیں۔جس نے اسے پکڑ لیا اس نے مضبوط رسی کو پکڑا جو کبھی نہیں ٹوٹ سکتی۔ یہ حدیث کئی سندوں کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔

(۲۲)۔عَنْ اُمِّ سَلْمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِنَّ فِی السَّمَآءِ مَلَکَیْنِ : اَحَدُھُمَا یَأْمُرُ بِالشِّدَّۃِ، وَالآخَرُ یَأْمُرُ بِاللِّیْنِ، وَکُلٌّ مُصِیْبٌ جِبْرِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ ، وَنَبِیَّانِ : اَحَدُھُمَا یَأْمُرُ بِالشِّدَّۃِ ، وَالآخَرُ یَأْمُرُ بِاللِّیْنِ ، وَکُلٌّ مُصِیْبٌ وَذَکَرَ اِبْرَاھِیْمَ وَنُوْحاً ، وَلِیْ صَاحِبَانِ : اَحَدُھُمَا یَأْمُرُ بِالشِّدَّۃِ ، وَالآخَرُ یَأْمُرُ بِاللِّیْنِ ، وَکُلٌّ مُصِیْبٌ ، وَذَکَرَ اَبَا بَکْرٍ وَ عُمَرَ (فضائل الصحابہ:۳۰۰،المعجم الکبیر:۱۹۱۹۰،مجمع الزوائد:۱۴۳۴۵)۔قَالَ الْھَیْثَمِی رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ

ترجمہ: ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک آسمان میں دو فرشتے ہیں جن میں سے ایک سختی سے حکم دیتا ہے اور دوسرا نرمی سے حکم دیتا ہے، اور دونوں حق پر ہیں، ایک جبریل ہے اور دوسرا میکائیل۔اور دو نبی ہیں جن میں سے ایک سختی سے حکم دیتا ہے اور دوسرا نرمی سے حکم دیتا ہے، اور دونوں حق پر ہیں، یہاں آپ نے حضرت ابراہیم اور

Islam The World Religion

حضرت نوح علیہا السلام کا ذکر فرمایا۔ اور میرے دو یار ہیں جن میں سے ایک سختی سے حکم دیتا ہے اور دوسرا نرمی سے حکم دیتا ہے، اور دونوں حق پر ہیں، یہاں آپ نے ابوبکر اور عمر کا ذکر فرمایا۔

اس حدیث میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سیدنا جبریل علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی ہے جو آسمانوں میں تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔ اور پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی ہے جو زمین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل ہیں۔

(۲۳)۔عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ مَا خَلَا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ، لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ (ترمذی:۳۶۶۵، ۳۶۶۵، ابن ماجہ:۹۵، ابن ابی شیبہ ۷/ ۴۷۳، مسند احمد: ۶۰۴، مسند ابی یعلیٰ: ۵۳۳، المعجم الاوسط للطبرانی: ۱۳۴۸)۔ وَرَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَالْبَغَوِيُّ عَنْ اَنَسٍ (ترمذی حدیث: ۳۶۶۴، شرح السنۃ باب فضل ابی بکر وعمر حدیث: ۳۸۹۶)۔ وَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَ ابْنُ حِبَّانٍ وَالطَّبْرَانِيُّ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ (ابن ماجہ: ۱۰۰، صحیح ابن حبان: ۶۹۰۴، المعجم الاوسط: ۴۱۷۴)۔ وَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ (المعجم الاوسط: ۸۸۰۸)۔ وَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ (المعجم الاوسط: ۴۴۳۱)۔ وَفِيْ رِوَايَةِ اَحْمَدَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَشَبَابِهَا (مسند احمد: ۶۰۴)۔ اَلْحَدِيْثُ صَحِيْحٌ

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ابوبکر اور عمر اگلے اور پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے، اے علی انہیں مت بتانا۔ اس حدیث کو سیدنا علی کے علاوہ حضرت انس، ابوجحیفہ، جابر اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم نے روایت کیا۔ مسندِ احمد میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ دونوں جنتی بوڑھوں اور نوجوانوں کے سردار ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: ایں حدیث مصرح است بافضلیتِ ایشاں بر جمیع صحابہ و مستفیض است از مرتضیٰ یعنی یہ حدیث شیخین کی افضلیت پر بڑی واضح حدیث ہے اور اسے روایت کرنیوالے خود مرتضیٰ ہیں (ازالۃ

Islam The World Religion

الخفاء جلد ا صفحہ ۳۱۶)۔

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: بعض علمائے متاخرین نے اسے متواترات سے شمار کیا (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۱۱۶)۔

یہ حدیث مسندِ احمد میں اس طرح موجود ہے کہ: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھا، اوپر سے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما آ گئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: يَا عَلِيُّ هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ شَبَابِهَا بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ یعنی اے علی یہ دونوں جنتی بوڑھوں اور نوجوانوں کے سردار ہیں، نبیوں اور رسولوں کے بعد (مسندِ احمد: ۶۰۴)۔

عام طور پر عوام کو صرف یہی حدیث سنائی جاتی رہی ہے کہ حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ حالانکہ یہ حدیث ترمذی، ابن ماجہ اور مسندِ احمد میں موجود ہے اور انہی تین کتابوں میں شیخین کی شان میں مذکورہ بالا حدیث بھی موجود ہے۔ یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں مگر یکطرفہ اور غیر متوازن محبت نے تحقیق کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا اور لوگوں میں مشہور کر دیا گیا کہ: جنت دے وارث ویکھو حیدر دے لال بن گئے۔ اب دونوں حدیثیں سامنے رکھنے کے بعد صحیح صورتِ حال اس طرح نکھری کہ:

جنت دے وارث ویکھو مدنی دے یار بن گئے
جنت دے وارث ویکھو حیدر دے لال بن گئے

آمَنَّا وَصَدَّقْنَا

بعض منکرین یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ جنت میں سب جوان ہوں گے تو پھر بوڑھوں کے سردار ہونے کا کیا مطلب؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جنتی بوڑھوں سے مراد وہ جنتی ہیں جو بڑھاپے میں فوت ہوئے اور جوانوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو جوانی میں فوت ہوئے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: معنی آں است کہ سید کسانی اند کہ کہل مردند در دنیا چون سید پیران باشند سید جوانان نیز باشند یعنی حدیث کا معنی یہ ہے کہ یہ دونوں ان جنتی لوگوں کے سردار ہیں جو دنیا میں بڑھاپے کی حالت میں فوت ہوئے

Islam The World Religion

اور جس طرح یہ بوڑھوں کے سردار ہیں اسی طرح جوانوں کے بھی سردار ہیں (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۶۴)۔ثانیاً ہم پوچھتے ہیں کہ جب جنت میں سب نوجوان ہوں گے تو پھر حسنین کریمین کو نوجوانوں کے سردار کہنے کا کیا مطلب؟ نوجوانی کی قید کیوں؟ ثالثاً اگر یہ تفریق نہ رکھی جائے تو لازم آئے گا کہ حسنین کریمین انبیاء علیہم السلام کے بھی سردار ہوں، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی سردار ہوں اور مولا علی رضی اللہ عنہ کے بھی سردار ہوں معاذ اللہ۔

(۲۴)۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ خَرَجَ ذَاتَ یَوْمٍ وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ ، اَحَدُھُمَا عَنْ یَمِیْنِہٖ وَالْاٰخَرُ ، عَنْ شِمَالِہٖ وَھُوَ آخِذٌ بِاَیْدِیْھِمَا ، وَقَالَ : ھٰکَذَا نُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (ترمذی:۳۶۶۹، ابن ماجہ:۹۹، مستدرک حاکم:۴۴۸۴)۔اَلْحَدِیْثُ حَسَنٌ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اور آپکے ساتھ ابوبکر اور عمر تھے۔ایک آپکے دائیں طرف تھا اور دوسرا آپکے بائیں طرف، آپ نے دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، فرمایا: ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھیں گے۔

(۲۵)۔عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِنَّ اَھْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی لَیَرَاھُمْ مَنْ تَحْتَھُمْ کَمَا تَرَوْنَ الْکَوَاکِبَ الدُّرِّیَّ فِی اُفُقٍ مِنْ آفَاقِ السَّمَآءِ ، وَ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ وَ عُمَرَ مِنْھُمْ وَ اَنْعَمَا (ابوداؤد: ۳۹۸۷، ترمذی:۳۶۵۸، شرح السنۃ:۳۸۹۱، مسند احمد:۱۱۲۱۲، ۱۱۲۱۹)۔قَالَ التِّرْمِذِیُّ حَسَنٌ

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک بلند درجات والوں کو ان سے نیچے والے لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم چمکتے ہوئے ستاروں کو آسمان کے آفاق میں بلندی پر دیکھتے ہو۔اور بے شک ابوبکر اور عمر ان میں سے ہیں اور ان سب سے زیادہ انعام یافتہ ہیں۔

(۲۶)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَنْطَبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی اَبَا بَکْرٍ وَ عُمَرَ فَقَالَ : ھٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ (ترمذی :۳۶۷۱)۔اَلْحَدِیْثُ مُرْسَلٌ وَلَا یَضُرُّنَا الْاِرْسَالُ لِوُثُوْقِ الْمُرْسِلِ

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن حنطب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر اور عمر کو دیکھا تو فرمایا: یہ دونوں کان اور آنکھ ہیں۔

(۲۷)۔عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا لَہٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ السَّمَآءِ، وَوَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ، فَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ ، وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ (ترمذی:۳۶۸۰)۔قَالَ التِّرْمَذِیُّ حَسَنٌ

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جس کے آسمان میں دو وزیر نہ ہوں اور زمین میں دو وزیر نہ ہوں، آسمان میں میرے دو وزیر جبریل اور میکائیل ہیں، اور زمین میں میرے دو وزیر ابوبکر اور عمر ہیں۔

(۲۸)۔عَنْ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ أُرِیتُ فِی الْمَنَامِ أَنِّی أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَکْرَةٍ عَلیٰ قَلِیبٍ فَجَاءَ أَبُو بَکْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَیْنِ نَزْعًا ضَعِیفًا وَاللّٰہُ یَغْفِرُ لَہٗ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِیًّا یَفْرِی فَرِیَّہٗ حَتّٰی رَوِیَ النَّاسُ وَضَرَبُوا بِعَطَنٍ (بخاری: ۳۶۳۳، ۳۶۷۶، ۳۶۸۲، ۷۰۱۹، ۷۰۲۰، مسلم: ۶۱۹۶، ۶۱۹۷، ترمذی: ۲۲۸۹)۔ فاستحالت غربا: تحولت من الصغر الی الکبر ، العبقری: الحاذق فی عملہ یبلغ النھایۃ، یفری فریہ: یعمل عملا مصلحا ویاتی بالعجب فی عملہ، ضربوا بعطن: العطن مبرك الابل حول موردھا لتشرب عللا بعد نھل، وتستریح منہ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میں کنویں سے ایک ڈول کھینچ رہا ہوں جو لکڑی کی چرخی پر لگا ہوا ہے، پھر ابو بکر آئے اور انہوں نے ایک ڈول یا دو ڈول کھینچے اور ان کی کھینچنے میں ضعف تھا اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، پھر عمر بن الخطاب آئے اور (ان کے ہاتھ میں) وہ ڈول بہت بڑا ہو گیا اور میں نے انکی مثل انتہاء درجے کا کام کرنے والا نہیں دیکھا جو حیران کر کے رکھ دے، حتی کہ تمام لوگ سیراب ہو کر اس طرح پیچھے ہٹ گئے جیسے اونٹ اپنے مشرب سے سیراب ہونے کے بعد پیچھے

Islam The World Religion

ہٹ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

(۲۹)۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : بَیْنَمَا رَجُلٌ یَسُوْقُ بَقَرَةً لَهٗ ، قَدْ حَمَلَ عَلَیْهَا ، اِلْتَفَتْ اِلَیْهِ الْبَقَرَةُ فَقَالَتْ : اِنِّیْ لَمْ اُخْلَقْ لِهٰذَا وَلٰکِنِّیْ اِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ ، فَقَالَ النَّاسُ : سُبْحَانَ اللهِ ، تَعَجُّباً وَفَزَعاً ، اَبَقَرَةٌ تَکَلَّمُ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِهٖ وَاَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ (مسلم : ۶۱۸۳ ، بخاری : ۳۶۹۰)۔

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک مرتبہ ایک آدمی اپنا بیل ہانک رہا تھا اور وہ اس کے اوپر سوار تھا، بیل نے گردن اس کی طرف موڑی اور کہا: میں اس مقصد کے لیے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ میں کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہوں۔ لوگوں نے تعجب اور حیرانی سے سبحان اللہ کہا۔ کیا بیل بھی بات کرتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور ابو بکر اور عمر۔

(۳۰)۔سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ میں اور ابو بکر اور عمر اکٹھے تھے۔ میں نے، ابو بکر نے اور عمر نے اس طرح کیا۔ میں اور ابو بکر اور عمر گئے۔ یہ باتیں مجھے یاد آتی تھیں (بخاری ۳۶۷۷ ، ۳۶۸۵ ، مسلم : ۶۱۸۷ ، ۶۱۸۸ ، ابن ماجہ : ۹۸ ، مسند احمد : ۹۰۱)۔

خلفاءِ ثلاثہ کا اکٹھا ذکر

(۳۱)۔عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : کُنَّا نُخَیِّرُ بَیْنَ النَّاسِ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، فَنُخَیِّرُ اَبَا بَکْرٍ ، ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ، ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ (بخاری باب فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث : ۳۶۵۵ ، السنۃ لابن ابی عاصم حدیث : ۱۲۲۶ ، ۱۲۲۷ بِلَفْظٍ کُنَّا نَتَحَدَّثُ ، ۱۲۲۸ بِلَفْظٍ کُنَّا نُفَضِّلُ)۔

ترجمہ : حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کے درمیان افضلیت بیان کرتے تھے، ہم سب سے افضل ابو بکر کو کہتے تھے، پھر عمر ابن

Islamic World Religion

خطاب کو، پھر عثمان بن عفان کو رضی اللہ عنہم۔

(۳۲)۔عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِاَبِیْ بَكْرٍ اَحَداً ، ثُمَّ عُمَرَ ، ثُمَّ عُثْمَانَ، ثُمَّ نَتْرُكُ اَصْحَابَ النَّبِیِّ ﷺ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ (بخاری:۳۶۹۷، ابوداؤد:۴۶۲۷، مسند ابی یعلیٰ:۵۵۹۵، ۵۵۹۶، ۵۵۹۷، کتاب السنۃ لعبداللہ:۱۲۸۰ وغیرہٗ)۔

ترجمہ: حضرت نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ابوبکر کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے، پھر عمر، پھر عثمان، پھر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو چھوڑ دیتے تھے، ان کے درمیان افضلیت نہیں دیتے تھے۔

(۳۳)۔عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: كُنَّا نَقُوْلُ وَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَیٌّ اَفْضَلُ اُمَّةِ النَّبِیِّ ﷺ بَعْدَهٗ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ (ابوداؤد فی باب فی التفضیل:۴۶۲۸، ترمذی:۳۷۰۷، المعجم الاوسط للطبرانی:۱۶۹۲، السنۃ لابن ابی عاصم:۱۲۲۴، ۱۲۲۵)۔وَرَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ عَاصِمٍ عن سهيل عن ابيه عن ابن عمر:۱۲۲۹، ۱۲۳۰، وعن ابی هريرة:۱۲۳۱، وعن عمر بن اسيد عن ابن عمر حديث:۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ورواه احمد فی الفضائل عن ابی هريرة حديث:۵۲ رضی الله عنهم۔وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَاَصْحَابُهٗ مُتَوَافِرُوْنَ (مسند احمد:۴۶۲۵، مسند ابی یعلیٰ:۵۷۷۶، کتاب السنۃ لعبد اللہ ابن احمد:۱۲۷۸، ۱۲۸۴، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲۱۲۲:)۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ ، قَالَ: فَيَبْلُغُ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَلَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ عَلَيْنَا (مسند ابی یعلیٰ:۵۵۹۷، السنۃ لابن ابی عاصم:۱۲۳۰، المعجم الکبیر للطبرانی:۷۸۳، المعجم الاوسط للطبرانی:۸۷۰۲، مجمع الزوائد:۱۴۳۸۵ وَقَالَ رِجَالُهٗ وُثِّقُوْا وَفِيْهِمْ خِلَافٌ)۔

فَثَبَتَ اِجْمَاعُ اَهْلِ السَّمَآءِ وَ رَبُّنَا مَعَهُمْ جَلَّ وَعَلَا شَانُهٗ ، وَثَبَتَ اِجْمَاعُ اَهْلِ الْاَرْضِ وَنَبِيُّنَا مَعَهُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں کہا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل

Islam the World Religion

ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ایک روایت میں ہے کہ: صحابہ وافر تعداد میں تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ: یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکار نہیں فرماتے تھے۔

ان احادیث میں اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ، كُنَّا نُخَيِّرُ اور لَا نَعْدِلُ کے الفاظ پر غور کیجیے۔ بدل بدل کر آنے والے الفاظ نے دھاندلی کا ہر دروازہ بند کر دیا ہے۔ وَاَصْحَابُهٗ مُتَوَافِرُوْن کے الفاظ کیسے ایمان افروز ہیں، پھر اس حدیث کے الفاظ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ اور طبرانی میں فَيَبْلُغُ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَلَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ عَلَيْنَا کے الفاظ نے اسے مرفوع بناڈالا ہے۔ اب نگاہِ تحقیق کو اجماع کی قطعیت میں شک باقی نہیں رہتا۔

ان احادیث میں فی الوقت مولا علی کے چوتھے نمبر کی افضلیت پر اجماع کی نفی کی گئی ہے۔ نیز اس میں ان لوگوں کی تردید موجود ہے جو مولا علی کو تیسرا نمبر اور حضرت عثمان غنی کو چوتھا نمبر دیتے تھے۔ پہلے تین خلفاء کو بالترتیب بیان کرنے کے بعد چوتھا نمبر خود بخود مولا علی کو مل رہا ہے۔ مزید احادیث بھی اس کی تائید میں موجود ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

(۳۴)۔عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ كَانَ اَبَابَكْرٍ نُيِّطَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنُيِّطَ عُمَرُ بِاَبِيْ بَكْرٍ، وَنُيِّطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ، قَالَ جَابِرٌ: فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللهِ، وَاَمَّا نُوْطُ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَهُمْ وُلَاةُ الْاَمْرِ الَّذِيْ بَعَثَ اللهُ بِهٖ نَبِيَّهٗ ﷺ (ابوداؤد:۶۳۶۴)۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خواب دیکھا کہ حضرت ابوبکر آپ کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں، ان کے ساتھ حضرت عمر اور ان کے ساتھ حضرت عثمان لٹکے کھڑے ہیں۔ اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ یہ ساتھ لٹکنے والے اسی ترتیب کے ساتھ خلفاء ہوں گے اس مقصد کے لیے جو مقصد دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بھیجا ہے۔

اسی حدیث سے واضح ہو رہا ہے کہ تین خلفاء کے نام لینے کے بعد خاموشی جرم نہیں اور یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ خلفاء کی یہ ترتیب محض خلافت ظاہری پر نہیں بلکہ مقصدِ رسالت کی تکمیل میں

نیابت پر محمول ہے فَهُمْ وُلَاةُ الْاَمْرِ الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ بِهٖ نَبِیَّهٗ ﷺ۔

حدیث ابن عمر کی روشنی میں تین خلفاء کے ذکر پر اکتفا کرنے پر یحییٰ بن معین علیہ الرحمہ نے اعتراض کیا، اس سے ان کی مراد خدانخواستہ اس حدیث پر اعتراض نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اس حدیث سے مولا علی کے چوتھے نمبر کی نفی اور آپ کی خلافت کا انکار غلط ہے جیسا کہ اُس دور میں خوارج نے اس حدیث سے یہی استدلال کیا تھا۔ چنانچہ خود یحییٰ بن معین علیہ الرحمہ سے جب پوچھا گیا کہ آپکا کیا عقیدہ ہے؟ تو فرمایا: اَنَا اَقُوْلُ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ یعنی میں کہتا ہوں پہلے ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان (السنۃ للخلال: ۵۹۱)۔ وقال اسنادہ صحیح

حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی چشتی قدس سرہ فرماتے ہیں: صحابہ کا اجماع دین کی بنیاد، روشنیوں کا مطلع اور یقین کی کنجی ہے، تو جو شخص اس اجماع کا انکار کرتا ہے اس سے خدا اور مصطفیٰ بے زار ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے دربار سے جلد ہی مردود ہو جاتا ہے۔ اس کی بدبختی کی گرہ کو نہیں کھولا جا سکتا، اس لیے کہ ان اصحابِ باصفا کا انکار خدا و مصطفیٰ کا انکار ہے، تو جس کا راستہ سنت کے خلاف ہے اس کی گردن میں لعنتوں کے طوق ہیں (سبع سنابل صفحہ ۱۸)۔

(۳۵)۔عَنْ سَفِیْنَةَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، رَأَیْتُ كَاَنَّ مِیْزَاناً دُلِّیَ مِنَ السَّمَآءِ فَوُزِنْتُ بِاَبِیْ بَكْرٍ فَرَجَحْتُ بِاَبِیْ بَكْرٍ ، ثُمَّ وُزِنَ اَبُوْ بَكْرٍ بِعُمَرَ فَرَجَحَ اَبُوْ بَكْرٍ بِعُمَرَ ، ثُمَّ وُزِنَ عُمَرُ بِعُثْمَانَ فَرَجَحَ عُمَرُ ، ثُمَّ رُفِعَ الْمِیْزَانُ فَاسْتَهَلَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ خِلَافَةَ نُبُوَّةٍ ثُمَّ یُؤْتِی اللّٰهُ الْمُلْكَ مَنْ یَّشَآءُ (البزار حدیث: ۱۵۶۷، مجمع الزوائد: ۸۹۱۷)۔ فِیْهِ مُؤَمِّلُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ وَثَّقَهُ ابْنُ مُعِیْنٍ وَابْنُ حَبَّانٍ وَضَعَّفَهُ الْبُخَارِیُّ، وَبَقِیَّةُ رِجَالِهٖ ثِقَاتٌ۔

ترجمہ: ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آسمان سے ایک ترازو لٹکایا گیا، آپ کو اور ابوبکر کو تولا گیا تو آپ ابوبکر سے بھاری تھے۔ پھر ابوبکر اور عمر کو تولا گیا تو ابوبکر عمر سے بھاری تھے۔ پھر عمر اور عثمان کو تولا گیا تو عمر بھاری تھے۔ پھر ترازو اٹھا لیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تعبیر خلافتِ نبوت سے فرمائی، پھر اللہ جسے چاہے گا ملک دے دے گا۔

طبرانی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Islam The World Religion

میں نے خواب میں دیکھا کہ ترازو کے ایک پلڑے میں مجھے رکھا گیا اور دوسرے میں پوری امت کو رکھا گیا۔ میرا وزن بھاری تھا۔ پھر ابوبکر کو ایک پلڑے میں رکھا گیا اور میری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا۔ ابوبکر کا وزن سب کے برابر تھا۔ پھر عمر کو ایک پلڑے میں رکھا گیا اور باقی امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا۔ عمر کا وزن سب کے برابر تھا۔ پھر عثمان کو ایک پلڑے میں رکھا گیا اور باقی امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا۔ عثمان کا وزن سب کے برابر تھا۔ پھر اسکے بعد ترازو اٹھالیا گیا (المعجم الکبیر: 165، صواعقِ محرقہ صفحہ ۱۷)۔

چاروں خلفاءِ راشدین کا اکٹھا ذکر

(۳۶)۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ اخْتَارَ اَصْحَابِیْ عَلٰی جَمِیْعِ الْعَالَمِیْنَ سِوَی النَّبِیّٖنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاخْتَارَ لِیْ مِنْھُمْ اَرْبَعَۃً اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیّاً فَجَعَلَھُمْ خَیْرَ اَصْحَابِیْ وَفِیْ اَصْحَابِیْ کُلِّھِمْ خَیْرٌ (الشفا جلد ۲ صفحہ ۴۲، الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۴۷)۔ اَلْحَدِیْثُ حَسَنٌ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو نبیوں اور رسولوں کے سواء سارے جہانوں پر ترجیح دیتے ہوئے پسند فرمالیا ہے اور ان میں سے خصوصاً میرے لیے چار صحابہ کو پسند فرمایا ہے، ابوبکر، عمر، عثمان اور علی۔ اور انہیں میرے صحابہ میں سے افضل بنایا ہے، ویسے میرے سارے صحابہ میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔

اس حدیث میں چار کا عدد تصریح کے ساتھ موجود ہے، اسی سے چار یار کی اصطلاح وضع کی گئی ہے۔

(۳۷)۔ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللّٰہُ اَبَابَکْرٍ زَوَّجَنِیْ اِبْنَتَہٗ وَحَمَلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْھِجْرَۃِ وَاعْتَقَ بِلَالاً مِنْ مَّالِہٖ، رَحِمَ اللّٰہُ عُمَرَ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرّاً تَرَکَہُ الْحَقُّ وَمَالَہٗ صَدِیْقٌ، رَحِمَ اللّٰہُ عُثْمَانَ تَسْتَحْیِیْہِ الْمَلَائِکَۃَ ، رَحِمَ اللّٰہُ عَلِیّاً اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ (ترمذی: ۳۷۱۴)۔ وَقَالَ غَرِیْبٌ

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ابوبکر پر رحمت کرے، اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی، اور مجھے دارالہجرت تک اٹھا کر لایا، اور اپنے مال میں سے بلال کو آزاد کیا۔ اللہ عمر پر رحمت کرے، حق بات کہہ دیتا ہے خواہ کڑوی ہو، حق کی خاطر تنہا رہ جانا گوارا کر لیتا ہے۔ اللہ عثمان پر رحمت کرے، اس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔ اللہ علی پر رحمت کرے، اے اللہ حق کو اس کے ساتھ گھما دے یہ جدھر بھی جائے۔

اس حدیث میں صرف چار خلفاءِ راشدین کا ذکر ترتیب وار موجود ہے۔

(۳۸)۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: قُلْتُ لِاَبِيْ: اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: اَبُوْبَكْرٍ. قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ، وَخَشِيْتُ اَنْ يَقُوْلَ عُثْمَانُ. قُلْتُ: ثُمَّ اَنْتَ؟ قَالَ: مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (بخاری:۳۶۷۱، ابوداؤد:۴۶۲۹)۔

ترجمہ: حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (سیدنا علی) سے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر، اور مجھے اندیشہ ہوا کہ اب یہ نہ کہیں کہ عثمان، میں نے عرض کیا پھر آپ ہوں گے، فرمایا: میں مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔

اس حدیث میں بھی چاروں خلفائے راشدین کا ذکرِ خیر موجود ہے۔

(۳۹)۔عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُمْهَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَفِيْنَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا، ثُمَّ يَقُوْلُ سَفِيْنَةُ اَمْسِكْ خِلَافَةَ اَبِيْ بَكْرٍ سَنَتَيْنِ، وَخِلَافَةَ عُمَرَ عَشَرَةً، وَعُثْمَانَ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ وَعَلِيٍّ سِتَّةً. قَالَ سَعِيْدٌ قُلْتُ لِسَفِيْنَةَ: اِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمْ يَكُنْ بِخَلِيْفَةٍ. قَالَ: كَذَبَتْ اَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ يَعْنِيْ بَنِيْ مَرْوَانَ (ترمذی:۲۲۲۶، ابوداؤد:۴۶۴۶)۔ الحدیث صحیح

ترجمہ: حضرت سعید بن جمہان نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خلافت تیس سال ہوگی۔ پھر ملوکیت ہو جائے گی۔ پھر حضرت سفینہ رضی اللہ

Islam the World Religion

عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر کی خلافت دو سال شمار کر۔ اور عمر کی خلافت دس سال اور عثمان کی خلافت بارہ سال اور علی کی خلافت چھ سال۔ حضرت سعید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ : کچھ لوگ کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں تھے؟ انہوں نے فرمایا یہ بنی مروان کی بکواس ہے۔

(۴۰)۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ عَلَیْکُمْ حُبَّ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ کَمَا فَرَضَ عَلَیْکُمُ الصَّلٰوۃَ وَالصِّیَامَ وَالْحَجَّ وَ الزَّکٰوۃَ ، فَمَنْ اَبْغَضَ وَاحِداً مِنْھُمْ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ وَلَا حَجَّ وَلَا زَکٰوۃَ وَیُحْشَرُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ قَبْرِہٖ اِلَی النَّارِ (طبقات الحنابلہ جلد ا صفحہ ۷۸)۔اسنادہ صحیح

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کی محبت فرض کر دی ہے جیسا کہ تم پر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ فرض کیے ہیں، پس جس نے ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض رکھا تو اسکی کوئی نماز نہیں، کوئی حج نہیں، کوئی زکوٰۃ نہیں، اور وہ قیامت کے دن اپنی قبر سے جہنم کی طرف اٹھایا جائے گا۔

حدیثِ پاک اِنَّ اَرْحَمَ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْ بَکْرٍ الحدیث میں سب سے پہلے صدیق اکبر کا نام ہے۔یعنی میری امت پر میری امت میں سے سب سے زیادہ رحم دل ابوبکر ہے، اللہ کے حکم کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر ہے، سب سے زیادہ حیاء والا عثمان ہے (ترمذی :۳۷۹۰، ۳۷۹۱، ابن ماجہ: ۱۵۴، ۱۵۵، ابن ابی شیبۃ ۷ / ۴۷۲، مستدرکِ حاکم: ۶۳۹۰)۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ سب سے بڑا قاضی علی ہے (ابن ماجہ: ۱۵۴، مشکوٰۃ: ۶۱۲۰)۔

اس وقت تک تو خلافت ظاہر نہیں ہوئی تھی اور پھر اس جملے میں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمۃ للعالمینی کا مکمل عکسِ جمال موجود ہے۔ اور امتِ مصطفیٰ علیٰ صاحبہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کیلیے سب سے زیادہ رحم دل ہونا ایسا کمال ہے کہ اسے نہ علم پہنچ سکتا ہے نہ کوئی دوسرا عمل۔

اسکے علاوہ عشرہ مبشرہ والی حدیث میں بھی چاروں خلفاءِ راشدین کے اسمائے گرامی ترتیب وار موجود ہیں اَبُوْ بَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ وَ عُمَرُ فِی الْجَنَّۃِ وَ عُثْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَ عَلِیٌّ فِی الْجَنَّۃِ

Ilam The World Religion

یعنی ابوبکر جنتی ہے، عمر جنتی ہے، عثمان جنتی ہے، علی جنتی ہے (ترمذی: ۳۷۴۷)۔

ان کے علاوہ امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل الصحابہ میں چار یار پر مندرجہ ذیل احادیث وارد کی ہیں: حدیث ۶۷۵ الحدیث ضعیف، حدیث ۶۹۰ الحدیث ضعیف، حدیث ۷۸۹ الحدیث حسن، حدیث ۹۷۷ الحدیث حسن، حدیث ۱۰۲۷ الحدیث حسن۔

حق چار یار کا نعرہ

حق چار یار کا نعرہ دراصل ان خوارج کی تردید کرتا ہے جو سیدنا علی کریم رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہِ راشد تسلیم نہیں کرتے تھے۔ اس غلط فہمی کو دور کرنے کیلئے امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے اپنی سنن میں باب التفضیل قائم کیا ہے اور اس میں حدیثِ ابن عمر وَاَمْثَالُهٗ بیان فرمائی ہیں، اس باب کے فوراً بعد باب الخلفاء قائم کیا ہے اور اس میں حدیثِ سفینہ وَاَمْثَالُهٗ بیان فرمائی ہیں۔

امام خلال علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب السنۃ میں یہ عنوان قائم کیا ہے کہ: تَثْبِيْتُ خِلَافَةِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا حَقًّا یعنی امیر المومنین علی بن ابی طالب کی خلافت کا ثبوت حق ہے حق ہے۔ اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: جو شخص علی کو امام (یعنی خلیفہ) نہیں مانتا، ایسا شخص کس طرف جانا چاہتا ہے؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حدود قائم نہیں فرمائیں؟ کیا لوگوں کو حج نہیں پڑھایا؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ انہیں امیر المومنین نہیں کہتے تھے؟

صالح بن علی فرماتے ہیں کہ: مجھے وہ شخص اچھا نہیں لگتا جو حضرت علی کو خلفاء میں شامل نہ کرے لَا يُعْجِبُنِيْ مَنْ يَقِفُ عَنْ عَلِيٍّ فِي الْخِلَافَةِ (السنۃ للخلال: ۶۱۰)۔ وقال اسنادہ صحیح۔ اس قسم کے کئی اقوال خلال کی السنۃ میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہیں۔ واضح ہو گیا کہ چار یار کا نعرہ سیدنا علی کریم رضی اللہ عنہ کو خلیفہِ برحق ثابت کرنے کے لیے لگایا جاتا ہے اور اس میں معاذ اللہ بغض اہل بیت کی بو نہیں بلکہ محبتِ علی رضی اللہ عنہ کی خوشبو مہک رہی ہے۔

اہل سنت کی علامت اور پہچان یہ ہے کہ: شیخین کو افضل کہا جائے اور ختنین سے محبت کی جائے۔ شیخین کی افضلیت کا منکر رافضی اور ختنین کی محبت کا منکر خارجی ہے، جب کہ ان

Islam The World Religion

چاروں کو افضلیت اور محبت کے حوالے سے اکٹھا ماننے والا اور چاروں کو برحق سمجھنے والا اہل سنت ہے۔حق چار یار کے ایک ہی نعرے میں خوارج اور روافض دونوں کی تردید موجود ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: از مذہبِ رفاض واز ملتِ خوارج بے زارم، من کہ سنی دوست دارِ چار یارم یعنی میں رافضیوں اور خارجیوں کے مذہب سے بے زار ہوں، میں سنی ہوں اور چار یاروں کا یار ہوں (عقل بیدار صفحہ ۲۴۶ مصنف حضرت سلطان باہو)۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں: جاننا چاہیے کہ عالم فاضل، شیخ المشائخ، غوث قطب اور فقیر درویش کہلوانا آسان ہے، لیکن حقیقی مومن مسلمان بننا مشکل اور بہت دشوار کام ہے، صاحبِ طریقہ قادری مومن مسلمان اہل سنت و جماعت ہوتا ہے، حنفی مذہب پر ہوتا ہے اور چار یار کا دوست ہوتا ہے، باطن میں مست اور شریعت میں ہوشیار ہوتا ہے (نور الہدیٰ صفحہ ۴۴۰)۔

نوٹ:

مَافَضَلَكُمْ اَبُوْبَكْرٍ بِكَثْرَةِ الصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ وَلٰكِنْ بِالسِّرِّ الَّذِيْ وُقِرَ فِيْ قَلْبِهٖ یعنی ابوبکر زیادہ نمازوں اور روزوں کی وجہ سے تم لوگوں سے آگے نہیں نکلا بلکہ اس راز کی وجہ سے آگے نکل گیا ہے جو اس کے سینے میں سجا دیا گیا ہے (اخرجه الترمذی الحکیم فی النوادر ۳/۵۵ من قول بکر ابن عبداللہ المزنی، فضائل الصحابة :۱۱۸)۔اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ

محدثین نے اسے بکر بن عبداللہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول قرار دیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔مگر بہت سے صوفیاء نے اسے حدیث مرفوع اور صحیح مانا ہے (احیاء العلوم صفحہ ۳۵، رسائل ابن عربی صفحہ ۳۰، الیواقیت والجواہر صفحہ ۴۳۷، سبع سنابل صفحہ ۱۰)۔اور فرمایا ہے: هُوَ نَصٌّ صَرِيْحٌ فِيْ اَنَّهٗ اَفْضَلُهُمْ یعنی یہ حدیث اس موضوع پر نص صریح ہے کہ صدیق اکبر تمام صحابہ سے افضل ہیں (الیواقیت والجواہر صفحہ ۴۳۷)۔ كَمَا شَهِدَ لَهٗ سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (احیاء العلوم صفحہ ۳۵)۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: مَا فَاقَ اَبُوْبَكْرٍ بِكَثْرَةِ الصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ وَلٰكِنْ بِشَيْءٍ وُقِرَ فِيْ قَلْبِهٖ (سبع سنابل صفحہ ۱۰)۔

اس کی تائید ایک اور حدیثِ مقطوع سے ہوتی ہے۔حضرت ابو مالک بن اشجعی

Islam The World Religion

فرماتے ہیں کہ: میں نے سیدنا ابنِ حنفیہ سے پوچھا: ابوبکر سب سے پہلے اسلام لائے تھے؟ انہوں نے فرمایا نہیں، میں نے کہا پھر کس وجہ سے بلند ہوئے اور آگے نکل گئے، یہاں تک کہ ابوبکر کے سوا کسی ایک کا نام بھی نہیں لیا جاتا؟ فرمایا: كَانَ اَفْضَلُهُمْ اِسْلَاماً حَتّٰى لَحِقَ بِاللهِ عَزَّوَجَلَّ یعنی وہ ان سب سے اسلام میں افضل تھے حتیٰ کہ اللہ عزوجل سے جا ملے (ابن ابی شیبہ جلد ۷ صفحہ ۴۷۲، السنۃ لابن ابی عاصم: ۱۲۵۵)۔ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ

صدیق کی نبی سے مشابہت اور کامل فنائیت

(۱)۔ بچپن کے ساتھی تھے۔ قرآن نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ثانی اثنین (نبی کا ثانی) قرار دیا۔ ہجرت کی رات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ کریم نے نبی کریم ﷺ کی جان کا محافظ منتخب فرمایا۔ جنگ بدر میں سب لوگ میدان میں تھے جبکہ صدیق اکبر عریش بدر میں نبی کریم ﷺ کی جان کا پہرہ دے رہے تھے۔

(۲)۔ جب نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ کی حوصلہ افزائی کے لیے اُم المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ ہرگز رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں، غریبوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، کسی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے، مہمان کا احترام فرماتے ہیں، ہمیشہ اہل حق کا ساتھ دیتے ہیں (بخاری: ۳)۔

ہجرت کے وقت یہی الفاظ ابن دغنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے استعمال کیے تھے اِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَ تَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَحْمِلُ الْكَلَّ وَ تَقْرِئُ الضَّيْفَ وَ تُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ (بخاری: ۳۹۰۵)۔

(۳)۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اِنِّي رَسُوْلُ اللهِ وَلَسْتُ اَعْصِيْهِ وَهُوَ نَاصِرِيْ . . یعنی میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا وہی میرا مددگار ہے، تم کسی دن طواف کرنے ضرور آؤ گے۔ اس کے بعد جب وہ صدیقِ اکبر کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی الفاظ فرمائے کہ اِنَّهٗ رَسُوْلُ اللهِ وَلَيْسَ يَعْصِيْ رَبَّهٗ وَهُوَ نَاصِرُهٗ ... فَاِنَّكَ آتِيْهِ مُطَوِّفٌ بِهٖ (بخاری: ۲۷۳۱)۔

Islam The World Religion

(۴)۔ نبی کریم ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال کو اپنے ذاتی مال کی طرح استعمال فرماتے تھے (فضائل الصحابہ جلد ا صفحہ ۷۲)۔ ہجرت کے وقت کفار نے نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پکڑنے پر انعام مقرر کر دیا (مستدرکِ حاکم: ۴۴۸۱)۔

(۵)۔ نبی کریم ﷺ کے دور میں کسی آدمی نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دیں۔ آپ ﷺ جلال میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اَیُلْعَبُ بِکِتَابِ اللّٰہِ وَ اَنَا بَیْنَ اَظْھُرِکُمْ یعنی کیا اللہ کی کتاب سے کھیلا جائے گا جب کہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں؟ (نسائی: ۳۴۰۱، مشکوٰۃ: ۳۲۹۲)۔ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسندِ خلافت سنبھالی تو مرتدین نے زکوۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَیُنْقَصُ وَ اَنَا حَیٌّ یعنی کیا دین میں نقص واقع ہو جائے گا جب کہ میں زندہ موجود ہوں؟ (مشکوٰۃ: ۶۰۳۴)۔ نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں کے الفاظ میں مشابہت کو محسوس فرمایئے۔ ایمان کی نگاہ اس نتیجے پر پہنچے گی کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فنافی الرسول کے مقام پر فائز تھے۔

(۶)۔ جب محبوب کریم ﷺ کا وصال ہوا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان کرا دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمے جس کسی کا قرض ہو یا آپ ﷺ نے کسی سے وعدہ فرمایا ہو تو وہ میرے پاس آ جائے، میں وہ قرض ادا کر دوں گا اور وعدہ وفا کر دوں گا (بخاری: ۳۱۳۷)۔

(۷)۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں کہ: لَسْتُ تَارِکًا شَیْئًا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْمَلُ بِہٖ یعنی مجھ سے وہ کام نہیں چھوٹ سکتا جسے نبی کریم ﷺ کرتے رہے (بخاری: ۳۰۹۳)۔

یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ سے جس صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی جیشِ اسامہ کی روانگی، منکرینِ زکوۃ سے قتال اور باغِ فدک جیسے معاملات کے بارے میں بات کی، آپ نے یہی جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ کے طریقے پر گامزن رہنا میری مجبوری ہے۔

(۸)۔ سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ کو حضور ﷺ کی رحمۃ للعالمینی سے اس قدر فیض ملا تھا کہ صحابہ کرام نے آپ کا نام الآواہ رکھ دیا تھا۔ یعنی پناہ گاہ (الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۹۱، صواعق محرقہ صفحہ ۸۵)۔

Islam The World Religion

(۹)۔اللہ کریم جل مجدہ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کی شان میں فرمایا: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضىٰ یعنی اے محبوب !عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے(الضحیٰ :۵)۔ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا وَلَسَوْفَ يَرْضىٰ یعنی عنقریب وہ راضی ہوجائے گا(اللیل:۲۱)۔

(۱۰)۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اَرْحَمُ اُمَّتِی کا لقب ملا(ترمذی: ۳۷۹۰) جبکہ قرآن حضور کریم ﷺ کو رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ کا لقب دیتا ہے(الانبیاء:۱۰۷)۔

(۱۱)۔حضور کریم ﷺ نے حضرت ابو درداء کو صدیق اکبر کے آگے چلنے سے منع فرمایا۔جبکہ قرآن حضور کریم ﷺ کی شان میں فرماتا ہے کہ: لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَرَسُولِهٖ یعنی اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو(الحجرات:۱)۔

(۱۲)۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کبھی بھی سیدنا صدیق اکبر کو ان کے ذاتی نام سے نہیں پکارا، بلکہ ہمیشہ کنیت ابوبکر یا لقب صدیق سے یاد کرتے تھے۔جبکہ قرآن حضور کریم ﷺ کی شان میں فرماتا ہے کہ: لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا یعنی اپنے درمیان رسول کے پکارنے کو اس طرح نہ بناؤ جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو(النور:۶۳)۔

(۱۳)۔حضور ﷺ کو بھی زہر دیا گیا اور ابوبکر صدیق کو بھی زہر دیا گیا (مستدرکِ حاکم:۴۴۶۷)۔

(۱۴)۔آخری وقت میں آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے حضور ﷺ کی طرح کفن دیا جائے فَفِيْهَا كَفِّنُوْنِي (مستدرکِ حاکم:۴۴۷۰)۔حضور ﷺ جتنی ہی عمر پائی اور آپ ﷺ کے پاس ہی دفن ہوئے۔

(۱۵)۔فتح مکہ کے موقع پر بتوں کو گرانے کے لیے نبی کریم ﷺ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر سوار ہوئے۔سیدنا علی آپ کو لے کر اٹھ گئے۔نبی کریم ﷺ نے انہیں کمزور پایا تو فرمایا: بیٹھ جاؤ۔آپ نیچے اتر آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ میرے کندھوں پر بیٹھ جاؤ۔آپ ﷺ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو لے کر اٹھ گئے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے خیال آ رہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کو ہاتھ لگا سکتا ہوں (السنن

Islam The World Religion

الکبریٰ للنسائی:۸۵۰۷)۔

سبحان اللہ۔اس حدیث میں مولا علی رضی اللہ عنہ کی کیسی پیاری فضیلت اور عظیم اعزاز مذکور ہے۔تف ہے خوارج پر جو بغضِ علی میں جلے جا رہے ہیں۔اب ذرا صدیقِ اکبر کے کندھوں کی ہمت کا بھی اندازہ کیجیے۔ہجرت کی رات صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے محبوب کریم ﷺ کے قدموں کے نشان چھپانے کے لیے آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور غار کے منہ پر لا اتارا (الوفا صفحہ ۲۳۷)۔تف ہے روافض پر جو بارِ نبوت کے متحمل کی ہمت کا انکار کر رہے ہیں۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ارشادات

(۱)۔عَنْ حَكِيْمِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ : سَمِعْتُ عَلِيّاً رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَحْلِفُ لِلّٰهُ اَنْزَلَ اسْمَ اَبِيْ بَكْرٍ مِنَ السَّمَآءِ الصِّدِّيْقُ یعنی حضرت حکیم بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر فرماتے ہوئے سنا کہ:اللہ نے آسمان سے ابوبکر کا نام ''صدیق'' نازل فرمایا(المعجم الکبیر للطبرانی :۱۴، مجمع الزوائد :۱۴۲۹۵، مستدرکِ حاکم : ۴۴۶۰)۔ وَقَالَ الْهَيْثَمِيْ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ

(۲)۔حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ والی حدیث چار یار کی اصطلاح والی بات کے ضمن میں گزر چکی ہے(بخاری:۳۶۷۱،ابوداؤد:۴۶۲۹)۔

(۳)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اِنِّيْ لَوَاقِفٌ فِيْ قَوْمٍ ، فَدَعَوا اللهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَقَدْ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ اِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِيْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰى مَنْكِبِيْ يَقُوْلُ : يَرْحَمُكَ اللهُ اِنْ كُنْتُ لَاَرْجُوْ اَنْ يَّجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، لِاَنِّيْ كَثِيْراً مِمَّا كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: كُنْتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَفَعَلْتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ ، وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ ، فَاِنْ كُنْتُ لَاَرْجُوْ اَنْ يَّجْعَلَكَ اللهُ مَعَهُمَا ، فَالْتَفَتُّ فَاِذَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ (مسلم :۶۱۸۷ ، بخاری :۳۶۷۷، ۳۶۸۵، ابن ماجہ:۹۸، شرح السنۃ:۳۸۹۰)۔

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں لوگوں میں کھڑا تھا، لوگ عمر بن

Islam The World Religion

خطاب کیلیے اللہ سے دعا کر رہے تھے اور آپ کو اپنی چار پائی پر رکھا گیا تھا، ایک آدمی میرے پیچھے تھا جس نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی ہوئی تھی، وہ کہہ رہا تھا: اللہ تجھ پر رحمت فرمائے، مجھے یقین تھا کہ اللہ تجھے تیرے دونوں یاروں سے ملا دیگا، میں رسول اللہ ﷺ کو کثرت سے فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ: میں اور ابوبکر اور عمر تھے، میں اور ابوبکر اور عمر نے ایسا کیا، میں اور ابوبکر اور عمر گئے، مجھے یقین تھا کہ اللہ تجھے ان دونوں سے ملا دیگا۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے۔

(۴)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ عُمَرُ۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْبَكْرٍ، وَبَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ عُمَرُ یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابوبکر ہیں اور ابوبکر کے بعد سب سے افضل عمر ہیں (ابن ماجہ حدیث: ۱۰۶، مسند احمد: ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۷۴، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۹۱۱، ۹۲۵، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۴۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۸، ابنِ ابی شیبہ ۸ / ۵۷۴، السنۃ لعبداللہ ابن احمد حدیث: ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۷، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۶، السنۃ لابن ابی عاصم: ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹)۔

یہ حدیث مولا علی رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ اس کی بعض اسناد صحیح، بعض حسن اور بعض ضعیف ہیں۔ اس سے مجموعی صحت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ ذہبی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ یہ بات آپ رضی اللہ عنہ سے جمِ غفیر کے ذریعے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ اور اسکے روایت کرنے والوں کی تعداد اسی (۸۰) بتائی ہے، اور فرمایا کہ: اللہ کی قسم یہ حضرت علی کا ہی فرمان ہے جو آپ نے کوفہ کے منبر پر فرمایا، اللہ خراب کرے رافضیوں کو یہ کیسے جاہل ہیں: هٰذَا مُتَوَاتِرٌ عَنْ عَلِيٍّ، لِاَنَّهُ قَالَهُ عَلٰى مِنْبَرِ الْكُوْفَةِ فَلَعَنَ اللهُ الرَّافِضَةَ مَا اَجْهَلَهُمْ یعنی یہ حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ منقول ہے، اللہ کی لعنت ہو رافضیوں پر یہ

Islam The World Religion

کیسے جاہل ہیں (تاریخ الاسلام جلد ۳ صفحہ ۱۱۵، المنتقی من منہاج الاعتدال صفحہ ۳۶۱ کلاھما للذھبی، تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۸، صواعق محرقہ صفحہ ۶۰)۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں : قَدْ ثَبَتَ عَنْهُ بِالتَّوَاتُرِ اَنَّهٗ قَالَ عَلٰى مِنْبَرِ الْكُوْفَةِ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ وَلَوْ شِئْتُ اَنْ اُسَمِّيَ الثَّالِثَ لَسَمَّيْتُ یعنی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے کوفہ کے منبر پر فرمایا کہ اے لوگوں اس امت میں اسکے نبی کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں اور اگر میں چاہوں تو تیسرے کا بھی نام بتادوں (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۳۲۱)۔

(۵)۔عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ قَالَ : كَانَ عَلِيٌّ اِذَا ذُكِرَ عِنْدَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ : اَلسَّبَّاقَ يَذْكُرُوْنَ السَّبَّاقَ قَالَ : وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا اسْتَبَقْنَاهُ اِلٰى خَيْرٍ قَطُّ اِلَّا سَبَقَنَا اِلَيْهِ اَبُوْ بَكْرٍ (المعجم الاوسط للطبرانی کما فی مجمع الزوائد: ۱۴۳۳۲)۔ قَالَ الْهَيْثَمِيُّ وَفِيْهِ : اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُفَضَّلِ الْحَرَانِيُّ، وَلَمْ اَعْرِفْهُ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهٖ ثِقَاتٌ

ترجمہ : حضرت صلہ بن زفر فرماتے ہیں کہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جب حضرت ابو بکر کا ذکر ہوتا تو آپ فرماتے : یہ لوگ سبقت لے جانے کا ذکر کرتے ہیں، فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، ہم جب بھی کسی بھلائی کی طرف بڑھے ہیں ابوبکر ہم سے سبقت لے گیا ہے۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: در ہمہ چیز از ہمہ بردہ سبق یعنی صدیق اکبر ہر کسی سے ہر معاملے میں سبقت لے گئے (منطق الطیر صفحہ ۲۸)۔

(۶)۔عَنْ عَلِيٍّ وَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِنَّا نَرٰى اَبَابَكْرٍ اَحَقَّ النَّاسِ بِهَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ لَصَاحِبُ الْغَارِ وَ ثَانِيَ اثْنَيْنِ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ بِشَرْفِهٖ وَ كِبَرِهٖ وَلَقَدْ اَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّلٰوةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَيٌّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ وَ وَافَقَهُ الذَّهْبِيُّ (مستدرک حاکم: ۴۴۷۸)

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے بعد ابوبکر کو خلافت کا سب سے زیادہ حق دار سمجھتے تھے اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ صاحبِ غار اور ثانی اثنین تھے۔ اور ہم آپ کے شرف اور عظمت کو جانتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی موجودگی میں انہیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

(۷)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے دانے کو پھاڑ کر پودا نکالا اور ایک ذرے (مالیکیول) سے انسان کو پیدا کیا، اگر رسول اللہ ﷺ نے مجھے خلیفہ مقرر کیا ہوتا تو میں آپ کے فرمان کی خاطر جہاد کرتا۔ اگر میرے پاس تلوار نہ ہوتی تو اپنی چادر سے ہی مخالفین پر حملہ کر دیتا اور ابوبکر کو منبرِ رسول ﷺ کی ایک سیڑھی بھی نہ چڑھنے دیتا۔ لیکن آپ ﷺ نے میرے مرتبے اور ابوبکر کے مرتبے کو خوب سمجھ کر فیصلہ دیا اور فرمایا ابوبکر کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ آپ نے مجھے نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا، لہٰذا رسول اللہ ﷺ جس شخص کو ہمارا دینی پیشوا بنانے پر راضی ہیں ہم اسے اپنا دنیاوی پیشوا بنانے پر کیوں نہ راضی ہوں (صواعقِ محرقہ صفحہ ۶۲، اسنی المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حدیث : ۴۳)۔ رَضِیَہٗ لِدِیْنِنَا فَرَضِیْنَاہُ لِدُنْیَانَا (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۸۱)۔

آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ: جب رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تو میں اُس وقت حاضر تھا غائب نہیں تھا وَاِنِّیْ اُشَاھِدُ و مَا اَنَا بِغَائِبٍ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۲)۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اس ارشادِ گرامی سے واضح ہو گیا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت ظاہری ملنے سے پہلے ہی دین کا پیشوا بنا دیا گیا تھا۔ ولایت باطنی یعنی دین کی سیادت اور خلافت ظاہری یعنی دنیا کی سیادت دونوں چیزیں مولا علی نے صدیق اکبر کے حق میں جدا جدا تسلیم فرمائی ہیں۔ رضی اللہ عنہما

ایک نہایت ہی قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ اگر بالفرض نبی کریم ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو امامت کے مصلہ پر کھڑا کیا ہوتا تو مخالفینِ اہل سنت قیامت برپا کر دیتے۔ ذرا چشمِ تصور سے اس نکتے پر غور فرمالیجیے۔ شانِ ابوبکر نکھرتی چلی جائے گی اور اہل سنت کی شرافت اور اعتدال

Islam The World Religion

اچھی طرح واضح ہوجائے گا۔

(۸)۔ جب سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تو لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ کسی کو ہم پر خلیفہ مقرر فرما دیں۔ فرمایا میں تمہیں اسی طرح چھوڑ کر جا رہا ہوں جس طرح ہمیں رسول اللہ ﷺ نے چھوڑا تھا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم پر خلیفہ مقرر فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تم میں بھلائی دیکھی تو خود بخود تم میں سے سب سے اچھے آدمی کو مقرر فرما دے گا۔ حضرت علی نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرمایا: اللہ نے ابوبکر کو ہم سب سے بہتر جانا اور اسے ہم پر ولایت دے دی (مستدرکِ حاکم: ۴۷۵۶)۔

(۹)۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں: لَا اَجِدُ اَحَداً فَضَّلَنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ اِلَّا جَلَّدْتُہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ۔

ترجمہ: میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہتا ہے۔ اسے الزام تراشی کی سزا کے طور پر اسی کوڑے ماروں گا (فضائل الصحابۃ للامام احمد بن حنبل حدیث رقم: ۴۹ عن حکم بن جحل، ۳۸۷ عن حکم بن جحل قال سمعت علیا رضی اللہ عنہ یقول، السنۃ لعبد اللہ ابن احمد حدیث: ۱۲۴۲ عن حکم بن جحل، ۱۳۲۲ عن علقمہ، السنۃ لابن ابی عاصم حدیث: ۱۰۲۷ عن علقمہ، ۱۲۵۴ عن حکم بن جحل، شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ للالکائی ۲/۲۷۰، الاعتقاد للبیہقی صفحۃ ۲۰۶ عن حکم بن جحل قال خطبنا علی بالبصرۃ، ۳۶۱ عن علقمہ و قال لہ شواھد ذکرناھا فی کتاب الفضائل، فضائل ابی بکر الصدیق مؤلفہ ابو طالب محمد بن علی العشاری متوفی ۴۵۱ حدیث: ۳۹، تحفۃ الصدیق لابن بلبان صفحۃ ۸۷، الاستیعاب صفحۃ ۴۳۴، ابن عساکر ۳۰/۳۶۹ عن عبد خیر، ۳۷۱ عن علقمہ، ۳۸۳ عن حکم عن ابیہ، ابن عساکر ۴۴/۳۶۵ عن جابر بن حمید و حدیث آخر عن حکم بن جحل و حدیث آخر عن حکم بن جحل ایضاً و حدیث آخر عن علقمہ، الریاض النضرۃ ۱/۴۰۱، المؤتلف والمختلف للدار قطنی ۳/۹۲ عن حکم بن جحل، المنتقی للذہبی صفحۃ ۳۶۱ عن محمد بن الحنفیہ بلفظ کان یقول، تاریخ الخلفاء صفحۃ ۳۸، الصواعق المحرقۃ صفحۃ ۶۰، تفسیر القرطبی ۱۷/۲۰۶، کنز العمال

Islam The World Religion

حدیث:۳۶۱۵۲، ازالۃ الخفاء ۱/۳۱۷)۔

اس حدیث کے تمام حوالہ جات پر غور فرمائیے۔ اسکے راویوں میں حضرت محمد بن حنفیہ، حضرت علقمہ، حضرت عبدِ خیر، حضرت جابر بن حمید، حضرت حکم بن حجل، اوران کے والد حضرت حجل علیہم الرحمہ شامل ہیں۔ یہ سب براہِ راست مولا علی سے روایت کررہے ہیں۔ حکم بن حجل اپنے والد سے بھی روایت کررہے ہیں اور خود بھی فرمارہے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا، دوسری جگہ فرمارہے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں بصرہ میں خطاب فرمایا۔ واضح ہورہا ہے کہ حضرت حکم بن حجل علیہ الرحمہ کی ملاقات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوئی ہے۔ کتبِ رجال میں حکم بن حجل کو ثقہ لکھا گیا ہے اور جب وہ ثقہ ہیں تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ حضرت علی المرتضیٰ کی زیارت کے بارے میں جھوٹ بولیں معاذ اللہ۔ ویسے حدیث روایت کرنے کیلئے معاصرت ہی کافی ہے جس سے ملاقات بعید نہیں رہتی۔ اوراگر بالفرض حدیث میں ارسال ہی ہوتو حدیثِ مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے اسلئے کہ ارسال کرنیوالا حدیث کی صحت پر اعتماد کرتے ہوئے ارسال کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علماء نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمہ نے اسے صحیح لکھا ہے (فتاویٰ عزیزی اردو صفحہ ۳۸۳) اوراعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اسے ذہبی کے حوالے سے صحیح لکھا ہے قَالَ سُلْطَانُ الشَّانِ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ الذَّهْبِيُّ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ (الزلال الانقیٰ صفحہ ۹۵)۔ پاکستانی تفضیلی اس حدیث کی صحت کے انکار پر بضد تھے مگر مصر کے ہمارے ایک معاصر تفضیلی نے اسے صحیح مانا ہے (غایۃ التجلیل صفحہ ۲۵۹)۔

اس حدیث کو حضرت علقمہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے: عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ضَرَبَ عَلْقَمَةُ هٰذَا الْمِنْبَرَ فَقَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللهَ وَ اَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ مَا شَاءَ اللهُ اَنْ يَّذْكُرَ ثُمَّ قَالَ: اَلَا اَنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّ قَوْماً يُفَضِّلُوْنِيْ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ لَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيْ ذَالِكَ لَعَاقَبْتُ فِيْهِ وَلٰكِنْ اَكْرَهُ الْعُقُوْبَةَ قَبْلَ التَّقَدُّمِ، مَنْ قَالَ شَيْئاً مِنْ ذَالِكَ فَهُوَ مُفْتَرٍ عَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُفْتَرِيْ، خَيْرُ النَّاسِ كَانَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اَحَدَّثَنَا

بَعْدَهُمْ اِحْدَاثاً يَقْضِي اللهُ فِيْهَا (السنۃ لعبداللہ : ۱۳۲۲، السنۃ لابن ابی عاصم ۱۰۲۷)۔

اسنادہ صحیح

ترجمہ: حضرت علقمہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے منبر پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ہمیں علی (رضی اللہ عنہ) نے اس منبر پر بیٹھ کر خطاب فرمایا، آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر اللہ کو جس قدر منظور تھا بیان فرمایا، پھر فرمایا: خبردار! مجھے اطلاع ملی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر اور عمر پر فضیلت دیتے ہیں، اگر میں نے اسکے بارے میں پہلے سزا کا اعلان کر دیا ہوتا تو میں اُن لوگوں کو سزا دیتا، لیکن میں اعلان سے پہلے سزا کو ناپسند کرتا ہوں، جس نے آئندہ ایسا کہا وہ بہتان باندھنے والا ہوگا اور اسے بہتان باندھنے والے مفتری والی سزا ملے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر ان لوگوں کے بعد ہم میں نئے نئے واقعات ہوئے جن کا فیصلہ اللہ فرمائے گا۔

یہی حدیث سیدنا سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے (شرح اصول اہل السنۃ والجماعۃ جلد ۲ صفحہ ۲۷۰)۔ ایسی تمام احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حدِ مفتری والی حدیث اس حدیث متواتر کا ٹکڑا ہے جسے ۸۰ راویوں نے روایت کیا ہے کہ: خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ عُمَرُ۔ کوئی راوی اس ٹکڑے کو بیان کرتا ہے اور کوئی نہیں کرتا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ: ایک آدمی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے آپ سے بہتر کوئی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کیا تم نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا اگر تم کہتے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے تو میں تمہیں قتل کر دیتا، اور اگر تم کہتے کہ میں نے ابوبکر اور عمر کو دیکھا ہے تو میں تمہیں کوڑے مارتا لَوْ اَخْبَرْتَنِيْ اَنَّكَ رَأَيْتَ اَبَابَكْرٍ وَّ عُمَرَ لَاَوْجَعْتُكَ عُقُوْبَةً (کتاب الآثار لابی یوسف: ۹۲۴)۔

یہ فیصلہ اس حدیث کے عین مطابق ہے جسے سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ: نبی کے گستاخ کی سزا قتل ہے اور صحابی کے گستاخ کی سزا کوڑے ہے (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)۔ ظاہر ہے سچے لوگوں کے بیانات آپس میں مل جاتے ہیں۔

Islam The World Religion

یہاں یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ابنِ سباء اینڈ کمپنی کو مولا علی رضی اللہ عنہ نے حدِ مفتری سے بھی بڑھ کر سزا دی اور زندہ جلا دیا تھا (بخاری: ۳۰۱۷، مستدرکِ حاکم: ۶۴۰۵)۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

وَعَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدَّيْلِمِي أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَشَارَ فِي الْخَمْرِ يَشْرَبُهَا الرَّجُلُ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ أَرَى أَنْ تَجْلِدَهُ ثَمَانِينَ جَلْدَةً، فَإِنَّهُ إِذَا شَرِبَ سَكِرَ وَإِذَا سَكِرَ هَذَى وَإِذَا هَذَى افْتَرَى، فَجَلَدَ عُمَرُ فِي الْخَمْرِ ثَمَانِينَ رَوَاهُ مَالِك وَالدَّارَقُطْنِي وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ وَوَافَقَهُ الذَّهَبِيّ وَعَلَيْهِ إِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ (مؤطا امام مالک: ۲ من کتاب الاشربۃ، سنن الدارقطنی: ۳۲۹۰، مستدرکِ حاکم: ۸۲۹۹، بخاری: ۶۷۷۸، ۶۷۷۹، مسلم: ۴۴۵۷، ۴۴۵۸، ابوداؤد: ۴۴۸۶، ۴۴۸۸، ابن ماجہ: ۲۵۷۰، ۲۵۷۱)۔

ترجمہ: حضرت ثور بن زید دیلمی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شراب کے بارے میں مشورہ لیا جسے آدمی نے پیا ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا کہ میرے خیال میں ہم اسے اسی کوڑے ماریں۔ اس لیے کہ جب وہ پیئے گا تو نشے میں آئے گا۔ جب نشے میں ہوگا تو ہذیان بولے گا۔ جب ہذیان بولے گا تو بہتان لگائے گا (اور بہتان کی سزا اسی کوڑے ہے)۔ بس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب پینے پر اسی کوڑے مارے۔ اس پر تمام صحابہ کا اجماع ہے۔

غور فرمایئے! اگر تفضیلیوں پر حد لگانے کا اختیار مولا علی رضی اللہ عنہ کو نہیں تھا تو پھر روافض کو زندہ جلانے اور شرابی کو ۸۰ کوڑے مارنے کا حق کس طرح مل گیا؟

آپ رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ شرابی جب شراب پیتا ہے تو نشے میں آتا ہے، جب نشے میں آتا ہے تو ہذیان بکتا ہے اور ہذیان بکتا ہے تو افتراء باندھتا ہے اور جو افتراء باندھے اسکی سزا ۸۰ کوڑے ہے۔ بالکل اسی طرح تفضیلیوں کے عقیدے سے بھی تمام صحابہ کرام مہاجرین وانصار پر افتراء لازم آتا ہے، لہٰذا ان کی سزا بھی ۸۰ کوڑے ہے۔ علامہ پرہاروی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

روافض سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو افضل قرار دیتے ہیں، پھر اس کو بنیاد بنا کر کہتے ہیں کہ

Islam The World Religion

آپ کو خلافت نہ دینا ظلم تھا، اور جو ظالم ہوں وہ عادل نہیں ہوتے اور جو عادل نہ ہوں ان کی روایت کردہ احادیث معتبر نہیں، لہٰذا اہلِ سنت کا تمام ذخیرہِ احادیث غیر معتبر ہوا، یہ لوگ اس ترتیب سے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں (نبراس صفحہ ۳۰۲)۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک آدمی نے حضرت عمر کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل کہا، یہ بات سیدنا عمر کو معلوم ہوئی تو آپ اسے کوڑے مارنے لگ گئے حتیٰ کہ اس کا پیشاب خطا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: ابوبکر رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل تھے، اس لحاظ سے اور اس لحاظ سے۔ پھر فرمایا: جس نے اس عقیدے کی مخالفت کی ہم اس پر وہی حد لگائیں گے جو مفتری پر لگاتے ہیں فَجَعَلَ ضَرْباً بِالدِّرَّةِ حَتّٰى شَغَرَ الخ (فضائل الصحابۃ لاحمد ابن حنبل: ۳۹۶) اسنادہٗ صحیح۔ معلوم ہوا کہ یہ حد عملاً لگائی بھی جا چکی ہے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف سے حدِ مفتری کا مزید اعلان بھی دیگر احادیث میں موجود ہے خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْ بَكْرٍ، فَمَنْ قَالَ غَيْرَ هٰذَا فَهُوَ مُفْتَرٍ وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُفْتَرِيْ (السنۃ لعبد اللہ بن احمد: ۱۲۹۲، شرح اصول اعتقادِ اہلِ السنۃ: ۲۴۴۸)۔

جب حدیثِ حدِ مفتری صحیح ثابت ہو گئی، محدثین نے اسے صحیح کہہ دیا، اس کے کئی شواہد مل گئے، مخالفین نے بھی اسے صحیح مان لیا تو اب اس میں کوئی شک نہ رہا کہ تمام صحابہ و اہلِ بیت و ائمہِ اہلِ بیت علیہم الرضوان میں سے کوئی بھی مولا علی کے اس فرمان کی مخالفت نہیں کر سکتا، افضلیت شیخین کا عقیدہ قطعی ہے اور قطعی عقیدے کے خلاف اگر بالفرض کوئی قول یا اثر مل بھی جائے تو وہ یقیناً موضوع یا مؤول ہوگا۔

(۱۰)۔ محدث عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ ختنین رضی اللہ عنہما کے معاملے میں متشیع تھے لیکن چونکہ خود مولا علی نے ابوبکر اور عمر کو اپنے سے افضل قرار دیا ہے لہٰذا فرماتے تھے کہ میری اس سے بڑھ کر بدبختی کیا ہوگی کہ علی کی محبت کا دعویٰ بھی کروں اور علی کا کہنا بھی نہ مانوں۔ اصل الفاظ یہ ہیں اُفَضِّلُ الشَّيْخَيْنِ بِتَفْضِيْلِ عَلِيٍّ اِيَّاهُمَا عَلٰى نَفْسِهٖ وَاِلَّا لَمَا فَضَّلْتُهُمَا كَفَانِيْ وِزْراً اَنْ اُحِبَّهٗ ثُمَّ اُخَالِفَهٗ (صواعقِ محرقہ صفحہ ۶۲)۔

Islam The World Religion

محدث عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم مجھے کبھی اس بات کا شرح صدر حاصل نہیں ہوا کہ علی کو ابوبکر وعمر سے افضل سمجھوں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو ابوبکر وعمر پر، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو عثمان پر، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو علی پر، جس نے ان سے محبت نہیں کی وہ مومن نہیں، اور ہمارے اعمال میں سے سب سے مضبوط عمل یہ ہے کہ ہم ان سب سے محبت کریں رضی اللہ عنہم اجمعین، اور ہماری گردنوں میں کسی ایک کے لیے بھی شبہ کا طوق نہ ہو، اور ہم ان کے زمرہ میں اور ان کے ساتھ اٹھائے جائیں، آمین یارب العالمین (فضائل الصحابہ:۱۲۶)۔ اسنادہ صحیح

(۱۱)۔ سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ قریب کون تھا؟ آپ نے فرمایا وہی لوگ قریب تھے جو کہ آج بھی قریب ہیں اور آپ کے پہلو میں آرام فرما رہے ہیں (مسند احمد ۴/۹۶، حدیث: ۱۶۷۱۴، فضائل الصحابۃ للدارقطنی حدیث: ۳۵، الاعتقاد للبیہقی صفحہ ۳۶۲)۔

صدیق اکبر کے لیے تفضیل کے صیغے

قرآنی آیات کے بعد ان بے شمار احادیث میں بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خصائص گن لیجیے۔ صرف خصائص تو کجا قرآن وسنت وآثار میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے مندرجہ ذیل صیغے تفضیل کے استعمال ہوئے ہیں:

اَعْظَمُ دَرَجَةً (الحدید:۱۰)، اَلْاَتْقٰی (الیل:۱۷)، خَیْرُ الصَّحَابَةِ (بخاری :۳۶۶۸) خَیْرُ النَّاسِ (ابن ماجہ :۱۰۶)، اَعْلَمُ (بخاری : ۴۶۶)، اَرْحَمُ (ترمذی : ۳۷۹۰)، اَرَافُ (مستدرکِ حاکم :۶۳۹۰)، اَمَنُّ النَّاسِ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (بخاری :۴۶۶)، اَفْضَلُ الْاُمَّةِ (ابوداؤد :۴۶۲۸)، خَیْرُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ (صواعقِ محرقہ صفحہ ۷۶)، اَحَبُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (بخاری:۳۶۶۸)، اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (مستدرک حاکم:۴۴۷۸)، اَعْلَمُ بِالسُّنَّةِ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۵)، اَعْبَرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۳، الصواعق المحرقہ صفحہ ۳۴، الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۵۹)، اَعْلَمُ بِالْاَنْسَابِ

Islam the World Religion

(مسلم: ۶۳۹۵)، اَشْجَعُ (مجمع الزوائد: ۱۴۳۳۳)، اَلْاَوَّاہُ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۹، صواعقِ محرقہ صفحہ ۸۵)، اَلصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ، اَلْاَکْرَمُ رضی اللہ عنہ۔

علماء وصوفیاء علیہم الرحمہ کے اقوال

(۱)۔ابونعیم نے فرات بن سائب سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے میمون بن مہران سے پوچھا: آپ کے نزدیک علی افضل ہیں یا ابوبکر اور عمر؟ یہ سوال سن کر وہ کانپنے لگے حتیٰ کہ ان کے ہاتھ سے لاٹھی گر گئی۔ پھر فرمایا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں اس زمانے تک زندہ رہوں گا جب لوگ ابوبکر اور عمر کی برابری کے بارے میں سوچیں گے (ابونعیم فی الحلیۃ جلد ۴ صفحہ ۹۲، ۹۳، تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۰)۔

(۲)۔دنیائے اسلام میں تصوف کی بنیادی کتاب التعرف کے مصنف حضرت امام ابو بکر محمد بن ابراہیم کلاباذی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۸۰ھ لکھتے ہیں: فَکَیْفَ بِہِمَا وَھُمَا بِحَیْثُ لَا یُدَانِیْہِمَا فِی الْفَضْلِ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ یعنی ابوبکر وعمر کی کیا شان ہے کہ نبیوں اور رسولوں کے بعد تمام اولین وآخرین لوگوں میں سے کوئی ایک فضیلت میں ان دونوں کے قریب بھی نہیں پہنچ سکا (بحر الفوائد جلد ۱ صفحہ ۱۷۵)۔

یہاں اہلِ علم کا ذوق دوبالا کرنے کے لیے حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۹۴ھ کے لکھے ہوئے قصیدہ بردہ کا یہ شعر پیش خدمت ہے:

فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِی خَلْقٍ وَ فِی خُلُقٍ
وَ لَمْ یُدَانُوْہُ فِی عِلْمٍ وَلَا کَرَمٍ

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن میں اور اخلاق میں تمام نبیوں سے فائق ہیں، وہ سب علم اور کرامت کے اعتبار سے آپ کے قریب بھی نہیں پہنچ سکے (قصیدہ بردہ شعر نمبر ۳۸)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں علامہ بوصیری کے الفاظ: لَمْ یُدَانُوْہُ اور شیخین علیہما الرضوان کی شان میں امام کلاباذی کے الفاظ: لَا یُدَانِیْہِمَا اہلِ تحقیق کے لیے وجد آفرین ہیں، سبحان اللہ۔

Islam The World Religion

(۳)۔حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:شیخ الاسلام و از بعد انبیاء خیر الانام یعنی اسلام کے پیر اور نبیوں کے بعد تمام انسانوں سے افضل (کشف المحجوب صفحہ ۶۷)۔ صدیقِ اکبر رضی اللّٰہ عنہ مقدم جمیع خلائق است از پس انبیائِ صلوت اللّٰہ علیہم اجمعین و روا نہ باشد کہ کسی قدم اند رپیشِ وی نہد یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام مخلوقات سے آگے ہیں اور کسی کیلیے جائز نہیں ہے کہ ان سے آگے قدم رکھے (کشف المحجوب صفحہ ۶۹)۔ نیز حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ نے ان چار ہستیوں کا ذکر اسی ترتیب سے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے صدیق اکبر، پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی اور پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

(۴)۔حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِیِّ ﷺ اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ یعنی نبی کریم ﷺ کے بعد سب لوگوں میں افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم (احیاء العلوم صفحہ ۱۱۹)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:اِنَّ الْاِمَامَ الْحَقَّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ (احیاء العلوم صفحہ ۱۴۶)۔

تیسری جگہ لکھتے ہیں: جان لو کہ اللہ کے ہاں فضیلت پا لینے کا سبب الگ چیز ہے اور لوگوں میں مشہور ہو جانے کا سبب دوسری چیز ہے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شہرت خلافت کی وجہ سے تھی جب کہ آپ کی فضیلت کا اصل سبب وہ راز تھا جو ان کے سینے میں سجا دیا گیا تھا وَکَانَ فَضْلُہٗ بِالسِّرِّ الَّذِیْ وُقِرَ فِیْ قَلْبِہٖ (احیاء العلوم صفحہ ۳۵)۔

(۵)۔حضرت سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

خلفائے راشدین نے خلافت بزورِ شمشیر یا جبر کے ذریعہ حاصل نہیں کی تھی بلکہ معاصرین پر ان کو فضیلت حاصل تھی لِفَضْلِ کُلِّ وَاحِدٍ مِنْھُمْ فِیْ عَصْرِہٖ وَزَمَانِہٖ عَلٰی مَنْ سِوَاہُ مِنَ الصَّحَابَۃِ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۵۸)۔حضور غوثِ اعظم قدس سرہ کے ارشاد سے واضح ہو گیا کہ فضیلت پہلے سے حاصل تھی اور خلافت بعد میں عطا ہوئی۔

حضور سیدنا غوثِ اعظم قدس سرہ اور دیگر علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ خلفاءِ راشدین کے

Islam the World Religion

بعد عشرہ مبشرہ اور اصحابِ بدر افضل ہیں (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۵۷)۔ اگر افضلیت باعتبارِ ترتیبِ خلافت ہوتی تو خلفاء کی افضلیت کے ساتھ ان ہستیوں کی افضلیت کو مقرون کرنا نہیں سجتا تھا۔

(۶)۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ فرماتے ہیں: اِعْلَمْ اَنَّهٗ لَيْسَ فِيْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَنْ هُوَ اَفْضَلُ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ غَيْرُ عِيْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ یعنی جان لو کہ امتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ابو بکر سے افضل ہو سوائے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے (فتوحاتِ مکیہ باب ۹۳ کمافی الیواقیت والجواہر صفحہ ۴۳۸)۔

اس عبارت پر بھی غور فرمایئے اگر افضلیت سے مراد خلافت ظاہری میں افضلیت ہو تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استثناء بالکل لایعنی ہو کر رہ جائے گا۔

(۷)۔ امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ نے سرخی قائم فرمائی ہے: فِيْ بَيَانِ اَنَّ اَفْضَلَ الْاَوْلِيَاءِ الْمُحَمَّدِيِّيْنَ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ (الیواقیت والجواہر صفحہ ۴۳۷)۔

ترجمہ: اس بات کا بیان کہ انبیاء اور مرسلین کے بعد اولیائے محمدی میں سے سب سے افضل ابو بکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ عنہم۔

اس سرخی کے الفاظ پر غور فرمایئے۔ اَفْضَلَ الْاَوْلِيَاءِ الْمُحَمَّدِيِّيْنَ کے الفاظ نے تفضیلیوں کے ہر فراڈ کی جڑھ کاٹ دی ہے۔ اولیاء کے لفظ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ افضلیت کا دارومدار خلافتِ ظاہریہ کے ملنے پر نہیں بلکہ ولایتِ محمدی پر ہے۔ اس عنوان کے تحت جو کچھ امام علیہ الرحمہ نے لکھا ہے، قابلِ مطالعہ ہے۔

(۸)۔ معروف درسی کتاب شرح عقائد نسفی میں ہے کہ: اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ نَبِيِّنَا اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ یعنی تمام انبیاء کے بعد سب سے افضل ابو بکر صدیق ہیں (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰)۔

(۹)۔ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خواجہ اول کہ اول یارِ اوست　　ثانی اثنین اذ ہما فی الغارِ اوست
صدرِ دیں صدیقِ اکبر قطبِ حق　　در ہمہ چیز از ہمہ بردہ سبق

Islam The World Religion

ترجمہ: سب سے اول پیرومرشد جو نبی کریم ﷺ کے پہلے یار تھے۔ غار کے اندر وہ دو میں سے دوسرے تھے۔ دین کے صدر صدیق اکبر ہیں جو قطبِ حق ہیں۔ ہر کسی سے ہر معاملے میں آگے نکل گئے ہیں (منطق الطیر صفحہ ۲۸)۔

اس رباعی کا ہر ایک مصرعہ قابلِ غور ہے اور روافض کیلئے وبالِ جان ہے۔ خصوصاً خواجہِ اول، قطبِ حق اور آخری مصرعہ در ہمہ چیز از ہمہ بردہ سبق کو نوٹ کر لینا چاہیے۔

(۱۰)۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: افضلیت شیخین بر باقی امت قطعی است، انکار نہ کند مگر جاہل یا متعصب یعنی شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے، اس کا انکار وہی کر سکتا ہے جو جاہل ہو یا متعصب ہو (مکتوبات جلد ۲ مکتوب نمبر ۳۶)۔

(۱۱)۔ ملا علی قاری علیہ الرحمہ افضلیت کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وَ اَوْلٰی مَا یُسْتَدَلُّ بِہٖ عَلٰی اَفْضَلِیَّۃِ الصِّدِّیْقِ فِیْ مَقَامِ التَّحْقِیْقِ نَصْبُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لِاِمَامَۃِ الْاَنَامِ مُدَّۃَ مَرْضِہٖ فِی اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامِ وَلِذَا قَالَ اَکَابِرُ الصَّحَابَۃِ رَضِیَہٗ ﷺ لِدِیْنِنَا اَفَلَا نَرْضَاہُ لِدُنْیَانَا یعنی سب سے پہلی تحقیقی بات جس سے اہلِ سنت کی طرف سے صدیق کی افضلیت پر استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنی تکلیف کے دنوں اور راتوں میں لوگوں کا امام مقرر فرمایا تھا۔ اسی لیے اکابر صحابہ علیہم الرضوان نے فرمایا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے جس شخص کو ہمارا دینی راہنما پسند کیا ہے اسے ہم اپنا دنیاوی راہنما کیوں نہ پسند کریں (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳)۔ آگے فرماتے ہیں: ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ جَمِیْعَ الرَّوَافِضِ وَ اَکْثَرَ الْمُعْتَزِلَۃِ یُفَضِّلُوْنَ عَلِیًّا عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یعنی حضرت علی کو حضرت ابوبکر سے افضل سمجھنا تمام رافضیوں کا عقیدہ ہے اور اکثر معتزلہ کا عقیدہ ہے (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳)۔

(۱۲)۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: فرقہِ شیعہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی را بر جمیع صحابہ تفضیل می دادند، ایں فرقہ از دنائے تلامذہ آن لعین شدند و شمہ از وسوسہِ او قبول کردند

Islam The World Religion

، جناب مرتضوی در حق اینہا تہدید فرمود کہ اگر کسے را خواہم شنید کہ مرا بر شیخین تفضیل می دہد او را حد افترا کہ ہشتاد چابک است خواہم زد یعنی تفضیلی فرقہ جو جنابِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ پر افضلیت دیتا ہے، یہ فرقہ شیطان لعین کا ادنیٰ شاگرد ہے جس نے اسکے وسوسے کو قبول کر لیا ہے، جنابِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان پر سختی فرمائی ہے کہ اگر میں نے کسی شخص کے بارے میں سنا کہ وہ مجھے شیخین سے افضل سمجھتا ہے تو میں اسے مفتری کی حد ماروں گا جو اَسی (۸۰) کوڑے ہے (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۵)۔

(۱۳)۔ ہمارے مرشد کریم قطب الاقطاب فقیہِ اعظم حضرت پیر سائیں مفتی محمد قاسم مشوری قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز ارقام فرماتے ہیں: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ان سے افضل سمجھنا گمراہی اور مذہبِ اہل سنت سے خروج ہے۔ اسی طرح کسی بھی صحابی بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنا اسلام پر جرح کو مستلزم ہے اور نصوصِ قطعیہ کے انکار کے مترادف ہے۔ وَهُوَ تَعَالٰی اَعْلَمُ كَتَبَهُ الْفَقِيْرُ مُحَمَّد قَاسِم عُفِيَ عَنْهُ

(۱۴)۔ قدوۃ السالکین حضرت خواجہ شمس الحق والدین سیالوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: فضیلت آنہا بالترتیب است انگاہ ایں حدیث بر زبان مبارک راند افضل الناس من بعدی ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی یعنی خلفائے راشدین کی فضیلت بالترتیب ہے، پھر زبان مبارک سے یہ حدیث پڑھی کہ میرے بعد تمام لوگوں میں افضل ابوبکر ہے، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی (مرآۃ العاشقین صفحہ ۲۲)۔

(۱۵)۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: نیابتِ نبوی کا مستحق وہی شخص ہوسکتا ہے جس کا جوہرِ نفس، انبیاء کے جوہرِ نفس کے قریب ہو۔ بس اسے صورتِ خلافت (یعنی ریاستِ عامہ) اور معنیِ خلافت (یعنی قربِ انبیاء) دونوں کا جامع ہونا چاہیے جیسا کہ خلفاءِ اربعہ علیہم الرضوان تھے۔

آگے تفضیلیوں کی مزید جڑھ کاٹتے ہوئے لکھتے ہیں: البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ

Islam The World Religion

خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں صورتِ خلافت یعنی ریاستِ عامہ اور اجتماعِ المسلمین بدرجہ اتم موجود تھا۔ اور عہدِ مرتضوی میں اگرچہ معنی خلافت یعنی قربِ نبوی بدرجہ کمال تھا لیکن ریاستِ عامہ اور اجتماعِ مسلمین خلفاءِ ثلاثہ کے دور کی طرح نہ تھا (فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۴۵)۔

فتاویٰ مہریہ کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ تین خلفاء کے دور میں خلافت ظاہری اور باطنی دونوں عروج پر تھیں۔ مگر خلیفہ رابع کے دور میں باطن تو موجود رہا مگر ظاہر پہلے جیسا نہ رہا۔

دوسری جگہ ابوحفص حداد علیہ الرحمہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: بعد از پیغمبر کوئی شخص ابوبکر سے افضل نہیں کیونکہ اس نے مقاتلہِ مرتدین میں نبی کا سا کام کیا ہے (تصفیہ مابین سنی وشیعہ صفحہ ۱۹)۔ تصفیہ کی یہ عبارت اجماعِ امت کے عین مطابق ہے۔

(۱۶)۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن والے عشرہ مبشرہ والی حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ نص تفصیل کے ساتھ صحابۂ کرام کی خلافت اور مراتب پر دلالت کرتی ہے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جس قدر کسی کو قرب ومنزلت حاصل تھی وہی علی الترتیب ظاہر کرتی ہے۔

آگے فرماتے ہیں: نیز ان چار خلفاء میں سے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر کو خلافتِ نبوت خالصہ حاصل تھی (مقابیس المجالس صفحہ ۹۲۴)۔

(۱۷)۔ حضرت مولینا الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: یہ عقیدہ حمیدہ خود امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ سے اسی (۸۰) صحابہ وتابعین نے روایت کیا۔ اس میں ہماری حافل کافل کتاب مَطْلَعُ الْقَمَرَيْنِ فِيْ اِبَانَةِ سَبْقَةِ الْعُمَرَيْنِ ہے جس میں اس مطلب شریف پر قرآنِ عظیم واحادیثِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآثارِ اہلِ بیتِ کرام وصحابۂ عظام وارشاداتِ امیر المومنین حیدر رضی اللہ عنہ ونصوصِ ائمہ وعلماء واولیاء وعرفاء قدست اسرارہم سے دریا لہرا رہے ہیں۔ ہر بچہ جانتا ہے کہ اہلِ سنت کی تمام کتب میں اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ ہے۔ اگر نہایت صاف دن میں کفِ دست میدان میں منہ پر آنکھیں ہوتے ہوئے ٹھیک دوپہر کو انکارِ آفتاب روا ہے تو اس کا انکار بھی اسی منکر کا سا مجنون کر سکتا ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۱)۔

(۱۸)۔ صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

Islam The World Religion

اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام عالم سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں، ان کے بعد حضرت عمر، ان کے بعد حضرت عثمان اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہم۔

آگے فرماتے ہیں، ابن عساکر نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی فرمایا ہم ابوبکر، عمر وعثمان وعلی کو فضیلت دیتے تھے۔ سرورِ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں تشریف فرما تھے (سوانح کربلا صفحہ ۱۸)۔

(۱۹)۔ تفضیلیوں کے مذکورہ بالا بدعتی اور گمراہ عقیدے کا رد کرتے ہوئے حضرت مولانا امجد علی صاحب علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں: ان کی خلافت بہ ترتیبِ افضلیت ہے، جو عند اللہ افضل واعلیٰ تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا۔ نہ کہ افضلیت برترتیبِ خلافت یعنی افضل وہ کہ جسے ملک داری وملک گیری میں زیادہ سلیقہ تھا جیسا آج کل سنی بننے والے تفضیلیے کہتے ہیں۔ یوں ہوتا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہوتے (بہارِ شریعت حصہ اول صفحہ ۳۸)۔

تفضیلیوں کا اعتراض بھی بار بار پڑھیے اور بہارِ شریعت کی یہ عبارت بھی بار بار پڑھیے۔ یہ عبارت تفضیلیوں کے لیے عذاب ہے جس میں حرف بہ حرف ان کے عقیدے کی تردید موجود ہے۔ اور ان پر سے سنیت کا لبادہ اتار کر انہیں بے نقاب کر دیا گیا ہے۔

(۲۰)۔ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وَاَنْتَ لَوْ فَکَّرْتَ وَ تَدَبَّرْتَ ذٰلِكَ لَعَلِمْتَ فَضْلَ اَبِیْ بَکْرٍ وَ زُھْدَہٗ عَلٰی جَمِیْعِ الصَّحَابَۃِ وَ یَکْفِیْہِ فَضْلاً وَ کَمَالاً وَ مَرْتَبَۃً قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَسَلَّمْ لِاَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عُنْہُ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرُّوْحِ وَ قَدْ مَرَّ بَیَانُہٗ بِبَیَانِیْ (مذہبِ شیعہ صفحہ ۸۵)۔

ترجمہ: اگر تم غور اور تدبر سے کام لو، تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ابوبکر فضیلت اور زہد میں جمیع صحابہ سے آگے ہیں، آپ کے فضل وکمال اور مرتبے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی کافی ہے کہ ابوبکر میرے کان، آنکھ اور روح کے بمنزلہ ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ دوسری جگہ فرماتے ہیں: اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہے کہ

Islam The World Religion

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت علی جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم ہے، اس اجماع کا منکر شُذَّ فِی النَّارَ کی وعید کے تحت ہے (تقریظ: فضائل امیر معاویہ صفحہ ۴۹ مصنفہ علامہ غلام محمود ہزاروی علیہ الرحمہ)۔

(۲۱)۔حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: بعد انبیاء ابوبکر صدیق کا بڑا پرہیزگار ہونا بھی قرآن سے ثابت اور بڑے پرہیزگار کا افضل ہونا بھی قرآن سے ثابت، لہٰذا افضلیتِ صدیق قطعی ہے، اس کا منکر گمراہ ہے (تفسیر نور العرفان صفحہ ۹۸۳)۔

(۲۲)۔حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوقاتِ الٰہی جن و انس و ملائکہ سے افضل صدیق اکبر پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں (دینِ مصطفیٰ صفحہ ۱۶۲)۔

(۲۳)۔حضرت ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے نزدیک افضلیتِ شیخین اور افضلیتِ عثمان کا منکر بدعتی، گمراہ اور یزید بدنصیب کا ساتھی ہے (سرمایہ ملت کا نگہبان صفحہ ۱۵۵)۔

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

اجماعِ امت

(ا)۔تمام صحابہ کا اجماع

(ا)۔سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ مہاجرین وانصار علیہم الرضوان کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں (بخاری: ۳۶۹۷، ابوداؤد: ۴۶۲۷)۔

(ب)۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ: كُنَّا مَعَاشِرُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَ نَحْنُ مُتَوَافِرُوْنَ نَقُوْلُ اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّنَا اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ رواہ ابن عساکر یعنی ہم صحابہ رسول کا گروہ، اور ہم وافر تعداد میں ہوتے تھے، کہا کرتے تھے کہ اس امت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان (مرام الکلام صفحہ ۴۶ از علامہ پرہاروی علیہ الرحمہ)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں اجماع کی ضرورت نہیں ہوتی تھی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا کسی مسئلہ پر متفق ہونا منع تھا۔یہی وجہ ہے کہ علماءِ اہلِ سنت نے اس حدیث میں مذکور اجماع کو تسلیم کیا ہے۔چنانچہ حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كُنَّا نُخَيِّرُ تَصْرِيْحٌ عَلَى الْاِجْمَاعِ یعنی اس حدیث کے الفاظ كُنَّا نُخَيِّرُ میں اجماع پر تصریح موجود ہے (مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔امام اہلِ سنت علیہ الرحمہ نے اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِي الْاِجْمَاعِ کا عنوان قائم کر کے سب سے پہلے اسی حدیثِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کو نقل فرمایا ہے (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۶۷)۔

(ج)۔حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ ہی سے نقل کرتے ہیں:

وَ عَنْهُ قَالَ اِجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ عَلٰى اَنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَ عُثْمَانُ یعنی تمام مہاجرین اور انصار کا اس پر اجماع ہے کہ اس امت میں سب

Islam The World Religion

سے بہتر ابوبکر ہیں اور عمر اور عثمان (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۴)۔

(۲)۔ائمہ اربعہ کا اتفاق

(ا)۔امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم (فقہ اکبر مع شرح صفحہ ۶۱، ۶۲)۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت کی علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ شیخین کو افضل مانا جائے اور ختنین سے محبت کی جائے۔ گویا یہ مسئلہ امام صاحب کے نزدیک قطعی ہے اسی لیے اس کا منکر سنیت کی علامت کھو بیٹھتا ہے۔

حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: فِيْ كَلَامِهٖ دَلَالَةٌ عَلٰى اَنَّ مَنْ فَضَّلَ عَلِيًّا عَلَى الشَّيْخَيْنِ فَهُوَ خَارِجٌ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ یعنی امام صاحب کے کلام میں اس بات پر دلالت موجود ہے کہ جس نے حضرت علی کو شیخین سے افضل کہا وہ اہل سنت سے خارج ہے (الطریقۃ الاحمدیہ فی حقیقۃ القطع بالافضلیۃ صفحہ ۶)۔

(ب)۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خود حدیث لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِيْلًا روایت فرمائی ہے (مؤطا امام محمد صفحہ ۳۹۵)۔

اور فرماتے ہیں: اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: اَوَ فِيْ ذَالِكَ شَكٌّ؟ یعنی سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر اور کیا اس میں کوئی شک ہے؟ (الصواعق المحرقہ صفحہ ۵۷، مرام الکلام صفحہ ۴۶، فتح المغیث ۳/ ۱۲۷)۔ گویا امام مالک افضلیتِ شیخین کو قطعی سمجھتے تھے ہاں البتہ ختنین کے درمیان ایک عرصہ تک سکوت کے قائل رہے مگر بعد میں اس سے بھی رجوع فرمالیا (تدریب الراوی ۲/ ۱۹۷، صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۷، الاستیعاب صفحہ ۵۳۸)۔

اب اگر امام مالک کا کوئی قول سیدۃ النساء علیٰ ابیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کی افضلیت کا ملے تو یقیناً ایسا قول بضعِ رسول ہونے کی وجہ سے جزوی فضیلت پر محمول ہوگا۔

Islam The World Religion

(ج)۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فِی الْخِلَافَةِ وَالتَّفْضِیْلِ نَبْدَأُ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ یعنی خلافت ہو یا افضلیت ہم دونوں صورتوں میں ابوبکر سے شروع کرتے ہیں اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم (الاعتقاد للبیہقی صفحہ ۲۰۳، فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۱۳، مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام صحابہ اور تابعین کا اس پر اجماع بیان فرمایا ہے (الاعتقاد للبیہقی صفحہ ۲۰۳، تکمیل الایمان صفحہ ۵۶)۔اب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار وغیرہ کی روشنی میں ان کے اجماعی عقیدہ کے خلاف کھینچا تانی جائز نہیں۔

(د)۔حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ اس طرح ہے: عَنْ حَامِدِ بْنِ یَحْیٰی الْبَلَخِیِّ قَالَ کَانَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلَ یَذْھَبُ فِی التَّفْضِیْلِ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِیٌّ یعنی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ افضلیت کی ترتیب یوں بتاتے تھے: ابوبکر، عمر، عثمان، علی (السنۃ للخلال: ۶۰۷)۔وقال اسنادہ صحیح

(۳)۔تمام علماء وصوفیاءِ اہلِ سنت کا اجماع

(ا)۔وَ اَجْمَعُوْا عَلٰی تَقْدِیْمِ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ یعنی تمام صوفیاء کا اجماع ہے کہ سب سے مقدم ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی (التعرف لمذہب اہل التصوف لابی بکر محمد بن اسحاق م ۳۸۰ھ، صفحہ ۶۲)۔

(ب)۔امام شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ اَھْلُ السُّنَّةِ اَنَّ اَفْضَلَھُمْ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ یعنی اس پر اہلِ سنت کا اتفاق ہے کہ صحابہ میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر (شرح نووی جلد ۲ صفحہ ۲۷۲)۔

(ج)۔چشتی سلسلہ کے معروف بزرگ حضرت سید میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ اپنی تصوف کی بلند پایہ تصنیف میں فرماتے ہیں کہ:

اس پر بھی اہل سنت کا اجماع ہے کہ نبیوں کے بعد دوسری تمام مخلوق سے بہتر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کے بعد حضرت عمر فاروق، ان کے بعد عثمان ذی النورین اور

Islam The World Religion

ان کے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں (سبع سنابل صفحہ ۷)۔

(د)۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : اَجْمَعَ اَهْلُ السُّنَّةِ اَنَّ اَفْضَلَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ ثُمَّ سَائِرُ الْعَشَرَةِ ثُمَّ بَاقِيْ اَهْلِ الْبَدْرِ ثُمَّ بَاقِيْ اَهْلِ اُحُدٍ ثُمَّ بَاقِيْ اَهْلِ الْبَيْعَةِ ثُمَّ بَاقِي الصَّحَابَةِ. هٰكَذَا حَكَى الْاِجْمَاعَ عَلَيْهِ اَبُوْ مَنْصُوْرٍ الْبَغْدَادِي یعنی اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام لوگوں میں افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر باقی عشرہ مبشرہ، پھر باقی اہل البدر، پھر باقی اہل احد، پھر باقی اہلِ بیعتِ رضوان، پھر باقی صحابہ۔ ابومنصور بغدادی نے بھی اسی ترتیب پر اجماع نقل کیا ہے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۷)۔

علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے نہ صرف افضلیتِ شیخین پر اجماع نقل کیا ہے بلکہ تمام صحابہ میں تفاضل کی ترتیب پر بھی اجماع نقل کیا ہے۔ اب فرمائیے اگر افضلیت خلافت کی ترتیب پر محمول ہے تو پھر عشرہ مبشرہ، بدری، احدی اور دیگر تمام صحابہ علیہم الرضوان کو خلافت کہاں سے فراہم کروگے؟ انصاف باید۔

(ھ)۔ علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ : شیخین کی افضلیت پر پوری امت کا اجماع ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ پوری امت کے پاس اس اجماع کی کیا بنیاد ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ (بنیاد تو قرآن اور بے شمار احادیث میں موجود ہے لیکن) اجماع بذاتِ خود ہر شخص پر حجت ہے۔ خواہ اس کی بنیاد معلوم ہو یا نہ ہو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو گمراہی پر متفق ہونے سے محفوظ رکھا ہے۔ اس موضوع پر قرآن کی آیت بڑی واضح ہے کہ: وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء:115)۔

پھر افضلیت کی اسی ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے انہیں خلافت کا حق دار بھی ٹھہرایا گیا ہے (صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۹)۔

علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمہ کی عبارت سے واضح ہو گیا کہ خلفاءِ ثلاثہ کی افضلیت پہلے سے ثابت تھی اور اسی افضلیت کی ترتیب پر انہیں خلافت ملتی گئی۔

یہی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ والی آیت کی وعید دکھا کر ہم تفضیلیوں پر سوال کرتے ہیں کہ

Islam The World Religion

افضلیتِ شیخین کے عقیدے پر کسی نے جہنم کی وعید نہیں سنائی جبکہ مولا علی رضی اللہ عنہ کو افضل ماننے والوں کو یہ آیت سنا کر جہنم سے ڈرایا جا رہا ہے۔ فرمایئے احتیاط کا تقاضا کیا ہے؟

(و)۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ابوثور از شافعی روایت می کند کہ یکے از صحابہ و تابعین در تفضیل ابوبکر و عمر و تقدیم ایشاں اختلافے نکرد یعنی امام شافعی فرماتے ہیں کہ صحابہ اور تابعین میں سے کسی ایک فرد نے بھی ابوبکر و عمر کی افضلیت اور ان کی تقدیم کا انکار نہیں کیا۔ اگر اختلاف ہے تو صرف اور صرف حضرت علی اور عثمان کے بارے میں ہے (تکمیل الایمان صفحہ ۵۶)۔

امام نووی میگوید کہ افضل اصحاب علی الاطلاق ابو بکر است بعد ازاں عمر باجماع اہل سنت یعنی امام نووی نے افضلیتِ شیخین پر اجماع لکھا ہے (تکمیل الایمان صفحہ ۵۶)۔ ذہبی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ افضلیتِ شیخین کو سیدنا علی کریم رضی اللہ عنہ سے اسی (۸۰) آدمیوں نے روایت کیا ہے۔ اور فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح اور متواتر ہے (تکمیل الایمان صفحہ ۶۲)۔

پھر لکھتے ہیں: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہا میں اسے مفتری کی حد کے طور پر اسی (۸۰) کوڑے ماروں گا (تکمیل الایمان صفحہ ۶۲)۔

پھر لکھتے ہیں: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اتنے خطبات اور فصول ابوبکر و عمر کی مدح و ثنا میں منقول ہیں کہ ان پر اطلاع پانے کے بعد کسی باغی کے پاس بھی دم مارنے کی گنجائش نہیں رہتی۔ اگر علماءِ اہل سنت ابوبکر و عمر کی افضلیت بلکہ قطعیت پر استدلال کرنے کے لیے ان دلائل پر اکتفا کر لیں تو یہ دلائل اس مقصد کے لیے کافی وافی ہیں: اگر علماء اہل سنت و جماعت در افضلیت ابوبکر و عمر بلکہ در قطعیت آں بہماں اکتفا نمایند و استدلال کنند کافی وافی بود (تکمیل الایمان صفحہ ۶۴)۔

گفتہ اند کہ علامات اہل سنت سہ چیز است۔ تفضیل الشیخین و محبۃ الختنین و المسح علی الخفین ابوبکر و عمر را فاضل دانستن و علی و عثمان را محبت داشتن و جواز مسح موزہ را اعتقاد

Islam The World Religion

کردن۔ ایں سہ چیز نشانہ اہل سنت و جماعت است کہ اہل بدعت بداں قائل نیستند۔

اہلِ سنت کی علامت تین چیزیں ہیں افضلیتِ شیخین، محبتِ ختنین اور مسح علی الخفین۔ یہ تین چیزیں اہلِ سنت و جماعت کی پہچان ہیں۔ اہلِ بدعت ان کے قائل نہیں (تکمیل الایمان صفحہ ۷۸ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)۔

آپ نے دیکھ لیا کہ حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ افضلیتِ شیخین پر اجماع کے قائل ہیں، اسے قطعی سمجھتے ہیں، اس کے انکار کو اہل سنت سے خروج سمجھتے ہیں۔

علماءِ کرام علیہم الرحمہ جب شیخین کی بات کرتے ہیں تو ان کی افضلیت پر اجماع اور قطعیت کا قول کرتے ہیں۔ لیکن بعض علماء جب ابو بکر و عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم چاروں کا ذکر اکٹھا کرتے ہیں تو یہاں جمہور اور ظن کا قول کرتے ہیں۔ یہاں ان کا اشارہ سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی کریم رضی اللہ عنہما کے مابین تفاضل کے ظنی ہونے کی طرف ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کی زندہ مثال ہم اسی کتاب تکمیل الایمان کے حوالے سے دیتے ہیں تاکہ ہر لحاظ سے حجت تمام ہو جائے اور حضرت شیخ ہی کی زبانی مسئلہ واضح ہو جائے۔

حضرت شیخ قدس سرہ لکھتے ہیں: بدانکہ جمہور اہل سنت و جماعت بریں ترتیب اند کہ مذکور شد و مروی از امام مالک و غیرے وے توقف است میاں عثمان و علی رضی اللہ عنہما یعنی جان لو کہ جمہور اہل سنت و جماعت اسی ترتیب پر ہیں جو ہم نے بیان کر دی مگر امام مالک وغیرہ سے حضرت عثمان اور حضرت علی کے درمیان توقف اور خاموشی منقول ہے (تکمیل الایمان صفحہ ۵۶)۔

یہ ہے لفظ جمہور بولنے کی اصل وجہ اور اسی کے بارے میں دلائل کسی حد تک متعارض ہیں نہ کہ افضلیتِ شیخین پر جو کہ اجماعی اور قطعی ہے۔ شرح فقہ اکبر میں حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے زبردست تصریح فرمائی ہے کہ:

وَتَفْضِيْلُ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ اَهْلِ السُّنَّةِ، وَهٰذَا التَّرْتِيْبُ بَيْنَ عُثْمَانَ وَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا هُوَ مَا عَلَيْهِ اَكْثَرُ اَهْلِ

السُّنَّةِ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳)۔

(ز)۔حضرت ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :فَهُوَ اَفْضَلُ الْاَوْلِيَآءِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالآخِرِيْنَ وَقَدْ حُكِيَ الْاِجْمَاعُ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَا عِبْرَةَ بِمُخَالَفَةِ الرَّوَافِضِ هُنَالِكَ، وَقَدْ اِسْتَخْلَفَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِي الصَّلٰوةِ فَكَانَ هُوَ الْخَلِيْفَةُ حَقًّا وَصِدْقًا یعنی صدیق اکبر اولین وآخرین تمام اولیاء سے افضل ہیں، اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے، یہاں روافض کی مخالفت کی کوئی اوقات نہیں، آپ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود نماز میں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا جس سے مکمل حق اور صدق کے ساتھ آپ کی خلافت پایہ ثبوت کو پہنچ گئی (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۱)۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی عبارت کئی وجوہ سے تفضیلیوں کے لئے مہلک ہے۔افضلیتِ صدیق پر پوری امت کا اجماع ، افضلیت کا تعلق ولایت سے نہ کہ سیاست سے ، اَفْضَلُ الْاَوْلِيَآءِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالآخِرِيْنَ کے الفاظ جو ایوانِ رافضیت میں زلزلہ برپا کررہے ہیں، ولایت میں افضلیت کا انکار کرنے والوں کو رافضی کہنا ،نماز میں استخلاف کو استحقاقِ خلافت کی دلیل بنانا،خلیفہ کے ساتھ حَقّاً وَصِدْقاً کے الفاظ استعمال کرنا جو سیاست اور ولایت کی تفریق کے پرخچے اڑا رہے ہیں ، یہ سب خوبیاں اس عبارت میں بیک وقت موجود ہیں جَزَاهُ اللهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

(ح)۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ : صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خلیفہ کے انتخاب کے وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں خَيْرُ الْاُمَّةِ ، اَفْضَلُ النَّاسِ، اَحَقُّ بِالْخِلَافَةِ اور اَحَقُّ بِهٰذَا الْاَمْرِ کے الفاظ استعمال فرمائے اور آپ رضی اللہ عنہ کو فقہاءِ صحابہ نے افضلِ امت قرار دیا اور اسی افضلیت کی بنا پر انکو خلافت کا حق دار قرار دیا۔باقی تمام صحابہ نے اس پر سکوت فرمایا اور تسلیم کرلیا اور یوں افضلیتِ صدیق اکبر پر صحابہ کا اجماع منعقد ہوگیا۔یہ ساری بحث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ازالۃ الخفا جلد ا صفحہ ۳۱۱ پر لکھی ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ: ملتِ اسلامیہ میں افضلیتِ شیخین کا مسئلہ قطعی ہے۔اور فرماتے

Islam The World Religion

ہیں کہ: تمام احادیث کا مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ شیخین کی افضلیت کا دارو مدار چار خصلتوں پر ہے۔

اوّل امت میں صدیق اور شہید جیسے بلند ترین رتبے پر فائز ہونا۔ دوم نبی کریم ﷺ کی مدد کرنا، اسلام کو ترویج دینا اور غربت کے دنوں میں اَمَنُّ النَّاسِ عَلَیَّ اَبُوْ بَکْرٍ کا مصداق ٹھہرنا اور اسلام کی عزت جو عمر کا خاصہ ہے۔ سوم ان دو ہستیوں کے ہاتھ سے ان کاموں کا مکمل ہونا جو نبوت کا مطلوب اور مقصود ہوتے ہیں اور آپ ﷺ کا ان دو ہستیوں کے بارے میں مختلف خواب دیکھنا۔ چہارم آخرت میں ان ہستیوں کے درجات کی بلندی اور ان کا جنتی بوڑھوں کا سردار ہونا، بلند ترین محلات میں ٹھہرنا، سب سے پہلے اٹھنا، صدیق کے لیے تجلی خاص، عمر کے لیے معانقۂ حق (ازالۃ الخفاء جلد ا صفحہ ۳۰۲)۔

(ط)۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَعَلَیْہِ اِنْعَقَدَ الْاِجْمَاعُ یعنی اسی پر اجماع منعقد ہو چکا ہے (تفسیر مظہری جلد ۷ صفحہ ۴۲۴)۔

(ی)۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جانا جس نے جانا اور فلاح پائی اگر مانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ حضرت سید المومنین امام المتقین عبداللہ ابنِ عثمان ابی بکر صدیق اکبر و جناب امیر المومنین امام العادلین ابوحفص عمر ابن الخطاب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما و ارضاھما کا جنابِ مولی المومنین امام الواصلین ابوالحسن علی ابنِ ابی طالب مرتضیٰ اسد اللہ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بلکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے افضل و بہترین امت ہونا عقیدۂ اجماعیہ ہے (مطلع القمرین صفحہ ۶۷)۔

یہی امام اہلِ سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وَفِیْھَا رَدٌّ عَلٰی مُفَضِّلَۃِ الزَّمَانِ الْمُدَّعِیْنَ السُّنِّیَّۃَ بِالزُّوْرِ وَالْبُھْتَانِ حَیْثُ اَوَّلُوْا مَسْئَلَۃَ تَرْتِیْبِ الْفَضِیْلَۃِ بِاَنَّ مَعْنَی الْاَوْلَوِیَّۃِ لِلْخِلَافَۃِ الدُّنْیَوِیَّۃِ وَھِیَ لِمَنْ کَانَ اَعْرَفَ بِسِیَاسَۃِ الْمُدُنِ وَتَجْھِیْزِ الْعَسَاکِرِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْاُمُوْرِ الْمُحْتَاجِ اِلَیْھَا فِی السَّلْطَنَۃِ وَھٰذَا قَوْلٌ بَاطِلٌ خَبِیْثٌ مُخَالِفٌ لِاِجْمَاعِ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ بَلِ الْاَفْضَلِیَّۃُ فِیْ کَثْرَۃِ الثَّوَابِ وَقُرْبِ رَبِّ الْاَرْبَابِ وَالْکَرَامَۃِ عِنْدَ اللّٰہِ

تعالیٰ یعنی اس میں تردید ہے آج کل کے تفضیلیوں کی جو سنی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں اور بہتان باندھتے ہیں، ان لوگوں نے فضیلت کی ترتیب میں یہ تاویل چلائی ہے کہ افضلیت سے دنیاوی خلافت مراد ہے، اور ملکی سیاست میں ماہر ہونا، لشکر تیار کرنا اور اس طرح کے معاملات مراد ہیں جن کی حکومت چلانے میں ضرورت پڑتی ہے۔ تفضیلیوں کا یہ قول باطل ہے خبیث ہے، اجماعِ صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے بالکل خلاف ہے۔ بلکہ افضلیت سے مراد کثرتِ ثواب، رب الارباب کا قرب اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کرامت ہے (المستند المعتمد صفحہ ۱۹۷، ۱۹۸)۔

اجماعِ امت کے حوالے سے ہم نے صرف دس عبارات پیش کرنے پر اکتفا کیا ہے ورنہ ابھی مزید عبارات موجود ہیں۔

خلافت ملنے سے پہلے ہی شیخین کا پوری امت سے افضل ہونا صریح احادیث کی روشنی میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اسی افضلیت کی بناء پر ان ہستیوں کو خلافت بھی عطاء ہوئی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ سیدنا فاروق اعظم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کو سَیِّدُنَا وَخَیْرُنَا وَ اَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کہہ کر خلافت کا حقدار ثابت کیا (بخاری: ۳۶۶۸)۔

خود مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ اللہ نے ابوبکر کو ہم سے بہتر جانا اور انہیں ہم پر ولایت دے دی (مستدرکِ حاکم: ۴۷۵۶)۔

غنیۃ الطالبین کے الفاظ کہ معاصرین پر ان کو فضیلت حاصل تھی (صفحہ ۱۸۲)، امام شافعی کا فرمانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگ سخت پریشانی میں تھے اور آسمان کی چھت کے نیچے ابوبکر سے بہتر شخص انہیں میسر نہ آیا تو اپنی گردنیں ان کے حوالے کر دیں فَلَمْ یَجِدُوْا تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ خَیْرًا مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ فَوَلُّوْہُ رِقَابَہُمْ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۴)، صواعقِ محرقہ کے الفاظ کہ افضلیت کی اسی ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے انہیں خلافت کا حقدار بھی ٹھہرایا گیا (صفحہ ۵۹)۔

مرقاۃ کے الفاظ کہ: فَاِذَا ثَبَتَ ھٰذَا فَقَدْ ثَبَتَ اِسْتِحْقَاقُ الْخِلَافَۃِ (جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۴)، ازالۃ الخفاء کے الفاظ کہ: بآں استدلال کردند بر استخلافِ او (جلد ۱ صفحہ ۳۱۱)، مطلع القمرین میں فاضلِ بریلوی کے الفاظ کہ خلافتِ صدیق بر بنائے تفضیل تھی (صفحہ ۶۷)، فتاویٰ مہریہ کے الفاظ کہ نیابتِ نبوی کا مستحق وہی شخص ہوسکتا ہے جس کا جوہر نفس،

Iran The World Religion

انبیاء کے جو ہر نفس کے قریب ہو (صفحہ ۱۴۵)، بہارِ شریعت کے الفاظ کہ ان کی خلافت بترتیبِ افضلیت ہے (جلد ا صفحہ ۳۸)۔

یہ تمام عبارات غور سے پڑھ لیجیے۔ محققین نے انتہا درجہ تک وضاحت کر دی ہے کہ شیخین نہ صرف افضل ہیں بلکہ ان کے خلافت میں مقدم ہونے کی علت بھی افضلیت ہے۔

نیز یہ کہنا کہ کوئی فرق نہیں ان چاروں میں یا یہ کہنا کہ ہم کون ہوتے ہیں ان کا رتبہ متعین کرنے والے، ایسی باتیں محض شاعری تو کہلا سکتی ہیں مگر ان کا تحقیق اور اسلامی عقیدے سے کوئی تعلق نہیں۔ ان ہستیوں کے رتبے ہم نے خود متعین نہیں کیے بلکہ قرآن، سنت اور اجماع سے متعین ہوئے ہیں۔

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تفضیلیوں کے سوالات کے جوابات

تفضیلیوں کا پہلا سوال

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت، فرائض خلافت، اقامتِ دین اور امت کی ذمہ داریوں سے متعلق ہے۔ ائمہ نے جو ترتیب بیان کی ہے وہ خلافتِ ظاہری کی ترتیب پر قائم ہے (القول الوثیق صفحہ ۴۱)۔

جواب: اولاً: سائل کو اتنی سمجھ بھی نہیں کہ خلافت کی ترتیب میں افضلیت نہیں بلکہ اولیت کہنا درست ہے۔ افضلیت کا تعلق روحانی درجات اور ولایت باطنی سے ہی ہوا کرتا ہے نہ کہ خلافت کی ترتیب سے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء وصوفیاء نے مولا علی کو ولایت میں افضل کہنے والوں کو رافضی قرار دیا ہے کما سیاتی بیانہ۔

ثانیاً: نبی کریم ﷺ نے خلفاء راشدین علیہم الرضوان کی خلافت ظاہری سے پہلے سیدنا صدیق اکبر کو مصلائے امامت پر کھڑا کر دیا تھا (بخاری: ۶۷۸)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ میرے بعد ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا (ترمذی: ۳۶۶۲، ابن ماجہ: ۹۷)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ ابوبکر اور عمر جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں (ترمذی: ۳۶۶۶، ۳۶۶۵، ابن ماجہ: ۹۵)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا (بخاری: ۴۶۷، مسلم: ۶۱۷۰)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ مجھ پر تمام لوگوں سے زیادہ احسانات ابوبکر کے ہیں (ترمذی: ۳۶۶۱)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ میری امت میں سے میری امت پر سب سے بڑا رحم دل ابوبکر ہے (ترمذی: ۳۷۹۰)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی خلفاء اربعہ کو تمام نبیوں اور رسولوں کے بعد سب سے افضل قرار دیا تھا (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۴۲)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع تھا کہ اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان رضی اللہ عنہم (بخاری: ۳۶۹۷، ابوداؤد: ۴۶۲۷)۔ خلافت ظاہری سے پہلے

Islam The World Religion

ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا تھا کہ ابوبکر سے بہتر شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا (مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۴۴)۔

ثالثاً: متنِ عقائد نسفی میں ہے کہ: اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ نَبِیِّنَا اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ ثُمَّ عُمَرُ الْفَارُوْقُ ثُمَّ عُثْمَانُ ذُوالنُّوْرَیْنِ ثُمَّ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ خِلَافَتُھُمْ عَلٰی ھٰذَا التَّرْتِیْبِ اَیْضاً یعنی انبیاء کے بعد سب سے افضل ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان ذوالنورین پھر علی المرتضیٰ ہیں۔ اور ان کی خلافت بھی اسی ترتیب سے ہے رضی اللہ عنہم (متن عقائد نسفی صفحہ ۳)۔ اب فرمایئے خلفائے ثلاثہ کی افضلیت خلافت سے پہلے موجود ہے کہ نہیں؟

رابعاً: ائمہ نے بھی جو ترتیب بیان فرمائی ہے وہ خلافت ظاہری کی ترتیب پر نہیں بلکہ کثرتِ ثواب، اَخْشیٰ، اَتْقیٰ، اَکْرَم اور اَعْظَمُ نَفَعاً لِلْمُسْلِمِیْنَ وَالْاِسْلَامِ ہونے کے لحاظ سے ہے۔

علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: لٰکِنَّھُمَا اَکْثَرُ ثَوَاباً وَاَعْظَمُ نَفَعاً لِلْمُسْلِمِیْنَ وَالْاِسْلَامِ وَاَخْشٰی لِلّٰہِ وَاَتْقیٰ مِمَّنْ عَدَا ھُمَا یعنی شیخین اپنے سواء ہر کسی سے ثواب میں آگے ہیں، اسلام اور اہلِ اسلام کو نفع پہنچانے میں آگے ہیں، اللہ کی خشیت میں سب سے آگے ہیں اور تقویٰ میں سب سے آگے ہیں..... اس پر امت کا اجماع ہے کہ اسی ترتیب کے ساتھ افضلیت نے انہیں خلافت کا حق دار بنادیا (صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۹)۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اَلْمُرَادُ بِالْاَفْضَلِیَّۃِ اَکْثَرِیَّۃُ الثَّوَابِ یعنی افضلیت سے مراد کثرتِ ثواب ہے (تکمیل الایمان صفحہ ۴۹)۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: اُرِیْدَ بِالْاَفْضَلِیَّۃِ کَثْرَۃُ الثَّوَابِ یعنی افضلیت سے مراد کثرتِ ثواب ہے (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳)۔

علامہ پرہاروی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: محققین نے وضاحت کی ہے کہ جس فضیلت پر یہاں بحث ہو رہی ہے اس سے مراد کثرتِ ثواب ہے یعنی اچھے اعمال کی جزا۔ یہاں نسبی شرف کی بات نہیں ہو رہی ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے بھی دوسرے انبیاء سے بڑھ جائیں گے۔ یہاں ظاہری عبادت کی کثرت کی بات بھی نہیں ہو رہی اس لیے کہ ثواب عبادتوں کی مقدار کے

Islam The World Religion

مطابق نہیں ملا کرتا۔ آج ہم اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر دیں تو صحابہ کے ایک سیر جو کے برابر بھی نہیں ہوسکتا جیسا کہ حدیث شریف میں اسکی تصریح موجود ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ بھلائی کا دارومدار اخلاص، اللہ کی محبت اور دائمی حضوری پر ہے۔ ان چیزوں کا تعلق اعمال کی ظاہری مقدار سے نہیں بلکہ باطنی اور روحانی مقام سے ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں یہ فرمان موجود ہے کہ ابوبکر تم لوگوں سے نماز روزے کی کثرت کی وجہ سے آگے نہیں نکلا بلکہ اس چیز کی وجہ سے آگے نکلا ہے جو اس کے دل میں سجا دی گئی ہے۔ بڑی واضح سی بات ہے کہ کثرتِ ثواب کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے سواء کوئی نہیں بتا سکتا۔ اور اس میں عقل اور ظاہری مناقب کا کوئی دخل نہیں۔ یہ باتیں اچھی طرح سمجھ لو، ان سے شیعہ کے بے شمار شبہات حل ہوجائیں گے (نبراس صفحہ ۲۹۹)۔

ہم تفضیلیوں سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ علماءِ کرام اس سے بڑھ کر کون سے لفظ کے ساتھ تصریح فرماتے جس سے تمہاری تسلی ہوتی؟ ایک سوال یہ بھی پوچھتے ہیں کہ اگر افضلیت خلافتِ ظاہری کی ترتیب پر محمول ہے تو بتایئے کہ بعض لوگوں نے مولا علی کو حضرت عثمان پر فضیلت کیوں دی؟ اس تکلف کی ضرورت ہی کیا تھی؟ تدبر باید۔

خامساً: خلافت کی ترتیب تو ایک ظاہری تاریخی حقیقت ہے جس کا روافض بھی انکار نہیں کرتے۔ اس اقرار کے باوجود روافض نے مولا علی کو افضل قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے روافض کی مراد ولایت میں افضلیت ہے اور اہلِ سنت نے اسی افضلیت کی تردید کی ہے۔ اَبُوْ بَکْرٍ اَفْضَلُ الْاَوْلِیَآءِ الْمُحَمَّدِیِّیْنَ وَقَالَتِ الشِّیْعَۃُ وَ کَثِیْرٌ مِّنَ الْمُعْتَزِلَۃِ الْاَفْضَلُ بَعْدَ النَّبِیِّ ﷺ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۴۳۸)۔

سادساً: نکتہ فہم احباب غور فرمائیں، اگر افضلیت سے مراد محض خلافت ظاہری میں افضلیت ہوتی اور ولایت باطنی سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوتا تو محض اتنی سی بات کیلیے پوری امت کو ایڑیاں اٹھا اٹھا کر گواہیاں دینے کی کیا پڑی تھی؟ جمعہ کے خطبات میں صدیق اکبر کو خَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءِ کہنے اور اَفْضَلُ الصَّحَابَۃِ بِالتَّحْقِیْقِ کی صدائیں بلند کرنے کی کیا مجبوری تھی اور منکرین کو جہنم کی وعیدیں سنانے کی کیا ضرورت تھی اور دفتروں کے دفتر کالے کرنے کا کیا فائدہ تھا؟

Flair The World Religion

ثامناً: حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کے بَابُ فَضْلِ اَبِیْ بَکْرٍ بَعْدَ النَّبِیِّ ﷺ کے تحت لکھا ہے کہ: اَیْ فِیْ رُتْبَةِ الْفَضْلِ وَ لَیْسَ الْمُرَادُ الْبَعْدِیَّةُ الزَّمَانِیَّةُ فَاِنَّ فَضْلَ اَبِیْ بَکْرٍ کَانَ ثَابِتاً فِیْ حَیَاتِهٖ ﷺ کَمَا دَلَّ عَلَیْهِ حَدِیْثُ الْبَابِ یعنی صدیق اکبر کی افضلیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد زمانے کے لحاظ سے نہیں بلکہ رتبے اور فضیلت کے لحاظ سے ہے۔ حضرت ابوبکر کی افضلیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہی ثابت تھی (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۱۹)۔

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: هٰذَا بَابٌ فِیْ بَیَانِ فَضْلِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ فَضْلِ النَّبِیِّ ﷺ وَ لَیْسَ الْمُرَادُ الْبَعْدِیَّةُ الزَّمَانِیَّةُ لِاَنَّ فَضْلَ اَبِیْ بَکْرٍ کَانَ ثَابِتاً فِیْ حَیَاتِهٖ ﷺ یعنی یہ باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت کے بعد ابو بکر صدیق کی افضلیت کے بیان میں ہے اور اس سے زمانے کے لحاظ سے بعد میں ہونا مراد نہیں ہے اس لیے کہ ابوبکر کی افضلیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہی ثابت تھی (عمدۃ القاری جلد ۱۳ صفحہ ۲۹۲)۔

تفضیلیوں کا دوسرا سوال

ولایتِ باطنی جو مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَّوْلَاهُ کے ذریعے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا ہوئی اس میں وہی یکتا ہیں۔ اسی وجہ سے ولایتِ کبریٰ اور غوثیتِ عظمیٰ کے حامل افراد بھی آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں (السیف الجلی)۔

جواب: اولاً: حدیث مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ میں مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی زبردست فضیلت بیان ہوئی ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا فِیْ زُمْرَتِهٖ وَفِیْ مَنْ وَّالَاهُ۔ اور اس حدیث میں جو تاکیدی اعلان ہوا ہے اس کے پیشِ نظر ہم اس حدیث کو مرتضیٰ کریم رضی اللہ عنہ کے خصائص میں بیان کر چکے ہیں۔ اب بھی جو شخص اہلِ سنت کو اس فضیلت کا منکر قرار دے وہ بلاشبہ بدگمان بلکہ بدنیت انسان ہے۔

مگر اس حدیث کے ذریعے ولایت باطنی کا عطا ہونا سائل کا اپنا مفروضہ ہے۔ حبیب

Islam The World Religion

کریم ﷺ نے ہمیشہ اپنی شانِ کریمی کا یوں مظاہرہ فرمایا ہے کہ جس بھی پیارے کی مخالفت کی گئی آپ ﷺ خطاب کے لیے کھڑے ہو گئے۔

مثلاً: سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی مخالفت ہوئی تو آپ ﷺ منبر پر چڑھ گئے اور فرمایا: أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ قَالُوا أَنْتَ قَالَ فَإِنَّ الْعَبَّاسَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ یعنی اے لوگو! اہل زمین میں اللہ کے ہاں سب سے زیادہ اکرام والا کون ہے؟ سب نے کہا: آپ۔ فرمایا: تو پھر عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے ہوں (مسند احمد: ۲۷۳۴)۔

دوسری مثال پڑھیے! عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا :اِسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ ﷺ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ النَّاسُ فِي إِمَارَتِهِ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ (بخاری: ۴۲۵۰، ۴۴۶۸، ۴۴۶۹، ۶۶۲۷، ترمذی: ۳۸۱۶)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شام کی طرف ایک لشکر بھیجا اور ان پر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر بنا دیا تو لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا، تب رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا:

اگر تم اسکی امارت پر طعن کر رہے ہو تو تم اس سے پہلے اسکے والد کی امارت پر طعن کر چکے ہو اور اللہ کی قسم! بے شک وہ ضرور امارت کے لائق تھا اور بے شک وہ میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھا اور بے شک یہ ان کے بعد مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔

تیسری مثال دیکھیے! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے درمیان معمولی وقتی اختلاف ہوا تو فرمایا :هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُونَ لِي صَاحِبِي هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُونَ لِي صَاحِبِي إِنِّي قُلْتُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ صَدَقْتَ یعنی کیا تم میرے لیے میرے صاحب کو چھوڑتے ہو؟ (پھر مکرر فرمایا) کیا تم میرے لیے میرے صاحب کو چھوڑتے ہو؟ میں نے کہا تھا: اے لوگو! میں تم

Islam The World Religion

سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، تو تم لوگوں نے کہا: تم جھوٹ بولتے ہو اور ابو بکر نے کہا: آپ نے سچ فرمایا (بخاری: ۴۶۴۰، ۳۶۶۱، فضائل الصحابہ: ۲۹۷)۔

ان تمام احادیث کو ساتھ ملا کر حدیث مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ پر دیانت داری سے غور کیجیے تو معلوم ہوگا کہ ان سب احادیث کا شانِ ورود ایک جیسا ہے اور معمولی لفظی فرق کے ساتھ تمام پیاروں کے دفاع میں مفہوماً ایک ہی بات فرمائی جا رہی ہے۔ اور ہر ایک کے لیے خصوصی اعلان اور لفظی فرق وجہِ تخصیص ہے۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ کا شانِ ورود اور صحیح مفہوم

اس حدیث کا شانِ ورود خود حدیث میں ہی بیان ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ یمن کے غزوہ میں مولا علی رضی اللہ عنہ کے کچھ ساتھیوں کو آپ رضی اللہ عنہ سے شکایت ہوئی۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس شکایت کا اظہار کیا۔ اسکے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مَنْ کُنْتُ وَلِیُّہٗ فَعَلِیٌّ وَلِیُّہٗ (مسند احمد: ۲۲۹۲۴)۔ ترمذی میں حدیث ہے کہ شکایت کرنے والوں کی تعداد چار تھی (ترمذی: ۳۷۱۲)۔

یہ صورتِ حال بتا رہی ہے کہ یہاں مولا سے مراد دوست اور محبوب ہے اور اس حدیث کا ولایت باطنی سے کوئی تعلق نہیں۔ اس حدیث کا یہی شانِ ورود حضرت امام شافعی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت ملا علی قاری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور حضرت خواجہ غلام فرید وغیرہم علیہم الرحمہ نے بھی بیان فرمایا ہے (الاعتقاد صفحہ ۲۰۳، اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۸۱، مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۷، تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۳۶۹، مقابیس المجالس صفحہ ۹۱۸)۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حدیثِ موالات کی اگر سند صحیح بھی ہو تو اس میں ولایتِ علی پر نص موجود نہیں۔ ہم نے اپنی کتاب الفضائل میں واضح طور پر لکھ دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصود کیا تھا؟ بات یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو ساتھیوں نے ان کے خلاف کثرت سے شکایت کی، اور بغض کا اظہار کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھ ان کے خصوصی تعلق اور ان سے محبت کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس کے ذریعے

Islam The World Religion

آپ سے محبت اور دوستی رکھنے کی رغبت دلائی اور عداوت ترک کرانا چاہی، لہٰذا فرمایا مَنْ کُنْتُ وَلِیُّہٗ فَعَلِیٌّ وَلِیُّہٗ اور بعض روایات میں ہے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاہُ، اور اس سے مراد اسلامی دوستی اور آپ رضی اللہ عنہ کی محبت ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے سے محبت کریں اور ایک دوسرے سے عداوت نہ رکھیں، یہ حدیث اس معنی میں ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی مجھ سے نبی اُمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے کہ مجھ سے مومن کے سوا محبت کوئی نہ کرے گا اور منافق کے سوا بغض کوئی نہ رکھے گا اَلْمُرَادُ بِہٖ وِلَاءُ الْاِسْلَامِ وَ مَوَدَّتُہٗ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ اَنْ یُّوَالِیَ بَعْضُھُمْ بَعْضاً وَلَا یُعَادِیَ بَعْضُھُمْ بَعْضاً وَھُوَ فِیْ مَعْنٰی مَا ثَبَتَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ الحدیث (الاعتقاد للبیہقی صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳)۔

پوری حدیث دیکھیے، امام شافعی کی شخصیت دیکھیے اور پھر ان کی وضاحت دیکھیے۔ امام شافعی کی سو فیصد تائید اس آیت میں موجود ہے: اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ (التوبہ: ۷۱) یعنی تمام مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے مولا ہیں۔

نیز امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ان الفاظ کو دوبارہ دیکھیے ''حدیثِ موالات کی اگر سند صحیح بھی ہو تو الخ'' گویا امام شافعی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو سرے سے ہی مشکوک بنا ڈالا ہے۔ فرمایئے! کیا فتویٰ ہے آپ کا امام شافعی پر؟

اسی طرح امام قرطبی علیہ الرحمہ نے تین باتیں لکھی ہیں: اولاً یہ حدیث ہی صحیحین کی متفق علیہ حدیث کے خلاف ہے۔ ثانیاً اگر اسے صحیح مان لیا جائے تو اس میں مولا بمعنی دوست ہے۔ ثالثاً اس حدیث کا سببِ ورود وہی حضرت اسامہ کا قول ہے کہ لَسْتَ مَوْلَایَ، یا اس کا سببِ ورود منافقین کا طعن ہے رَدًّا لِقَوْلِھِمْ (تفسیر قرطبی جلد ا صفحہ ۳۰۸)۔ فرمایئے! کیا فتویٰ ہے آپ کا امام قرطبی پر؟

امام جزری فرماتے ہیں: رَدٌّ عَلٰی مَنْ تَکَلَّمَ فِیْہِ (اسنی المطالب صفحہ ۱۵)۔

اب سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ، امام احمد بن حنبل، امام ترمذی، امام شافعی، قرطبی، جزری اور قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہم جیسی ہستیاں جنہوں نے اس حدیث کا پس منظر اور شانِ ورود بیان کیا

Islam The World Religion

ہے انہیں ناصبی کہنا یا اس تحقیق کو ابن تیمیہ کی تحقیق کہنا کسی صاحبِ ایمان کا کام نہیں ہوسکتا۔ مزید دیکھیے!

حضرت امام شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: مَعْنٰی هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ الْعُلَمَآءِ الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُ هٰذَا الشَّأْنِ وَ عَلَيْهِمُ الْاِعْتِمَادُ فِيْ تَحْقِيْقِ هٰذَا وَ نَظَائِرِهٖ: مَنْ كُنْتُ نَاصِرَهٗ وَ مَوَالِيَهٗ وَ مُحِبَّهٗ وَ مُصَافِيَهٖ فَعَلِيٌّ كَذٰلِكَ یعنی جو علماء اس کام کے اہل ہیں اور جن پر اس مسئلے کی تحقیق میں اور اس جیسے دوسرے مسائل کی تحقیق میں اعتماد کیا جاتا ہے، ان کے نزدیک اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ: میں جس کا ناصر ہوں، تعلق والا ہوں، محب ہوں اور دِلی دوست ہوں، تو علی بھی اسی طرح ہیں (فتاویٰ الامام النووی صفحہ ۲۶۱)۔

علامہ محب اللہ طبری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: يَكُوْنُ الْمَوْلٰى بِمَعْنَى الْوَلِيِّ ضِدُّ الْعَدُوِّ یعنی مولیٰ کا معنی دوست ہوتا ہے جو دشمن کی ضد ہے (الریاض النضرہ جلد ا صفحہ ۲۲۷)۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: یعنی ہم نہیں مانتے کہ یہاں مولا بمعنی حاکم اور والی ہو، بلکہ بمعنی محبوب اور ناصر ہے لانسلم کہ مولا دراینجا بمعنی حاکم و والی است بلکہ بمعنی محبوب و ناصر است (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۸۰)۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن والے نے تین صفحات پر اس حدیث کی زبردست وضاحت فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہاں مولا کے معنی سید، سردار، حاکم اور لائقِ امامت کے نہیں بلکہ اسکے معنی ناصر اور محبوب کے ہیں (مقابیس المجالس صفحہ ۹۲۰)۔

شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: اسی طرح یہ بھی ابلہ فریبی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کی دلیل میں خم غدیر کی روایت پیش کی جاتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کے متعلق فرمایا: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَّوْلَاهُ (یعنی جن کا میں دوست ہوں علی بھی ان کے دوست ہیں) ظاہر ہے کہ قرآن کریم میں مولیٰ بمعنی دوست ہے دیکھو آیتِ کریم: فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی اللہ کے محبوب کا دوست اللہ جل شانہ ہے اور جبریل ہیں اور نیک بندے ہیں (مذہبِ شیعہ

Islam The World Religion

صفحہ ۹۰،۹۱)۔

قرآن مجید کی اس آیت میں سیدنا جبریل، تمام مومنین اور تمام فرشتوں کو مولا کہا گیا ہے، لہٰذا مولا جبریل علیہ السلام، مولا ابوبکر، مولا عمر، مولا عثمان، مولا علی، مولا زید، مولا حسن، مولا حسین رضی اللہ عنہم کہنا اور تمام علماء کو مولانا کہنا سب جائز ہے۔

اس مقام پر حضرت سعید بن جبیر، حضرت عکرمہ، حضرت ضحاک اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہم کا قول بھی ملاحظہ کیجیے کہ اس آیت میں صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ سے مراد ابوبکر و عمر ہیں رضی اللہ عنہما (فضائل صحابہ: ۹۸، ۱۶۱، مستدرکِ حاکم: ۴۴۸۹) اسنادہ حسن۔

اَلَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ کی تفسیر میں امام باقر رضی اللہ عنہ کا فرمان مولا علی کے بارے میں موجود ہے کہ عَلِيٌّ مِنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا یعنی مولا علی بھی مومنین میں شامل ہیں (تفسیر ابنِ جریر جلد ۱۴ الجزء السادس صفحہ ۳۵۶، بغوی جلد ۲ صفحہ ۴۷، ابنِ کثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)۔

حدیث پاک میں تمام صحابہ کرام کے بارے میں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ یعنی جس نے ان سے محبت رکھی پس اس نے میری محبت کی وجہ سے ان کو محبوب جانا اور جس نے ان سے بغض رکھا میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔

خود اسی حدیث میں اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ سے ولایت کا مفہوم متعین ہو رہا ہے، یعنی اے اللہ جو علی کو مولا بنائے تو اسے اپنا مولا بنا اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اسے اپنا دشمن بنا۔ یہاں مولا کا لفظ دشمن کے مقابلے پر استعمال ہوا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں مولا بمعنی محبوب اور دوست ہے نہ کہ مولا بمعنی آقا۔

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: مَعْنَاهُ مَحْبُوْبُ مَنْ اَنَا مَحْبُوْبُهٗ، وَيَدُلُّ عَلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى قَوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ اَيْ اَحِبَّ مَنْ اَحَبَّهٗ بِقَرِيْنَةِ اَللّٰهُمَّ عَادِ مَنْ عَادَاهُ یعنی اس حدیث کا معنی ہے: جس کا میں محبوب ہوں اس کا علی بھی محبوب ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ کا معنی ہے اے اللہ تو اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے، مولا کا لفظ دشمنی کے مقابلے پر فرمایا گیا ہے اور یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ یہاں

Islam The World Religion

مولا بمعنی محبوب ہے (حاشیہ سندھی بر ابن ماجہ جلد ا صفحہ ۱۰۳)۔

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر متعدد روایات میں ہے کہ : اَللّٰھُمَّ اَحِبَّ مَنْ اَحَبَّهٗ وَاَبْغِضْ مَنْ اَبْغَضَهٗ یعنی اے اللہ جو علی سے محبت رکھے تو اس سے محبت رکھ اور جو اس سے بغض رکھے تو اس سے بغض رکھ۔ اور بعض روایات میں ہے کہ: وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهٗ یعنی اے اللہ جو اسے رسواء کرنے کی کوشش کرے تو اسے رسواء کر۔ اور بعض روایات میں ہے کہ : وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهٗ یعنی جو اس کی مدد کرے تو اس کی مدد کر۔ اس طرح کے الفاظ میں تفسیر کی انتہا کر دی گئی ہے۔

اگر مولا بمعنی آقا لیا جائے تو حضور کریم ﷺ تو انبیاء علیہم السلام کے بھی آقا ہیں، تو کیا سیدنا علی کریم تمام انبیاء کے بھی آقا ہوں گے؟ بتایئے آپ کے عقائد سے قدم قدم پر غالی رافضیت لازم آتی ہے کہ نہیں؟

مسندِ احمد میں یہی حدیث ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے: مَنْ كُنْتُ وَلِيُّهٗ فَعَلِيٌّ وَلِيُّهٗ یعنی جس کا میں ولی ہوں اس کا علی بھی ولی ہے (مسند احمد: ۲۲۹۲۴، ۲۲۹۵۲)۔ اسنادہ صحیح

گویا حدیث کے دوسرے الفاظ نے مولا کا مفہوم خود متعین کر دیا کہ مولا بمعنی ولی ہے۔ اور ولی دوست کو ہی کہتے ہیں نہ کہ آقا کو۔

حدیثِ پاک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِيْ اَبَا هُرَيْرَةَ وَاُمَّهٗ اِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَبِّبْ اِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی اے اللہ اپنے اس بندے ابو ہریرہ اور اسکی ماں کو تمام مومنوں کا محبوب بنا دے اور مومنوں کو انکا محبوب بنا دے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فَمَا خُلِقَ مُؤْمِنٌ يَسْمَعُ بِيْ وَلَا يَرَانِيْ اِلَّا اَحَبَّنِيْ یعنی کوئی ایسا مومن پیدا نہیں ہوگا جو میرے بارے میں سنے اور مجھ سے محبت نہ کرے خواہ اس نے مجھے دیکھا نہ ہو (مسلم: ۶۳۹۶)۔

حبیبِ کریم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اَنْتَ اَخُوْنَا وَ مَوْلَانَا یعنی تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے مولا ہو (بخاری: ۲۶۹۹)۔ اب کہا کرو: مولا زید رضی اللہ عنہ

اس بحث سے ہماری مراد صرف یہ ہے کہ سوال میں پیش کی گئی حدیث میں مولا بمعنی آقا، مولا بمعنی ولی باطنی یا مولا بمعنی خلیفہ بلافصل نہیں بلکہ اس سے مراد دوست اور محبوب ہے۔ ہاں

Islam the World Religion

مگر اس حدیث شریف میں مولا علی رضی اللہ عنہ کے لیے ہاتھ پکڑ کر تا کیدی حکم فرمانے کا خاص پہلو مولا علی رضی اللہ عنہ کے خصائص میں سے ہے، اور ہم اسے ضربِ حیدری کے پہلے ایڈیشن سے لے کر آج تک ہر ایڈیشن میں پہلے صفحے پر ہی خصائص سیدنا علی رضی اللہ عنہ میں بیان کرتے آ رہے ہیں، بلکہ تفضیلیوں کے دوسرے سوال کے جواب میں بھی ہماری طرف سے اس بات کا اعلان ہر ایڈیشن میں موجود ہے۔ نیز اس حدیث میں بعض لوگوں کی شکایت کا ازالہ کرنے کے ساتھ ساتھ سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا قیامت تک آنے والی امت کے لیے لزوم بھی ثابت ہو رہا ہے۔ کیا بدگمان ٹولا دیکھتا نہیں کہ ہم اس کتاب میں بار بار مولا علی مولا علی لکھ رہے ہیں؟

ثانیاً: مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولایتِ باطنی اور اسکی رفعتوں میں کوئی شک نہیں۔ مگر خلفاءِ ثلاثہ میں ولایتِ باطنی مولا علی کی نسبت رفیع تر ہے۔ اور اس میں خلفائے ثلاثہ کی یکتائی بھی شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

جس ہستی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حکومت سنبھال کر مشکل ترین وقت میں سب سے زیادہ جرات کا مظاہرہ کیا وہ امت کا مشکل کشا کیوں نہیں؟ مسلمان پہلے پہل چھپ کر نمازیں پڑھتے تھے، مگر جس ہستی کے مسلمان ہونے کے بعد سرِ عام نمازیں پڑھی جانے لگیں، وہ مسلمانوں کا مشکل کشا کیوں نہیں؟ اور جس ہستی نے جیش العسرۃ میں 300 اونٹ اور بے شمار دولت پیش کر کے عسرت کو دور کیا وہ امت کا مشکل کشا اور عُسرت کشا کیوں نہیں؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِيْلاً الحدیث یعنی اگر میں کسی کو تنہائی کا دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ اس میں صدیق اکبر ہی یکتا ہیں اور صدیق کی یہ یکتائی آپکو نظر کیوں نہیں آئی۔

صدیق کا لقب آسمانوں سے عطا کیے جانے میں صدیق ہی یکتا ہیں اور صدیقیت ولایتِ باطنی کا اعلیٰ ترین رتبہ ہے۔ صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہیں آئی۔

قرآن فرماتا ہے: ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اس میں صدیق اکبر ہی یکتا ہیں۔ جب قرآن نے ہی صدیق کو نبی کا ثانی کہہ دیا تو صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہیں آئی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: نبیوں کے بعد ابوبکر سے بہتر شخص سورج نے نہیں

Learn the World Religion

دیکھا۔اس میں صدیق اکبر ہی یکتا ہیں اور صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہیں آئی؟

نبی کریم ﷺ نے انہیں خود مصلّائے امامت پر کھڑا کیا اور اگر کسی دوسرے کی تجویز دی گئی تو آپ ﷺ نے لا ، لا ، لا فرما کر انکار کر دیا (ابوداؤد :۴۶۶۱) اور یَابَی اللّٰہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ کی تصریح فرمادی یعنی ابوبکر کے سواء کسی کو امام ماننے سے اللہ اور اس کے فرشتے انکار کر رہے ہیں (مسلم :۶۱۸۱)۔اس میں صدیق اکبر ہی یکتا ہیں۔صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہ آئی؟

اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْ بَکْرٍ یعنی میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابوبکر ہے۔اس میں محبوب کریم ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کا عکس اپنی مکمل آب و تاب کے ساتھ جلوہ فگن ہے اس میں صدیق اکبر ہی یکتا ہیں۔صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہ آئی؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر تمام لوگوں سے زیادہ احسانات ابوبکر کے ہیں۔وہی ہیں ''امن الناس برمولائے ما'' اس میں وہی یکتا ہیں۔صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہ آئی؟

علماء کا یہ لکھنا کہ صدیق اکبر تو سرکار کے اعلانِ نبوت سے پہلے شام کے تجارتی سفر کے دوران ہی ایمان لے آئے تھے۔اس وقت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت بھی نہیں ہوئی تھی وَذَالِکَ کُلُّہٗ قَبْلَ اَنْ یُّوْلَدَ عَلِیٌّ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۰)۔اس میں صدیق اکبر ہی یکتا ہیں۔صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہ آئی؟

اور آخر میں یہ بھی فرمایئے کہ مستدرک میں امام حاکم علیہ الرحمہ نے حدیث نقل فرمائی ہے کہ ابوبکر، حضور ﷺ کے وزیر تھے۔آپ ان سے ہر معاملے میں مشورہ لیتے تھے۔آپ اسلام میں ان کے ثانی تھے۔غار میں ان کے ثانی تھے، بدر کے دن عریش میں ان کے ثانی تھے، قبر میں ان کے ثانی ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان سے آگے کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔اصل الفاظ یہ ہیں:

کَانَ اَبُوْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَکَانَ الْوَزِیْرِ ، فَکَانَ یُشَاوِرُہٗ فِیْ جَمِیْعِ اُمُوْرِہٖ ، وَکَانَ ثَانِیَہٗ فِی الْاِسْلَامِ ، وَکَانَ ثَانِیَہٗ فِی الْغَارِ ، وَکَانَ ثَانِیَہٗ فِی الْعَرِیْشِ یَوْمَ بَدْرٍ ، وَکَانَ ثَانِیَہٗ فِی الْقَبْرِ ، وَلَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَدِّمُ عَلَیْہِ اَحَداً (مستدرک حاکم :

۴۴۶۳)۔صدیق کی یہ تمام یکتائیاں آپ کونظر کیوں نہ آئیں؟

اس پر پوری امت کا اجماع ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام اولین و آخرین میں سے ولایت میں سب سے افضل ہیں فَهُوَ اَفْضَلُ اَوْلِيَآءِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ وَقَدْ حُكِيَ الْاِجْمَاعُ عَلٰى ذَالِكَ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۱)۔

عین ممکن ہے کسی کی رگِ رافضیت پھڑک اٹھے اور ہم پر مولا علی کے خصائص کے انکار کا الزام لگا دے۔ بدگمانی اور جان بوجھ کر الزام تراشی ان لوگوں کی عادت ہے۔لہٰذا ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کے خصائص میں آلِ رسول ﷺ کا جدِّ امجد ہونا، اقضٰی الصحابہ ہونا، مولائے جمیع مومنین ہونے کا خصوصی اعلان، خیبر کے دن جھنڈا عطا ہونا، مسجد شریف میں سے جنابت کی حالت میں گزرنے کی اجازت کا ہونا، لَا يُؤَدِّيْ عَنِّيْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِيٌّ کا اعزاز ، اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى وغیرہ شامل ہیں۔ چنانچہ ہم آپکے خصائص کی تفصیل پہلے صفحہ پر بیان کر چکے ہیں۔ یہ باتیں آپ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا عظیم ثبوت ہیں مگر افضلیت کا ثبوت نہیں۔

لیکن آپ رضی اللہ عنہ کے بے شمار فضائل ایسے بھی ہیں جنہیں روافض نے آپ رضی اللہ عنہ کے خصائص بنا کر مشہور کر دیا ہے اور ہمارے بھولے سنی بھی تحقیق کیے بغیر سر مارتے چلے جاتے ہیں۔

مثلاً مشہور کر دیا گیا ہے کہ صرف آپ رضی اللہ عنہ ہی مولودِ کعبہ ہیں۔ حالانکہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا کعبہ شریف میں پیدا ہونا بے شمار کتب میں مذکور ہے مثلاً (صحیح مسلم : ۳۸۵۹،مستدرکِ حاکم :۶۱۴۶،احادیث یحتج بہا الشیعۃ صفحہ ۱۲۲،تہذیب الاسماء للنووی صفحہ ۲۳۴،تدریب الراوی جلد ۲ صفحہ ۳۱۳،معرفۃ الصحابہ لابی نعیم جلد ۲ صفحہ ۷۰۱ ، اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۴۳، الاستیعاب صفحہ ۲۰۱، الاعلام جلد ۲ صفحہ ۲۶۹، سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحہ ۴۶، نصب الرایہ جلد ۴ صفحہ ۲، الاکمال فی اسمآء الرجال لصاحب المشکوٰۃ صفحہ ۵۹۱، کتاب المحبّر صفحہ ۱۷۶، الاصابہ فی تمییز الصحابہ لابن حجر صفحہ ۳۹۷، تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۱۸۲، ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۲۵۱، فیض القدیر ۲ / ۳۷)۔

Islam The World Religion

ہم نے صرف حوالوں پر اکتفا کیا ہے اور اپنی طرف سے کوئی تبصرہ نہیں لکھا۔ جاؤ آسمانِ علم وفقر کے ان درخشندہ ستاروں پر جا کر فتویٰ بازی کرو جن کی مثال کبھی نہ لاسکو گے۔

اسی طرح سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان علم کے دروازے ہیں۔ابواب العلم پر مفصل بحث تفضیلیوں کے سوال نمبر ۵ کے جواب میں آ رہی ہے۔

اسی طرح یہ بھی مشہور کر دیا گیا ہے کہ صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔ یہ بات اپنی جگہ پر حق ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء، صحابہ اور تابعین بلکہ تمام اولیاء کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔اس شخص کو آگ نہیں چھو سکتی جس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہو یا جس نے کسی بھی صحابی کو دیکھا ہو (ترمذی حدیث: ۳۸۵۸ اَلْحَدِیْثُ حَسَنٌ)۔ پھر مولا علی رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھنا عبادت کیوں نہ ہوگا؟ لیکن یہ آپ کا خاصہ نہیں۔ثانیاً حضور کریم ﷺ صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھتے تھے اور مسکراتے تھے اور وہ دونوں حضور ﷺ کو دیکھ کر مسکراتے تھے (ترمذی: ۳۶۶۸)۔ کعبہ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔قرآن شریف کو صحیفے میں دیکھ کر پڑھنا ہزار گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے (شعب الایمان للبیہقی: ۲۲۱۸، مشکوٰۃ: ۲۱۶۷)۔ ماں باپ کی طرف رحمت کی نظر سے صرف ایک مرتبہ دیکھنے سے مقبول حج کا ثواب ملتا ہے (مشکوٰۃ: ۴۹۴۴، اَلْحَدِیْثُ ضَعِیْفٌ)۔اور اللہ کے ولی کی نشانی ہی یہ ہے کہ جب اسے دیکھا جائے تو اللہ یاد آ جائے (ابن ماجہ: ۴۱۱۹)۔لہٰذا اس میں مولا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت موجود ہے مگر یہ آپ کا خاصہ نہیں۔ان تمام احادیث میں وجہ اشتراک محض عبادت ہے ورنہ مقامات اور مراتب کا فرق اپنی جگہ مسلم ہے۔

یہ بھی مشہور کر دیا گیا ہے کہ صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ذکر عبادت ہے حالانکہ حضور ﷺ نے جس طرح اپنی نعت سنانے کا حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا اسی طرح ایک دن پوچھا: قُلْتَ فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ شَیْئًا کیا تم نے ابوبکر کی منقبت لکھی ہے۔انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا: سناؤ میں سننا چاہتا ہوں (قُلْ حَتّٰی اَسْمَعَ)۔انہوں نے وہ منقبت سنائی (مستدرکِ حاکم: ۴۴۶۸، ۴۵۱۸)۔ یہ صدیق اکبر کا خاصہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی منقبت کی فرمائش کی۔

مستدرک میں سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک زبردست قول موجود ہے کہ: اِذَا

ذُكِرَ الصَّالِحُوْنَ فَحَيَّهَلَا بِعُمَرَ یعنی جب صالحین کا ذکر ہوتو عمر کی بات ضرور کرو (مستدرکِ حاکم ۴۵۷۸:)۔خود مولاعلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :اِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُوْنَ فَحَيَّهَلَا بِعُمَرَ (طبرانی اوسط :۵۵۴۹، تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۴) بلکہ تمام صالحین کے بارے میں فرمایا کہ: ذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةٌ یعنی صالحین کا تذکرہ گناہوں کا کفارہ ہے (الجامع الصغیر :۴۳۳۱)۔لہٰذا اس حدیث میں بھی مولاعلی رضی اللہ عنہ کی فضیلت موجود ہے مگر یہ آپ رضی اللہ عنہ کا خاصہ نہیں۔

دامادِرسول ہونا بھی آپ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے اور بچہ بچہ جانتا ہے کہ یہ آپ رضی اللہ عنہ کا خاصہ نہیں بلکہ مولاعثمانِ غنی رضی اللہ عنہ اس پوری کائنات میں واحد ایسی شخصیت ہیں جنہیں کسی نبی کی دوشہزادیوں کا شوہر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ہاں اس میں ایک پہلو سیدۃ النساءعلیٰ ابیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کی جہت سے خاصیت کا موجود ہے۔اس میں کوئی شک نہیں اور اسے ہم آپ رضی اللہ عنہ کے خصائص میں بیان کر چکے ہیں۔

اسی طرح عَلِيٌّ مِّنِّيْ وَ اَنَا مِنْ عَلِيٍّ کو بھی مولاعلی رضی اللہ عنہ کا خاصہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے حالانکہ یہی الفاظ مولاحسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی موجود ہیں (ترمذی: ۳۷۷۵)۔یہی الفاظ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی موجود ہیں اور کتاب وہی ترمذی ہے (ترمذی:۳۷۵۹، مشکوٰۃ:۶۱۵۷)۔یہی الفاظ پورے قبیلہ اشعری کے بارے میں بھی موجود ہیں اَلْاَشْعَرِيُّوْنَ هُمْ مِنِّيْ وَ اَنَا مِنْهُمْ (بخاری:۲۴۸۶، مسلم:۶۴۰۸)۔یہی الفاظ حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی موجود ہیں کہ: جُلَيْبِيْبٌ مِّنِّيْ وَ اَنَا مِنْ جُلَيْبِيْبٍ، جُلَيْبِيْبٌ مِّنِّيْ وَ اَنَا مِنْ جُلَيْبِيْبٍ (مسلم:۶۳۵۸)۔

بلکہ اہلِ علم کی توجہ کے لیے عرض ہے کہ: هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ میں مِنْهُمْ کے لفظ پر غور فرمائیں اور اسکے برعکس اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعاً لَّسْتَ مِنْهُمْ پر بھی غور فرمائیں۔بعض احادیث مثلاً مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّيْ جیسے الفاظ پر غور فرمالیجیے انشاءاللہ العزیز سینہ کھل جائے گا۔تاہم اس میں بھی مولاعلی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ضرور موجود ہے مگر یہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کا خاصہ نہیں اور نہ ہی افضلیت کا ثبوت ہے۔

اسی طرح کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی قرار دیا تھا۔

Islam The World Religion

یہ آپ کا خاصہ ہے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا صدیق اکبر کو بھی اپنا بھائی قرار دیا ہے وَلٰكِنْ اَخِیْ وَصَاحِبِی (بخاری:۳۶۵۶، مسلم:۶۱۷۲)۔

مولا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اَشْرِكْنَا يَا اَخِیْ فِیْ دُعَائِكَ یعنی اے میرے بھائی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا (ابوداؤد:۱۴۹۸، ترمذی:۱۹۸۰، مشکوٰۃ:۲۲۴۸)۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اَنْتَ اَخُوْنَا وَ مَوْلَانَا یعنی تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے مولا ہو (بخاری:۲۶۹۹)۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت عمر فاروق کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی قرار دیا (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۳۱۸)۔ لہٰذا یہ بھی مولا علی رضی اللہ عنہ کا مطلق خاصہ نہیں۔ ہاں مواخاتِ مدینہ کی خصوصی جہت میں مولا علی رضی اللہ عنہ ہی کو اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہونے کا شرف و اعزاز حاصل ہے۔ مواخات کا یہ مخصوص گوشہ چچازاد بھائی ہونے کے سبب اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاشانۂ اقدس میں پرورش پانے کے سبب اور دیگر فضائل کی وجہ سے ہے نہ کہ افضلیت کی وجہ سے۔ اس جہت کو ہم ضربِ حیدری کے شروع میں مولا علی رضی اللہ عنہ کے خصائص میں بیان کر چکے ہیں، مگر یہ آپ کی افضلیت کا ثبوت نہیں اور واضح رہے کہ اس وقت بحث افضلیت پر ہو رہی ہے۔

اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مولا علی کا بغض منافقت کی نشانی ہے اور آپ کی محبت ایمان کی نشانی ہے۔ یہ بات بالکل حق ہے مگر یہ آپ رضی اللہ عنہ کا خاصہ نہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ: اٰيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ انصار کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور انصار کا بغض منافقت کی نشانی ہے (بخاری:۱۷، ۳۷۸۴، مسلم:۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، نسائی:۵۰۱۹)۔ اسی طرح تمام کے تمام صحابہ علیہم الرضوان کے بارے میں فرمایا کہ: مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ یعنی جس نے ان سے محبت رکھی اس کے دل میں میری محبت تھی اس لیے ان سے محبت رکھی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس کے دل میں میرا بغض تھا اس لیے ان سے بغض رکھا (ترمذی:۳۸۶۲، مسندِ احمد:۱۶۸۰۸)۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وَ مِثْلُ هٰذَا قَوْلُهٗ ﷺ فِی الْحَدِيْثِ الْاٰخَرِ

فِي الصَّحَابَةِ : فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ ، وَ بِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ یعنی اسکی مثال دوسری حدیث میں ہے جو تمام صحابہ کے بارے میں فرمائی گئی ہے کہ: جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے کی ، اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے رکھا (اکمال المعلم شرح صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۲۳۳)۔

حبیب کریم ﷺ نے فرمایا: حُبُّ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ اِيْمَانٌ وَ بُغْضُهُمَا كُفْرٌ یعنی ابوبکر اور عمر کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض کفر ہے۔ یہ حدیث مختلف اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے (فضائل الصحابہ: ۵۹۷، ۶۴۵، ۶۸۸)۔ لہٰذا یہ حدیث حسن لغیرہ ثابت ہوگئی۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: فَاِذَا كَانَ هٰذَا قَالَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ حَقِّ عَلِيٍّ ، فَالصِّدِّيْقُ بِالْاَوْلٰى وَالْاَحْرٰى ، لِاَنَّهُ اَفْضَلُ الْخَلْقِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ یعنی جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں نبی پاک کا یہ فرمان موجود ہے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس سے بھی زیادہ اور بڑھ کر اس چیز کے حقدار ہیں ، اس لیے کہ آپ نبی کریم ﷺ کے بعد مخلوق میں سب سے افضل ہیں (کتاب الکبائر صفحہ ۹۳)۔

منافقین کی چار اہم اقسام ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے جو خود نبی کریم ﷺ سے بغض رکھتے تھے جیسے عبداللہ ابن اُبی۔ دوسری قسم وہ ہے جو سیدنا ابوبکر و عمر، انصار اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کے ساتھ بغض رکھتے ہوں جیسے روافض۔ تیسری قسم وہ ہے جو سیدنا علی کریم اور اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتے ہوں جیسے خوارج۔ چوتھی قسم وہ ہے جو امانت دیے جائیں تو خیانت کریں، جب بات کریں تو جھوٹ بولیں، جب وعدہ کریں تو اس کی خلاف ورزی کریں اور جب جھگڑا کریں تو گالیاں دیں۔ یہ ساری اقسام اور ان کی یہی نشانیاں مختلف صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

جو کلمہ گو شخص نبی کریم ﷺ سے بغض رکھے وہ سب سے پہلا ، سب سے بڑا اور قرآنی منافق ہے۔ جو شخص شیخین کریمین رضی اللہ عنہما سے بغض رکھے وہ رافضی ہے۔ اور جو شخص سیدنا علی کریم رضی اللہ عنہ سے بغض رکھے وہ خارجی ہے۔ جو شخص چوتھی قسم کی منافقت کرے وہ معاشرے کا ناسور ہے۔ اور جو شخص تمام احادیث پر نظر رکھتے ہوئے ان تمام کاموں کو منافقت

Islam The World Religion

قرار دے وہ سنی اور شریف انسان ہے۔ اور جو منافقین کی ان اقسام کو نہیں سمجھتا وہ جاہل ہے۔

اسی طرح کی احادیث کو پس پشت ڈال کر خوارج والی منافقت کے سواء باقی ہر طرح کی منافقت کو روا کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ جس طرح خروج منافقت ہے اسی طرح رافضیت بھی منافقت ہے اور جمیع صحابہ و اہل بیت کی محبت صحیح ایمان ہے۔

ہم نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات لکھ رہے ہیں کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کے جو فضائل اہل سنت کی کتب میں درج ہیں، انہیں روافض و تفضیلیوں نے متفق علیہ بنا ڈالا۔ اور باقی صحابہ کے فضائل خواہ کتنی کثرت سے اور کتنی ہی قوت سے کتبِ اہل سنت میں موجود ہوں اور صرف فضیلت پر ہی نہیں بلکہ افضلیت پر دلالت کر رہے ہوں، انہیں پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ یہ لوگ مولا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو افضلیت بنا ڈالتے ہیں اور جب ہم افضلیت کی نفی کرتے ہیں تو اسے فضیلت کی نفی پر محمول کر کے فتویٰ بازی کرتے ہیں۔ ان کا یہ فریب خوب سمجھ لو۔

دوسری طرف یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ جہاں بغضِ علی منافقت ہے وہاں حد سے زیادہ حبِ علی بھی سراپا بے ایمانی، ہلاکت اور تباہی ہے۔ اور ان عاشقوں سے مولا علی رضی اللہ عنہ خود بیزار ہیں۔ اس موضوع پر مولا علی کے ارشادات پہلے گزر چکے ہیں۔

ان نام نہاد عاشقوں کے ہاں محبت اور بغض کا معیار بھی عجیب ہے۔ ایک عاشق کہتا ہے کہ جو شخص علی کے ذکر کے ساتھ دوسرے صحابہ کی بات چھیڑ دے اس کے دل میں علی کا بغض ہے۔ اگر آپ نے اس ظالم کی بات مان لی اور دیگر صحابہ کا ذکرِ خیر کرنا چھوڑ دیا تو دوسرا عاشق بولے گا کہ جو شخص مولا علی کو ولایت میں اور علم میں خلفاء ثلاثہ سے افضل نہیں مانتا اسکے دل میں علی کا بغض ہے۔ اگر آپ نے اس ظالم کی بات بھی مان لی تو تیسرا عاشق بولے گا کہ جو شخص کھل کر مولا علی کو خلفاء ثلاثہ سے افضل نہیں مانتا اس کے دل میں علی کا بغض ہے۔ اگر آپ نے اس ظالم کی بات بھی مان لی تو چوتھا عاشق بولے گا کہ جو شخص خلفاء ثلاثہ پر تبرا نہیں بولتا اس کے دل میں علی کا بغض ہے۔ اگر آپ نے اس ظالم کی بات بھی مان لی تو اب بھی آپ کچے پکے عاشق ہیں اصل عاشق وہ ہے جو علی کو نفسِ خدا، نفسِ رسول، جبریل کا استاد، وحی کا صحیح حقدار، تمام انبیاء سے افضل اور صحیح معنی میں حجۃ اللہ علی الخلق، اصلی قرآن کا جامع اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشکل کشا مانے اور تقیے کی باریکیوں کو سمجھ لے۔

Islam The World Religion

ہمارے مذکورہ بالا الفاظ قابلِ غور اور معنی خیز ہیں۔ ہر کس و ناکس ان کے پسِ منظر میں پوشیدہ رافضی عقائد کو نہیں سمجھ سکتا اور جس شخص کا مطالعہ نہیں ہے وہ پاٹے خان نہ بنے اور اس پر قیاس آرائی اور طبع آزمائی نہ فرمائے۔ ہم وثوق کے ساتھ یہ بات عرض کر رہے ہیں کہ جو شخص رافضی مذہب کے بارے میں نرم گوشہ رکھتا ہے وہ خود رافضی ہے یا پھر اس نے اس مذہب کا مطالعہ ہی نہیں کیا۔

اب فرمایئے کہ! ہم کہاں تک بغضِ علی کے الزام سے بچنے کے لیے روافض کو راضی کرتے رہیں گے؟ اسی الزام سے بچنے کے لیے ناسمجھ اور غیر محقق سنیوں نے رافضی مذہب کو خود اپنے ہاتھ سے فروغ دیا ہے۔ یہ ان کی فرمائشیں پوری کرتے رہے اور ان کے مطالبات امریکہ کی طرح بڑھتے چلے گئے۔ اس موقع پر قرآن کی آیت یاد کیجیے: وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصَارٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ (البقرۃ:۱۲۰)۔

لہٰذا اہلِ سنت سے درخواست ہے کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں اپنا ضمیر مطمئن رکھیں۔ آپ کے دل میں مولا علی رضی اللہ عنہ کا بغض نہیں ہونا چاہیے بلکہ سچی محبت ہونی چاہیے بس۔ لوگ آپ کو محبِ علی مانیں یا نہ مانیں۔ ان لوگوں کو راضی کرنا آپکے بس میں نہیں ہے۔ ان کے مطالبات کی فہرست طویل بھی ہے اور خطرناک بھی۔ جان بوجھ کر بدگمانی کرنا ان کی عادت ہے۔

خوارج کے ہاں انبیاء، اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی توحید ہے اور روافض کے ہاں صحابہ کرام پر تبرا بھیجنا حبِ علی (رضی اللہ عنہ) ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

تفضیلی رافضی اچھی طرح سمجھ لیں کہ آج تمہیں اس قوم نے للکارا ہے جو خود نعرۂ حیدری لگاتی ہے اور خلفاءِ ثلاثہ کی طرح مولا علی کو بھی مشکل کشا مانتی ہے۔ لہٰذا اب تمہارے لیے ہر فراڈ، ہر الزام تراشی، ہر بدگمانی اور ہر چکر بازی کا دروازہ بند ہے۔

صوفیاء کا فیصلہ

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر تم تحقیق کے ساتھ کسی صوفی کا نام جاننا چاہتے ہو تو وہ ابوبکر صدیق ہے۔

Islam The World Religion

اِنَّ الصَّفَا صَفَا الصِّدِّیْقِ
اِنْ اَرَدْتَ صُوْفِیًا عَلَی التَّحْقِیْقِ
(کشف المحجوب صفحہ ۳۲)

اب بتایئے داتا صاحب قدس سرہ نے ولایت میں یکتا کس کو قرار دیا؟

صوفیاء علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا صوفیانہ جملہ جو کسی صحابی کی زبان پر آیا تھا وہ صدیقی جملہ تھا کہ اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یعنی میں گھر میں اللہ اور اللہ کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں (ابوداؤد: ۱۶۷۸، ترمذی: ۳۶۷۵)۔ یہاں بھی فرمایئے ولایت میں یکتا کون نکلا؟

ولایت میں صدیق اکبر کی یکتائی کو فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

خاص اس سابق ِسیرِ قربِ خدا
اوحدِ کاملیت پہ لاکھوں سلام

فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے اس شعر پر غور فرمایئے۔ اس کا ایک ایک لفظ گوہر افشاں ہے۔ لفظِ خاص میں خُصُوْصاً عَلٰی اَفْضَلِ الصَّحَابَۃِ بِالتَّحْقِیْقِ کے الفاظ کا انعکاس موجود ہے۔ سابق سیرِ قربِ خدا کے الفاظ میں ولایتِ باطنی کی باریکیوں کو سمو کر رکھ دیا گیا ہے۔ وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ کی طرف واضح اشارہ کر دیا گیا ہے اور اس میں صدیق کی سبقت ٹھاٹھیں مار رہی ہے۔ اَوحد سے مراد یکتا ہے بلکہ احد سے مراد یکتا ہوتی ہے اور اَوحد اسی سے صیغہ تفضیل ہے۔ گویا صدیق کی یکتائی میں بھی مبالغہ پایا گیا۔ اور اَوحد کے ساتھ کاملیت کا لفظ لگا کر واضح فرما دیا کہ اس یکتائی کا تعلق ولایتِ باطنی اور کاملیت سے ہے نہ کہ خلافت ظاہری سے۔ فَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْراً۔ جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں۔

تفضیلیوں کے سوال کا آخری ٹکڑا یہ تھا کہ ''اسی وجہ سے ولایتِ کبریٰ اور غوثیتِ عظمیٰ کے حامل افراد بھی آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں''۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ان افراد کا مولا علی کی اولاد میں سے ہونا ضروری نہیں ہے۔ مولا صدیق اکبر اور مولا فاروقِ اعظم خود اپنے اپنے دور میں قطب الاقطاب تھے۔ ہم نے آپ کے الفاظ ولایتِ کبریٰ اور غوثیتِ عظمیٰ کی جگہ قطب الاقطاب کے الفاظ لکھے ہیں۔ اس فرق

Learn The World Religion

کو سمجھانا ہم پر لازم نہیں۔ اتنا ضرور ہے کہ قطب الاقطاب کے الفاظ غوثیتِ عظمیٰ اور ولایتِ کبریٰ کی نسبت اس حقیقت کے لیے موزوں تر ہیں جس پر آپ نے ان کا استعمال کیا ہے۔

قطب الاقطاب اپنے دور میں حقیقتِ محمدیہ کا مظہر ہوتا ہے اور صدیقِ اکبر کا فرمانا کہ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّداً فَإِنَّ مُحَمَّداً قَدْ مَاتَ (بخاری: ۴۴۵۴) آپ کے اکمل صحو اور سلوک کا ثبوت ہے۔ آپ کا فرمانا کہ: لَسْتُ تَارِكاً شَيْئاً كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِ (بخاری: ۳۰۹۳) وغیرہ آپ کی اسی قطبیت کی وجہ سے ہے۔

مولا علی نے خواب دیکھا کہ انہوں نے حضور کریم ﷺ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر تشریف فرما ہو گئے۔ ایک عورت تھال میں کچھ کھجوریں لے کر آئی اور وہ کھجوریں نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دی گئیں۔ آپ ﷺ نے ان میں سے ایک کھجور پکڑی اور فرمایا اے علی یہ کھجور کھاؤ گے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک بڑھایا اور کھجور میرے منہ میں رکھ دی۔ پھر دوسری کھجور پکڑی اور مجھے اسی طرح فرمایا میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے دوسری کھجور بھی میرے منہ میں رکھ دی۔ یہاں میری آنکھ کھل گئی۔ میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شوق مجھے تڑپا رہا تھا اور کھجور کی مٹھاس میرے منہ میں تھی۔ میں نے وضو کیا اور مسجد کو چلا گیا۔ میں نے عمر کے پیچھے نماز پڑھی۔ وہ محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ میں نے چاہا کہ انہیں اپنا خواب سناؤں۔ مگر میرے بولنے سے پہلے ایک عورت آ گئی اور مسجد کے دروازے پر کھڑی ہو گئی۔ اس کے پاس کھجوروں کا تھال تھا۔ وہ تھال عمر کے سامنے رکھ دیا گیا۔ عمر نے ایک کھجور پکڑی اور فرمایا: اے علی یہ کھجور کھاؤ گے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ انہوں نے کھجور میرے منہ میں رکھ دی۔ پھر دوسری کھجور پکڑی اور اسی طرح فرمایا میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر باقی کھجوریں اصحابِ رسول ﷺ میں تقسیم کر دی گئیں۔ میں چاہتا تھا کہ مجھے مزید کھجور ملے۔ عمر نے فرمایا: اے میرے بھائی! اگر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اس سے زیادہ کھجوریں دی ہوتیں تو ہم بھی آپ کو زیادہ دے دیتے۔ مجھے تعجب ہوا اور میں نے کہا جو کچھ میں نے رات خواب میں دیکھا ہے اللہ نے آپ کو اسکی اطلاع دے دی۔ عمر نے فرمایا اے علی مومن دین کے نور سے دیکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے اسی طرح خواب

Islam The World Religion

میں دیکھا ہے اور میں نے آپکے ہاتھ سے وہی ذائقہ اور لذت پائی ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ کے دستِ اقدس سے ذائقہ اور لذت محسوس کی تھی (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۳۳۱، ازالۃ الخفا جلد ۲ صفحہ ۱۶۸۔۱۶۹)۔یہی قطب الاقطاب کا منصب ہے جو رسالت کا مظہر ہوتا ہے۔

ثانیاً: علماءِ اسلام نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ وہ بارہ خلفاء جو نبی کریم ﷺ کے بعد تشریف لائیں گے ان میں سے پہلے چار کے نام ابوبکر، عمر، عثمان اور علی ہیں۔ملاحظہ ہوں کتبِ عقائد مثلاً شرح فقہ اکبر وغیرہ، فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۲۵ اور فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۴۵۔

حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اللہ کی زمین میں ہر وقت خلیفہ کا ہونا ضروری ہے، وہ خلیفہ کبھی تو صرف ظاہری طور پر متصرف ہوتا ہے جیسے سلاطین، اور کبھی باطنی طور پر متصرف ہوتا ہے جیسے اقطاب۔اور بعض میں ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی خلافتیں جمع ہوتی ہیں جیسے خلفائے راشدین ابوبکر اور عمر بن عبدالعزیز (نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صدرِ دیں صدیقِ اکبر قطبِ حق
در ہمہ چیز از ہمہ بردہ سبق

ترجمہ: دین کے بادشاہ، صدیقِ اکبر حق کے قطب ہیں، ہر معاملے میں ہر کسی سے آگے نکل گئے۔

حضرت علامہ سید آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لَا تَحْزَنْ کے تحت لکھتے ہیں: اس میں اشارہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں وہی منزلت حاصل تھی جو حضور ﷺ کو اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں حاصل تھی، وہ اللہ کے حبیب کے حبیب ہیں (روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۴۰۲)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ: مولانا شیخ خالد نقشبندی قدس سرہ نے ایک دن خطاب فرمایا کہ کاملین کے مرتبے چار ہیں۔نبوت، جس کے قطب مدار ہمارے نبی ﷺ ہیں، پھر صدیقیت جس کے قطبِ مدار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر شہادت جس کے قطبِ مدار عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر ولایت جس کے قطبِ مدار علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہیں۔کسی نے حضرت عثمان رضی

Islam The World Religion

اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا کہ ان کا مرتبہ نبوت کے بعد تین خلفاء کے مراتب میں کیا ہے؟ فرمایا آپ رضی اللہ عنہ کو شہادت کے مرتبے میں سے بھی حصہ ملا ہے اور ولایت کے مرتبے میں سے بھی حصہ ملا ہے، اور آپ کے ذوالنورین ہونے کا عارفین کے نزدیک یہی مطلب ہے (روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۱۰۶ تحت اولئك مع الذين انعم الله عليهم الآية و قال لم اظفر على التفصيل الذى ذكره مولانا الشيخ)۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: جو صدیقین کی گردنوں کو پھلانگ جاتا ہے وہ نبوت میں جا پہنچتا ہے، اور یہ دروازہ اس وقت بند ہے۔ شیخ اکبر قدس سرہ نے نبوت اور صدیقیت کے درمیان ایک مقام ثابت کیا ہے جسے مقام قربت کا نام دیا ہے، اور یہ وہ راز ہے جو ابوبکر کے سینے میں سجادیا گیا ہے جسکی طرف حدیث میں اشارہ ہے، پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان اصلاً کوئی آدمی نہیں فَلَيْسَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَجُلٌ اَصْلاً (روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۱۰۷)۔

حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے بھی الملفوظ میں خلفائے راشدین علیہم الرضوان کو اپنے اپنے دور کے غوث قرار دیا ہے (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۳۷)۔

ثالثاً: ان کے بعد والے مقدس افراد بھی مولا علی رضی اللہ عنہ کی اولاد ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء علیٰ ابیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے سادات ہیں۔ اگر آپ کا زعم تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی اس کا سبب سیدۃ النساء ہیں نہ کہ مولا علی۔ ورنہ مولا علی کی اولاد دیگر ازواج میں سے کثرت سے موجود تھی اور آج بھی موجود ہے۔ بلکہ روافض نے ایک خاص پروپیگنڈے کے تحت صرف حسینی سادات کو اس مقصد کے لیے مشہور کر رکھا ہے۔ حسنی سادات تو کجا انہیں امام حسن سے ہی بغض ہے۔ ان کے نزدیک ایں مثل پدرش کافر شد۔ معاذ اللہ

انہیں حضور قطب الاقطاب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے بھی اسی لیے بغض ہے کہ آپ قدس سرہ حسنی سید ہیں۔

رابعاً اسی وجہ سے بارہ خلفاء کو قریشی کہا گیا ہے نہ کہ ہاشمی۔

Islam The World Religion

خامساً: اگر آپ کی مراد ان بارہ خلفاء علیہم الرضوان کے علاوہ اولیائے امت ہیں تو ان کے مولا علی کی اولاد میں محصور ہونے پر آپ کے پاس کون سی نص موجود ہے؟

سادساً: ولایت میں افضلیت اور یکتائی کو اولادِ امجاد میں قطبیت کے اجراء کا سبب قرار دینا بھی عجیب حرکت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اولادِ امجاد میں بھی قطبیت کا جاری ہونا اولادِ امجاد کے ذاتی کمال اور صلاحیت کی بناء پر ہے۔

تفضیلیوں کا تیسرا سوال

مولا علی اولیاء کے سردار ہیں، شاہ اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے شیخین رضی اللہ عنہما پر ایک گونہ فضیلت ثابت ہے کہ ولایت کے اکثر سلاسل آپ رضی اللہ عنہ سے ہی چلتے ہیں (السیف الجلی)۔

جواب: بلاشبہ مولا علی اولیاء کے سردار، سرتاج، بادشاہ اور ولایت کے قاسم ہیں۔ ہمارے استاد حضرت مولانا علی بخش صاحب چانڈیو قدس سرہ الاقدس فرماتے ہیں:

گرفتم نامہِ خود سیاہ با فحش
چہ باکم چوں مرا مولا علی بخش

اپنا نام علی بخش نہایت حسین طریقے سے شعر میں لائے ہیں۔ لیکن اولاً تو یہ مسئلہ خالص کشفی اور روحانی ہے جس پر قرآن وسنت سے واضح نص موجود نہیں ہے اور عقائد کی بنیاد کشف پر نہیں رکھی جاسکتی اور نہ ہی پوری امت کو کشفی معاملات کا مکلف ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: تفضیلِ شیخین امریست ماخوذ از شرع و حاصلِ بحث آں است کہ از جہت شرع فضلِ کلی شیخین را حاصل است پس درپیں مباحثہ ادلہ شرع از کتاب و سنت واجماع و قیاس ذکر می باید کرد نہ مکاشفاتِ صوفیہ زیرا کہ از مکاشفاتِ صوفیہ ہیچ حکمی شرعی ثابت نہ می شود یعنی شیخین کی افضلیت ایسا مسئلہ ہے جو شریعت سے ماخوذ ہے اور بحث کا حاصل یہ ہے کہ شریعت کے مطابق شیخین کو

Islam The World Religion

فضیلت کلی حاصل ہے۔بس اس پر بحث کرتے وقت قرآن وسنت واجماع وقیاس سے شرعی دلائل پیش کرنے چاہییں نہ کہ صوفیاء کے مکاشفات۔ جان لو کہ صوفیاء کے مکاشفات سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا (قرۃ العینین صفحہ ۳۱۸،۳۱۷)۔

فضیلت کلی کا الٹ فضیلت جزوی ہے، حضرت شاہ صاحب کی مراد یہ ہے کہ جزوی فضیلت سیدنا علی المرتضیٰ سمیت دیگر صحابہ کو بھی حاصل ہے لیکن مجموعی اور کلی فضیلت شیخین کو حاصل ہے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ رافضیوں پر طنز کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: شاباشی دیجیے ان مدعیانِ علم وفضل کو جو فضلِ کلی کے معنی افضلیت من جمیع الوجوہ سمجھے، منشاء اس کا اصطلاحِ علماء سے ناواقفی (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۶۴)۔

عوام کا صوفیاء کے مکاشفات کو سمجھنا، خود صوفیاء کا اپنے مکاشفات کو سمجھنا، کشف کا صاحبِ کشف کے ظرف کے مطابق محدود ہونا، کشف کا بذاتِ خود ایک حجاب ہونا اور مکاشفات کا شرعی حجت نہ ہونا ایسے دقائق اور لطائف ہیں کہ ہم ان پر مفصل بحث نہیں کرنا چاہتے البتہ اشارۃً ہم نے بہت کچھ عرض کر بھی دیا ہے۔اس قسم کی باتیں کر کے شریعت کا ڈسپلن خراب کرنے والے لوگ حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت سے اچھا سلوک نہیں کر رہے۔

وہ جو تفضیلی صاحب نے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ سے استدلال فرمایا ہے، انہوں نے متعدد احتمالات میں سے اپنے مرضی کا احتمال اور وہ بھی مرجوح بلکہ مردود احتمال بلکہ رافضیوں کا مؤقف اختیار کر کے اسے نص بنا ڈالا ہے جیسے اس حدیث کا یہی مفہوم حرفِ آخر ہو۔ دعویٰ کیسا جاہلانہ تھا اور پھر اس پر دلیل کیسی فارق اور غیر متعلق ہے۔

ثانیاً: اگر کشف کا اعتبار کر لیا جائے تو پھر بھی یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیے کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے سے بعد والے اولیاء کے سردار ہیں، اپنے سے پہلے والے خلفاء راشدین کے نہیں۔ یہ اسی طرح ہے کہ جس طرح غوثِ اعظم وقطب الاقطاب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی تمام اولیاء کے سردار ہیں مگر اپنے سے پہلے والوں کے نہیں جنکی افضلیت منصوص ہے۔ وہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ اہلِ بیت کے سردار نہیں ہیں بلکہ وہ سب حضور غوث پاک قدس سرہ کے سردار ہیں۔ ثالثاً چونکہ اس مسئلے کا تعلق قرآن وسنت کی نص سے نہیں بلکہ صوفیاء کے کشف

Islam The World Religion

سے ہے لہٰذا ہم کامل ترین صوفیاء کے فیصلے آپکی خدمت میں پیش کر کے حق واضح کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔ چونکہ صوفیاء کے یہ فیصلے اور کشف قرآن وسنت کے عین مطابق بھی ہیں لہٰذا انہیں نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔لہٰذا کوئی بدبخت یہ نہ کہے کہ ہم نے اپنے دلائل کا دارومدار ہی محض مکاشفات پر رکھا ہے۔پھران عبارات میں اکثر تو کشفی ہیں ہی نہیں، بلکہ یہ ان کی تحقیقات ہیں۔

(۱)۔تصوف کی معروف کتاب التعرف میں ہے کہ اَجْمَعَ الصُّوْفِیَۃُ عَلٰی تَقْدِیْمِ اَبِیْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ یعنی تمام صوفیاء کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ ابوبکر سب سے افضل ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم (التعرف صفحہ ۶۲،نبراس صفحہ ۳۰۳)۔

(۲)۔حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ صدیق اکبر کی شان میں فرماتے ہیں: شیخ الاسلام، خیر الانام بعد از انبیاء علیہم السلام، امام وسید اہل تجرید، شہنشاہِ اربابِ تفرید، از آفاتِ انسانی بعید، امیر المومنین حضرت ابوبکر عبداللہ بن عثمان الصدیق، حقائق ومعارف میں آپ کی کرامات مشہور اور علامات وشواہد ظاہر ہیں .....مشائخ عظام آپ کو اربابِ مشاہدہ کا سردار قرار دیتے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اربابِ مجاہدہ کا پیشوا سمجھتے ہیں.....صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام مخلوقات سے آگے ہیں۔اور کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ آپ سے آگے قدم رکھے..... جب خداوند تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو کمالِ صدق کے مقام پر فائز کرتا ہے اور اسے مقامِ تمکین پر متمکن کرتا ہے تو وہ فرمانِ الٰہی کا منتظر رہتا ہے کہ آیا اسے فقیری کا حکم ہوتا ہے یا امیری کا۔اگر امیری کا حکم ہوتا ہے تو وہ امارت اختیار کرتا ہے اور اس میں اپنے تصرف یا اختیار کو دخل نہیں دیتا۔جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ابتدا سے انتہا تک فقر اور تسلیم ورضا کو پسند کیا۔اس لیے صوفیائے کرام جن کے امام ومقتدا صدیق اکبر ہیں ان کا مسلک بھی یہی فقر اور تسلیم ورضا ہے اور وہ امارت وریاست کی تمنا نہیں کرتے۔آپ رضی اللہ عنہ عام مسلمانوں کے بھی دینی امام ہیں اور اس طریقت پر چلنے والوں کے خاص امام ہیں (کشف المحجوب صفحہ ۶۷ تا ۶۹)۔

حضرت داتا صاحب قدس سرہ العزیز ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

Islam the world Religion

اِنَّ الصَّفَا صِفَةُ الصِّدِّیْقِ
اِنْ اَرَدْتَ صُوْفِیاً عَلَی التَّحْقِیْقِ

ترجمہ: اگر تم صوفی کے بارے میں تحقیق جاننا چاہتے ہو تو سن لو، اگر کوئی صوفی کی صفت کا حامل ہے تو وہ ابوبکر صدیق ہے (کشف المحجوب صفحہ ۳۲)۔

حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ نے صدیق اکبر کی خلافت کو محض سیاسی اور فرش تک محدود ماننے والوں اور مولا علی رضی اللہ عنہ کو صدیق کے مقابلے پر ولایت میں یکتا کہنے والوں کا ناس مار دیا ہے۔

(۳)۔حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ ظَاهِرَ الْحُكْمِ ، وَ يَجُوْزُ الْخِلَافَةَ الظَّاهِرَةَ ، كَمَا حَازَ الْخِلَافَةَ الْبَاطِنَةَ مِنْ جِهَةِ الْمَقَامِ كَاَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ وَّ الْحَسَنِ وَ مُعَاوِيَةَ بْنِ يَزِيْدٍ وَّ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَالْمُتَوَكِّلِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَهُ الْخِلَافَةُ الْبَاطِنَةُ خَاصَّةً وَلَا حُكْمَ لَهٗ فِی الظَّاهِرِ كَاَحْمَدَ بْنِ هَارُوْنَ الرَّشِيْدِ السَّبْتِیِّ وَ كَاَبِیْ يَزِيْدٍ الْبُسْطَامِیِّ ، وَاَكْثَرِ الْاَقْطَابِ لَا حُكْمَ لَهُمْ فِی الظَّاهِرِ یعنی بعض اولیاء ایسے ہیں جن کی حکومت ظاہر ہوتی ہے اور انہیں مرتبے اور مقام کے لحاظ سے جس طرح خلافت باطنی عطا ہوتی ہے اسی طرح خلافت ظاہری بھی عطا ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حسن، معاویہ بن یزید، عمر بن عبدالعزیز اور متوکل۔ان میں بعض ایسے ہوتے ہیں جنہیں صرف خلافت باطنی عطا ہوتی ہے اور ظاہری حکومت نہیں ملتی، جیسا کہ حضرت احمد بن ہارون الرشید سبتی، ابو یزید بسطامی اور اکثر قطب (فتوحاتِ مکیہ 3/297)۔

اب بتائیے! شیخ اکبر کے چاروں خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے حق میں خلافت ظاہری اور باطنی دونوں تسلیم کرنے کے بعد آپ کے پاس انکار کا کونسا چارہ باقی رہ گیا؟ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کی یہی عبارت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب قرۃ العینین کے صفحہ ۳۲۲ پر نقل فرمائی ہے۔

(۴)۔حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی چشتی قدس سرہ فرماتے ہیں: کبھی یہ رافضی بکتا

Islam the World Religion

ہے کہ جب ابوبکر صدیق مسندِ خلافت پر بیٹھے تو علی مرتضیٰ موجود نہ تھے۔ کبھی یوں کہتا ہے کہ شیخین کا خلافت میں مقدم ہونا ان کے عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے تھا نہ کہ ان کے فضائل کی بنا پر۔ اور کبھی اس حدیث سے جو صحت کو نہیں پہنچی ہے حجت لاتا ہے کہ اَلْخِلَافَةُ مِنْ بَعْدِیْ ثَلَا ثُوْنَ سَنَةً وَقَدْ تَمَّتْ بِعَلِیٍّ۔ اور کہتا ہے کہ دوسرے جانشینوں کی خلافت میں کمی تھی اور وہ علی مرتضیٰ کی خلافت سے تمام و کامل ہوئی۔ اسی وجہ سے پیری مریدی کے تمام سلسلے انہیں سے ملتے ہیں کسی اور سے نہیں (سبع سنابل صفحہ ۱۹)۔

(۵)۔ اللہ کریم جل مجدہٗ کا قرب حاصل کرنے کے دو راستے ہیں۔ ایک راستہ انبیاء علیہم السلام کا ہے اور دوسرا راستہ اولیاء علیہم الرضوان کا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے طریقے سے جو قرب حاصل ہوتا ہے اسے قربِ نبوت کہتے ہیں۔ اور اولیاء علیہم الرضوان کے طریقے سے جو قرب حاصل ہوتا ہے اسے قربِ ولایت کہتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ فرماتے ہیں: حضرات شیخین کے کمالات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کے مشابہ ہیں اور صاحبانِ ولایت کا ہاتھ شیخین کے کمالات کے دامن سے کوتاہ ہے اور اہل کشف کے کشف ان کے کمالات کے درجوں کی بلندی کے باعث نصف راہ میں ہے۔ ولایت کے کمالات شیخین کے کمالات کے مقابلہ میں مطروح فی الطریق (راہ میں پھینکے ہوئے) کی طرح ہیں۔ کمالاتِ ولایت، کمالاتِ نبوت پر چڑھنے کے لیے سیڑھی کی طرح ہیں۔ پس مقدمات کو مقاصد کی کیا خبر ہے اور مطالب کو مبادی سے کیا شعور۔ آج یہ بات عہدِ نبوت سے بُعد کے باعث اکثر لوگوں کو ناگوار اور قبول سے دور معلوم ہوتی ہے لیکن کیا کیا جائے۔

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
ہر چہ استاد ازل گفت ہماں میگویم

ترجمہ: مجھے طوطی کی طرح آئینے کے پیچھے رکھ دیا گیا ہے۔ استادِ ازل جو کچھ فرما رہا ہے میں وہی کہہ رہا ہوں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ اس گفتگو میں علمائے اہل سنت شکر اللہ

Islam The World Religion

تعالیٰ سعیہم کے ساتھ موافق ہوں اور ان کے اجماع سے متفق ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے استدلالی علم کو مجھ پر کشفی، اوران کے اجمالی کو مجھ پر تفصیلی کیا ہے۔

اس فقیر کو جب تک کہ مقامِ نبوت کے کمالات تک نہ پہنچایا اور ان کے کمالات سے کامل حصہ نہ دیا تھا، تب تک شیخین کے فضائل پر کشف کے طور پر اطلاع نہ بخشی تھی اور تقلید کے سوائے کوئی راستہ نہ دکھایا تھا (مکتوباتِ امام ربانی جلد ا مکتوب نمبر ۲۵۱)۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: یہ لوگ کیا کریں۔ انہوں نے دائرۂ ولایت سے باہر قدم رکھا ہی نہیں اور کمالاتِ نبوت کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں۔ انہوں نے ولایت کے نصف حصہ کو جو اسکے عروج کی جانب ہے تمام ولایت خیال کیا ہے اور دوسرے نصف حصے کو جو اسکے نزول کی جانب ہے مقامِ نبوت تصور کیا ہے۔

چوآں کرمے کہ در سنگے نہاں است
زمین و آسمانِ او ہماں است

ترجمہ: وہ کیڑا جو کہ پتھر میں نہاں ہے، وہی اس کا زمین و آسماں ہے (مکتوباتِ امام ربانی جلد ا مکتوب نمبر ۳۰۱)۔

ایک خود ساختہ شیخ الاسلام نے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا قول نقل کیا ہے کہ: ایک راہ وہ ہے جو قربِ ولایت سے تعلق رکھتی ہے اور ان بزرگوں کے پیشواء اور منبع فیض سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ لیکن افسوس کہ آنجناب نے یہ مکتوب آگے پیچھے سے کاٹ کر نقل کیا ہے۔ اس سے پہلے یہ لکھا ہے کہ ایک راہ وہ ہے جو قربِ نبوت سے تعلق رکھتی ہے اور اسکے بعد یہ لکھا ہے کہ شیخین راہِ اول سے واصل ہیں (مکتوبات امام ربانی جلد ۲ مکتوب نمبر ۱۲۳)۔

(۶)۔ حضرت سیدی شیخ عبدالعزیز دباغ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ: اِنَّ الْاِیْمَانَ بِاللّٰہِ تَعَالٰی کَانَ فِی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی کَیْفِیَّۃٍ خَاصَّۃٍ لَوْ طُرِحَتْ عَلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ صَحَابَۃٍ وَغَیْرِھِمْ لَذَابُوْا وَوَرَثَ اَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مِنْ تِلْکَ الْکَیْفِیَّۃِ شَیْئاً قَلِیْلاً عَلٰی قَدْرِ مَا تُطِیْقُہٗ ذَاتُہٗ وَمَعَ ذَالِکَ لَمْ یَکُنْ فِیْ اُمَّۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّطِیْقُ اَبَا بَکْرٍ فِیْ ذٰلِکَ وَلَا مَنْ یُّدَانِیْہِ وَلَا مِنَ

الصَّحَابَةِ وَلَا مِنْ غَيْرِهِمْ مِنْ اَهْلِ الْفَتْحِ الْكَبِيْرِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَ فِي اَسْرَارِ الْاُلُوْهِيَّةِ وَحَقَائِقِ الرَّبُوْبِيَّةِ وَدَقَائِقِ الْعِرْفَانِ مَبْلَغاً لَا يُكَيَّفُ وَلَا يُطَاقُ وَ كَانَ يَتَكَلَّمُ مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ فِي الْبُحُوْرِ الَّتِيْ كَانَ يَخُوْضُهَا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَارْتَقٰى اَبُوْ بَكْرٍ الْمُرْتَقَى الْمَذْكُوْرَ وَمَعَ ذٰلِكَ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثَّلٰثِ سِنِيْنَ الْاَخِيْرَةِ لَا يَتَكَلَّمُ مَعَهٗ فِيْ تِلْكَ الْحَقَائِقِ خِيْفَةً عَلَيْهِ اَنْ يَّذْهَبَ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۷۳، الابریز صفحہ ۳۲۶)۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اللہ تعالی پر ایمان ایسی خاص کیفیت سے تھا کہ اگر وہ تمام اہل زمین کی طرف پھینکا جائے تو پگھل کر رہ جائیں خواہ صحابہ ہوں یا کوئی اور۔ اس کیفیت میں سے حضرت ابو بکر کو ان کی برداشت کے مطابق تھوڑا سا حصہ ملا تھا۔ اس کے باوجود یہ فیض اتنا زیادہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ایک شخص بھی حضرت ابو بکر کا فیض برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی آپ کے قریب آنے کی طاقت رکھتا تھا، خواہ صحابہ میں سے ہو یا ان کے علاوہ فتح کبیر کے افراد میں سے ہو۔ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسرارِ الوہیت، حقائق ربوبیت اور دقائق عرفان میں ایسی بلندی پر پہنچے ہیں جسے نہ کوئی بیان کرتا سکتا ہے اور نہ وہاں پہنچ سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر کے ساتھ معرفت کے ان سمندروں سے متعلق گفتگو فرماتے تھے جس میں آپ غوطہ زن رہتے تھے۔ حضرت ابو بکر مذکورہ مرتبے تک ترقی کر گئے تھے مگر اسکے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری تین سالوں میں ان سے بھی ان حقائق پر گفتگو نہیں فرماتے تھے کہ کہیں وہ پگھل نہ جائیں۔

اب فرمائیے! آپ نے افضلیتِ صدیق کو کہاں تک محدود کر دیا تھا اور حضرتِ دباغ علیہ الرحمہ کیا فرما رہے ہیں؟ یہ وہ بزرگ ہیں جن کے پاس علمِ لدنی ہے اور بظاہر کسی استاد کے پاس نہیں پڑھے۔ پھر اس عبارت کے ناقل کا نام نامی علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ ہے جن کی گرد کو بھی آپ کی خطیبانہ گرج نہیں پہنچ سکتی۔

(۷)۔ حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ کاشف حقائق علامہ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: تمام سلسلوں کو درحقیقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے انتساب ہے (حضرات القدس صفحہ ۲۳)۔

Islam The World Religion

(۸)۔حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ : یہ بات کہنے والے شیعہ ہیں کہ حضرت علی تمام صحابہ سے زیادہ طریقت کے عالم ہیں اور اسی لیے تمام سلاسل آپ سے چلتے ہیں۔آپ کی اصل عبارت یہ ہے:

مَا حُكِيَ عَنْ اَحْمَدَ الزُّوْرَقِيِّ اَحَدِ مَشَائِخِ الْمَغَارَبَةِ : اُخْتُلِفَ فِيْ اَنَّ هٰذَا التَّفْضِيْلَ فِي الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ مَعاً اَوْ فِي الظَّاهِرِ فَقَطْ اِنْتَهٰى ، وَهُوَ اِشَارَةٌ اِلٰى قَوْلِ بَعْضِ الْمُتَشَيِّعَةِ غَيْرِ الْغَلَاةِ اِنَّ عَلِيًّا اَعْلَمُ بِعِلْمِ الطَّرِيْقَةِ مِنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ وَلِذَا يَنْتَهِيْ اِلَيْهِ سَلَاسِلُ الصُّوْفِيَةِ (مرام الکلام صفحہ ۴۷)۔

اب فرمائیے ! یہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ اور یہ کیا فرما رہے ہیں؟ یہ وہ ہستی ہیں جو امی ہیں یعنی ظاہری طور پر کسی استاد سے نہیں پڑھا بلکہ حضرت خضر علیہ السلام کی توجہ سے باطنی علوم حاصل کیے ہیں اور دوسو ستر علوم کے ماہر ہیں جو اس دنیا میں ایک ریکارڈ ہے۔ہمیں امید ہے کہ ایسی ہستی ولایت باطنی کے مسئلے کو آپ لوگوں سے بہتر جانتی ہوگی۔ یہ فرما رہے ہیں کہ مولا علی کو علم طریقت میں افضل جاننا اور آپ سے سلاسلِ طریقت کے جاری ہونے کو اس پر دلیل بنانا بعض شیعہ کا لبادہ اوڑھنے والے لوگوں کا قول ہے۔

(۹)۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ :اگلے وقتوں میں صحبت اور رفاقت سے ہی فیض جاری ہوتا تھا۔اگر بیعت اور صحبت کا اعتبار کیا جائے تو شیخین کے سلاسل مولائے مرتضیٰ سے زیادہ ثابت ہوتے ہیں بلکہ خود سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی شیخین سے فیض پہنچتا ہے (قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین صفحہ ۳۰۰)۔

(۱۰)۔شیخین کریمین رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس میں ایسے فنا ہیں کہ آفتابِ رسالت کے حظیرۂ قدس کے اندر موجود ہیں اور ان کا زمانہ خلافت رسالت ہی کا تتمہ ہے۔ اسی لیے جن علاقوں کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہونا آپ ﷺ نے مشاہدہ فرما لیا تھا وہ علاقے شیخین ہی کے دور میں فتح ہوئے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مثال مہتاب جیسی ہے جو آفتاب سے جدا وجود رکھتا ہے مگر آفتابِ رسالت سے ہی نور حاصل کر رہا ہے۔

Islam The World Religion

اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے آسان ترین راستہ یہ ہے کہ آج بھی شیخین کے مزارِ اقدس حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کے اندر اسکے حظیرہ قدس میں موجود ہیں۔ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے روضۂ صدیق اور روضۂ عمر کی زیارت خود بخود ہو جاتی ہے۔ اسی لیے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب وہی لوگ تھے جو آج بھی حضور کے ساتھ آرام فرما رہے ہیں۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خُلِقْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ مِنْ طِيْنَةٍ وَاحِدَةٍ یعنی میں ابوبکر اور عمر ایک ہی طینت سے پیدا کیے گئے ہیں (کنز العمال ۱۱ / ۲۵۹ حدیث: ۳۲۶۸۰)۔ تقریباً یہ ساری بحث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین کے آخری صفحے پر لکھی ہے۔ جسے سمجھانے کے لیے ہم نے چند احادیث اور مثالوں کا اضافہ کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کے اپنے الفاظ اس طرح ہیں کہ: ایامِ خلافتِ شیخین ایامِ نبوتِ آنحضرت است و ایامِ ولایتِ مرتضیٰ ایامِ دورہ ولایت است، در صدیق تشبہ باعتبارِ فنا و انعکاسِ اشعہ بیشتر یافتم یعنی شیخین کی خلافت کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا زمانہ ہے اور خلافتِ مرتضیٰ کا زمانہ ولایت کا زمانہ ہے۔ میں نے فنائیت اور شعاؤں کے انعکاس کے لحاظ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت صدیق میں زیادہ دیکھی ہے (قرۃ العینین صفحہ ۳۳۱)۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے:

سایہ مصطفیٰ مایۂ اصطفا عزو نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

ان عبارات کو بار بار پڑھیے۔ واضح ہو جائے گا کہ افضلیتِ شیخین کا تعلق محض خلافتِ ظاہری سے نہیں بلکہ ولایت باطنی سے بدرجہا اولیٰ ہے مگر پتھر کے کیڑے کو ان باتوں کی کیا خبر۔

(۱۱)۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ازالۃ الخفاء میں ایک ضخیم رسالہ شامل کیا ہے جس کا نام ہے ''رسالہ تصوفِ فاروقِ اعظم''۔ آپ اس رسالہ میں لکھتے ہیں:

اَلْفَصْلُ السَّابِعُ فِيْ بَقَاءِ سِلْسِلَةِ الصُّحْبَةِ الصُّوْفِيَةِ الْمُبْتَدَأَةِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ اِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا بِوَاسِطَةِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَلَنَذْكُرُ

هٰهُنَا سِلْسِلَةَ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَاِنَّهُمْ اَكْثَرُ الْمُسْلِمِيْنَ اِعْتِنَاءً بِسِلْسِلَةِ الصُّحْبَةِ الصُّوْفِيَّةِ یعنی ساتویں فصل صوفیاء کی صحبت کے اس سلسلہ طریقت کے بارے میں ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شروع ہوکر آج کے دن تک امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے جاری ہے۔ یہاں ہم اہل عراق کے سلسلہ کا ذکر کریں گے جو مسلمانوں کی اکثریت پر مشتمل ہے، اس میں ہم صوفیاء کی صحبت کا لحاظ رکھیں گے۔ پہلے ہم یہ نکتہ بیان کرتے ہیں جس کا یاد رکھنا ضروری ہے کہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں مریدوں کا اپنے مشائخ کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور خرقہ حاصل کرنا رائج نہیں تھا بلکہ صحبت میں بیٹھنے کو ہی کافی سمجھا جاتا تھا۔ لوگ ایک ہی شیخ پر اکتفا نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ایک سلسلے پر اکتفا کرتے تھے بلکہ ان میں سے ہر ایک کثیر مشائخ کی صحبت میں رہتا تھا اور متعدد سلاسل سے رابطہ رکھتا تھا۔ ان کے سلسلے بعینہٖ ایک صحابی تک نہیں پہنچتے تھے، ہاں مگر جس بزرگ کی صحبت کا اعتراف زیادہ کیا جاتا یا ان کی صحبت کا اثر زیادہ ہوتا یا ان کو شہرت زیادہ دے دی جاتی تو کہہ دیا جاتا تھا کہ یہ فلاں کے اصحاب ہیں۔ مجھے ہمارے شیخ ابو طاہر نے شیخ حسن عجمی مکی کا فرمان سنایا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے اپنے شیخ حضرت عیسیٰ مغربی سے پوچھا کہ اگر ایک طالب کا کوئی شیخ ہو جس سے وہ فیض حاصل کرتا ہو تو کیا اسکے لیے جائز ہے کہ کسی دوسرے شیخ کے پاس جایا کرے؟ انہوں نے فرمایا: اَلْاَبُ وَاحِدٌ وَالْاَعْمَامُ شَتّٰی یعنی باپ ایک ہوتا ہے اور چچا کئی ہوتے ہیں (ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۱۸۵)۔

(۱۲)۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محققین صوفیہ نوشتہ اند کہ شیخین حاملِ کمالاتِ نبوت بودہ اند و حضرت امیر حاملِ کمالاتِ ولایت یعنی محقق صوفیاء نے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کمالاتِ نبوت کے حامل تھے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کمالاتِ ولایت کے حامل تھے (تحفہ اثنا عشریہ باب نمبر ۷ صفحہ ۲۱۴)۔

(۱۳)۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے قدوۃ الاولیاء سیدنا ابوالحسین احمد النوری قدس اللہ سرہ کا فرمان نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

جب توفیقِ الٰہی، ہدایت اور عنایت ازلی تربیت فرماتی ہے تو بندہ دامن شریعت کو مضبوط

Islam The World Religion

تھام کر مناہجِ سلوک میں گرم جولان ہوتا ہے اور از انجا کہ یہاں کارِ عام غیرِ حق سے انقطاع و تبتل ہے، لہٰذا پہلی منزل تصحیح خیال و تصفیہ تصور کی پڑتی ہے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ لطیف تدبیروں اور پیاری تصویروں سے جی بہلا کر پریشان نظری کی عادت چھٹاتے اور کشاکشِ این و آں سے نجات دے کر نقشِ احدیت لوحِ دل میں جماتے ہیں رَزَقَنَا اللّٰہُ بِجَاہِ مَشَائِخِنَا الْکِرَامِ قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ آمِیْن۔ اس سفر کو سیر الی اللہ اور اسکے منتہیٰ کو مقامِ فنا فی اللہ کہتے ہیں۔ اس مرحلہ کے طے میں سب اولیاء برابر ہوتے ہیں اور وہاں لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ کی طرح لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ اَوْلِیَائِہٖ کہا جاتا ہے۔ جب ماسوی اللہ آنکھوں سے گر گیا اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر قدم آگے بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے اور اسکے لیے انتہا نہیں ہے اور یہیں تفاوتِ قرب جلوہ گر ہوتا ہے۔ جس کی سیر فی اللہ زائد، وہی خدا سے زیادہ نزدیک۔ پھر بعضے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور بعض کو دعوتِ خلق کے لیے تنزلِ ناسوتی عطا فرماتے ہیں۔ اسکا نام سیر من اللہ ہے۔ ان سے طریقہ خرقہ و بیعت کا رواج پاتا ہے اور سلسلہ طریقت جنبش میں آتا ہے۔ یہ معنی اسے مستلزم نہیں کہ ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے بڑھ جائے اور نزدیکی و بالا روی میں تفوق ہاتھ آئے۔ اگرچہ یہ ایک فضل جداگانہ تھا جو انہیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا۔ آخر نہ دیکھا کہ حضرت مولیٰ رضی اللہ عنہ کے خلفاءِ کرام میں حضرت امام حسین و جنابِ خواجہ حسن بصری کو تنزل ناسوتی و مرتبہ ارشاد و تکمیل ملا اور حضرت امام حسن سے کوئی سلسلہ جاری و مشتہر نہ ہوا حالانکہ قرب و ولایتِ امام مجتبیٰ، قرب و ولایت خواجہ سے بالیقین اتم و اعلیٰ اور واضح احادیث سے امام حسین شاہزادہ گلگوں قبا پر بھی ان کا فضل ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم (مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین قلمی صفحہ ۲۲)۔

(۱۴)۔ حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخلِ بیعت
بنا فخرِ سلاسل سلسلہ صدیقِ اکبر کا

(۱۵)۔ حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اولیائے امت میں سب سے افضل صدیق اکبر ہیں پھر فاروق، پھر عثمان پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ تمام صحابہ کرام حسبِ مراتب اللہ تعالیٰ کے ولی اور مقرب ہیں۔ حضور علیہ السلام سے کمالاتِ نبوت کا فیض اور برکت

Islam The World Religion

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے اور کمالاتِ ولایت کے فیوض حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے امت کو ملتے ہیں (دینِ مصطفیٰ صفحہ ۲۱۳)۔

(۱۶)۔آخر میں ہم یہ سوال بھی پوچھنا چاہیں گے کہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے اس مصرعے کا کیا مطلب ہے؟

غوث قطب سب اُرے اُریرے تے عاشق جان اگیرے ہو

تفضیلیوں کے پہلے تین سوالوں کے جواب آپ نے ملاحظہ فرمائے۔دراصل یہ ایک ہی سوال تھا جس کا جواب آسان بنانے کے لیے ہم نے اسے تین اجزاء میں تقسیم کر دیا۔اب آخر میں امامِ اہلِ سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی طرف سے ان ظالموں پر علمی تعزیر کے تازیانے برستے ہوئے دیکھیے اور عبرت پکڑتے ہوئے انہیں میدانِ جزاء میں تنہا چھوڑ دیجیے۔حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ رقم طراز ہیں:

عجب تماشا ہے فرقہِ سنفضیہ جن کے قلوب تفضیلِ حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں اتباعِ کتاب وسنت واجماعِ امت وعلماءِ اہلِ حق کے لیے منشرح نہیں ہوتے اور دلائلِ قاہرہ کی تابشیں دل کو گونہ نرم بھی کرتی ہیں تو يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقاً حَرَجاً كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ کی آفت راستہ روک کر کھڑی ہو جاتی ہے اور بایں ہمہ سنیت وہ پیارا پیارا میٹھا میٹھا نام ہے کہ علانیہ اس سے انکار بھی گوارا نہیں ہوتا۔اپنی پردہ پوشی کو طرح طرح کی بعید توجیہیں، رکیک تاویلیں نکالتے اور وہ ساری خیالی بلائیں سنیوں کے سر ڈھالتے ہیں کہ ان کے مذہب کا یہی محصل ہے۔پھر بعنایتِ الٰہی اہلِ حق کی ہمتِ بازو سے دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جاتا ہے اور طرہ یہ کہ جس سے سنیے نئی تقریر تراشے گا اور اسکے مذہبِ سنیاں ہونے کا دعوی کر دے گا گویا مذہبِ اہلِ سنت ایک تصویرِ مومی کا نام ہے جسے جیسا چاہیے پلٹا دے لیجیے۔بعض صاحبوں نے تو وہ تنقیح بلیغ کی کہ جس کی خدمت گزاری تنبیہ سابق میں گزری۔اور حضرات کے ذہنِ رسا نے ان سے بھی آگے قدم رکھا اور عقیدۂ اہلِ سنت کو یوں شرفِ تلخیص بخشا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما من حیث الخلافۃ افضل ہیں اور حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ من حیث الولایۃ اور اس کلام کی شرح ان کی زبان سے یوں مترشح ہوتی ہے کہ خلافت حضرت ابوبکر وفاروق رضی اللہ

Islam The World Religion

تعالیٰ عنہما کو پہلے پہنچی اور حضرت مرتضوی کرم اللہ وجہہ الکریم کہ سلاسل اہل طریقت جناب ولایت مآب پر منتہی ہوتے ہیں نہ شیخین پر۔تو اس وجہ سے یہ افضل اور اس وجہ سے وہ۔ اَقُوْلُ وَ رَبِّیْ یَغْفِرُ لِیْ یہ ایک کلام ہے کہ عالم اضطرار میں ان حضرات کی زبان سے نکلتا ہے اور تنقیح کیجیے تو خود ان کے اذہان اس کے معنی نامحرر سے خالی ہوتے ہیں۔اگر مقصود اس سے وہی ہے جو اثنا ئے گفتگو میں ان کی تقریر سے تراوش کرتا ہے تو محض خبط بے ربط، خلافت انہیں پہلے اور انہیں پیچھے ملنا اولیت من حیث الخلافۃ ہے نہ افضلیت من حیث الخلافۃ۔یعنی وہ خلافت میں پہلے ہوئے نہ یہ کہ بجہت خلافت افضل ہوئے۔اسی طرح انتہائے سلاسل سلوک کا باعث تفضیل متنازع فیہ ہونا دعویٰ بلا دلیل بلکہ دلیل اس کے خلاف پر ناطق کَمَا مَرَّ مِنَّا فِی التَّبْصِرَۃِ الرَّابِعَۃِ۔اور جو یہ مراد ہے کہ شیخین کو امر خلافت میں اچھا سلیقہ تھا اور ملک داری و ملک گیری انہیں خوب آتی ہے تو عزیز من یہ تو کوئی ایسی بات نہ تھی جس پر اس قدر شور و شغب ہوتا، سنی تفضیلی دو مذہب متفرق ہو جاتے۔اہل سنت ترتیب فضیلت میں انبیاء کے بعد شیخین کو گنتے، ہر جمعہ کو اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءِ بِالتَّحْقِیْقِ سَیِّدُنَا اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ خطبوں میں پڑھا جاتا احادیث میں شیخین کو انبیاء و مرسلین کے بعد سردار اولین و آخرین و بہترین اہل آسمان و زمین فرمایا جاتا۔ مولیٰ علی کو اپنی تفضیل سے بایں شد و مد انکار ہوتا کہ جسے ایسا کہتے سنوں گا وہ مفتری ہے اسے مفتری کی حد ماروں گا۔یہ باتیں تو دنیا کے کام ہیں گو دین کیلیے وسیلہ و ذریعہ ہوں اس لیے مولا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں مَنْ رَضِیَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِدِیْنِنَا اَفَلَا نَرْضَاہُ لِدُنْیَانَا یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ہمارے دین یعنی نماز کے لیے پسند فرمایا کیا ہم انہیں اپنی دنیا یعنی خلافت کے لیے پسند نہ کریں۔پھر اس میں افزونی ہوئی تو کیا اور نہ ہوئی تو کیا؟ اتنی ہی بات پر تنازع تھا تو سنیوں نے ناحق بے چارے تفضیلیوں پر قیامتیں توڑیں اور مولا علی نے اسی کوڑوں کا مستحق ٹھہرایا اور جو اس کے سوا کچھ اور مقصود ہے تو اس کا جواب تنبیہہ سابق سے لیجیے (مطلع القمرین صفحہ ۵۴، ۵۵، ۵۶)۔

اس سوال کا دوسرا ٹکڑا یہ تھا کہ شاہ اسماعیل دہلوی نے یوں لکھا ہے۔اس کا تحقیقی اور علمی جواب آپ پڑھ چکے ہیں، ان کی شخصیت کے حوالے سے جواب یہ ہے کہ یہی اسماعیل

Islam The World Religion

دہلوی صاحب ہیں جنہوں نے لکھا ہے کہ اپنے مرشد یا اس طرح کی بزرگ ہستیاں خواہ جناب رسالت مآب ہی کیوں نہ ہوں، ان کے خیال اور تصور میں مستغرق ہونے سے بہتر ہے کہ انسان اپنی گائے یا گدھے کے خیال میں مستغرق ہو جائے (صراطِ مستقیم صفحہ ۸۶)۔ یہی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۴)۔ اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جس کا نام محمد اور علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

اب ایسے لوگوں کی خوشہ چینی کرنا آپ کو مبارک ہو۔

تفضیلیوں کا چوتھا سوال

نبی اکرم ﷺ سے تین طرح کی خلافت جاری ہوئی۔ خلافتِ ولایت، خلافتِ سلطنت اور خلافتِ ہدایت۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب تفہیماتِ الٰہیہ میں لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی وراثت کے حاملین تین طرح کے ہیں: ایک وہ جنہوں نے آپ ﷺ سے حکمت و عصمت اور قطبیتِ باطنی کا فیض حاصل کیا، وہ آپ کے اہل بیت اور خواص ہیں۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جنہوں نے آپ ﷺ سے حفظ و تلقین اور رشد و ہدایت سے متصف قطبیت ظاہری کا فیض حاصل کیا، وہ آپ ﷺ کے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے خلفاء راشدین اور عشرہ مبشرہ ہیں۔ تیسرا طبقہ وہ ہے جنہوں نے انفرادی عنایات اور علم و تقویٰ کا فیض حاصل کیا، یہ وہ اصحاب ہیں جو احسان کے وصف سے متصف ہوئے (السیف الجلی)۔

جواب: اولاً: حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی عبارت نہ قرآن ہے نہ حدیث اور نہ اجماع۔ جب تک شاہ صاحب نے یہ عبارت نہ لکھی تھی اس وقت تک یعنی 12 سو سال تک امت کے عقائد کا دارومدار کس چیز پر تھا؟ ثانیاً شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی یہ تقسیم تفضیلی کی تقسیم پر منطبق بھی نہیں ہو رہی۔ اس لیے کہ انہوں نے پوری عبارت میں کہیں خلافت کا لفظ استعمال نہیں فرمایا جبکہ قطبیت کا لفظ دونوں پر استعمال فرمایا ہے۔ قطبیتِ ارشادیہ اور قطبیتِ باطنیہ۔ اب ظاہر ہے کہ قطب الارشاد حکمران کو نہیں کہتے اور آج بھی بلکہ ہر دور میں قطب الارشاد موجود ہوتا ہے مگر اس کا حکمران

Islam The World Religion

اور سیاستدان ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ عدمِ انطباق کی دوسری وجہ یہ ہے کہ شاہ صاحب نے قطبیتِ باطنی کا فیض حاصل کرنے والوں میں اہل بیت کے ساتھ خواص کو بھی شامل کیا ہے۔ خواص کا لفظ تفضیلی کو نظر کیوں نہیں آیا؟ اور خلفاء اربعہ سے بڑھ کر حضور کریم ﷺ کے خواص کون ہو سکتے ہیں؟ خصوصاً جن کے حق میں لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِيْلاً وارد ہے ان سے بڑھ کر خاص کون ہو گا؟ اور اگر تفضیلی اسے عطف تفسیری بنائیں تو ہم عرض کریں گے کہ پھر دوسرے طبقہ میں حضرت شاہ صاحب نے خلفاء اربعہ اور عشرہ مبشرہ کا ذکر کیا ہے۔ یہاں بھی خلفاء اربعہ اور عشرہ مبشرہ میں عطف تفسیری مراد لیکر دکھایئے۔ پہلے طبقہ میں اہل بیت خواص میں شامل ہیں مگر خواص صرف اہل بیت نہیں اور دوسرے طبقہ میں خلفاء اربعہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں مگر صرف خلفاء اربعہ ہی عشرہ مبشرہ نہیں۔ عدمِ انطباق کی تیسری وجہ یہ ہے کہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے تیسرے طبقے کو احسان کے وصف سے متصف قرار دیا ہے۔ طالبِ علم بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ تصوف اور طریقت ہی کا دوسرا نام احسان ہے اور حدیثِ احسان کی صوفیانہ شرح کے مطابق اِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ والی فنائیت ہی مرتبہِ احسان تک پہنچاتی ہے۔ دراصل شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے خلافت کی بات ہی نہیں کی اور نہ ہی یہ لفظ تلاش کرنے سے بھی ان کی عبارت میں آپکو ملے گا، بلکہ انہوں نے روحانی فیض ہی کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ تفضیلی صاحب نے تین طرح کی خلافت کا لفظ بار بار استعمال فرمایا ہے حالانکہ شاہ صاحب لفظِ خلافت سے دور رہے ہیں۔ اسکے برعکس حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے تینوں طبقات کیلیے قطبیت اور احسان کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جبکہ تفضیلی صاحب نے ان الفاظ سے مکمل اجتناب فرمایا ہے۔ یہ زمین آسمان کا فرق بتا رہا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد کچھ اور ہے اور تفضیلی صاحب کی نیت میں کچھ اور ہے۔ ثالثاً تفضیلی صاحب کو خود بھی شاہ صاحب کی عبارت کا اپنی تقسیم پر عدمِ انطباق کھٹک چکا ہے۔ اسی لیے انہیں یہ وضاحت کرنا پڑی کہ ''واضح رہے کہ یہ تقسیم غلبہ حال اور خصوصی امتیاز کی نشاندہی کے لیے ہے ورنہ ہر سہ اقسام میں سے کوئی بھی دوسری قسم کے خواص و کمالات سے کلیتًا خالی نہیں ہے''۔ رابعاً حضرت شاہ صاحب نے پہلے طبقے میں تمام اہل بیت اور خواص کو شامل فرمایا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اہلِ بیت سے کون کون سی ہستیاں مراد ہیں۔ کیا اہلِ بیت اور خواص میں

Islam The World Religion

ازواجِ مطہرات شامل ہوں گی کہ نہیں، جن کا اہل بیت ہونا قرآن میں منصوص ہے؟ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ تفضیلیوں کی بعض باتوں سے رافضیت لازم آتی ہے۔

خامساً: حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ خود لکھتے ہیں کہ مجھے روحانی طور پر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ سے حضرت علی پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو فضیلت دینے کا حکم دیا گیا۔ گو اس معاملے میں اگر میری طبیعت اور میرے رجحان کو آزاد چھوڑا جاتا تو وہ دونوں حضرت علی کو فضیلت دینے اور ان سے زیادہ محبت کا اظہار کرتے لیکن یہ ایک چیز تھی جو میری طبیعت کی خواہش کے خلاف عبادت کی طرح مجھ پر عائد کی گئی تھی اور مجھ پر اسکی تعمیل لازم تھی (فیوض الحرمین اردو صفحہ ۲۰۳، ۳۳ واں مشاہدہ)۔

سوچنے کی بات ہے کہ شاہ صاحب کس جہت سے مولا علی کو افضل مانتے ہوں گے جس کی اصلاح کی گئی، کیا شاہ صاحب صرف سیاست میں مولا علی کو افضل مانتے تھے؟

سادساً: حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے تفضیلِ شیخین کے موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین ہے۔ اس کتاب میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے صاف لکھا ہے کہ: شیخین کی خلافت کا زمانہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ ہے اور خلافت مرتضیٰ کا زمانہ ولایت کا زمانہ ہے۔ میں نے فنائیت اور شعاؤں کے انعکاس کے لحاظ سے نبی کریم ﷺ سے مشابہت صدیق میں زیادہ دیکھی ہے (قرۃ العینین صفحہ ۳۳۱)۔

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کی عبارات میں تطبیق کی صورت آسانی سے نکل آئی کہ ان کے نزدیک قطبیتِ ارشادیہ سے مراد کمالاتِ نبوت سے اتصاف ہے اور شیخین کا قربِ نبوت سے واصل ہونا حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے بھی لکھا ہے۔ گویا حضرت مجدد اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما کی بات میں بھی مطابقت پیدا ہوگئی۔

دوسری جگہ شیخ اکبر علیہ الرحمہ کی عبارت نقل کرتے ہیں کہ خلفاءِ اربعہ کے پاس خلافت ظاہری باطنی دونوں موجود تھیں۔ یہ عبارت اصل الفاظ کے ساتھ ہم نقل کر چکے ہیں (ملاحظہ ہو قرۃ العینین صفحہ ۳۲۲)۔ تیسری جگہ لکھتے ہیں کہ: اگر بیعت اور صحبت کا اعتبار کیا جائے تو شیخین کے سلاسل مولائے مرتضیٰ سے زیادہ ثابت ہوتے ہیں بلکہ خود سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی شیخین

Islam The World Religion

سے فیض پہنچتا ہے (قرۃ العینین صفحہ ۳۰۰)۔

اب بتایئے! آپ نے پوری صورتِ حال کو ملحوظ کیوں نہ رکھا۔ شاہ صاحب کا مکاشفہ کیوں چھپایا۔ اور ان کی ایک عبارت کو دوسری عبارات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کیوں نہ فرمائی۔ اپنی مرضی اور اندرونی عقیدے کے مطابق ایک تقسیم کو جنم دے کر شاہ صاحب کی عبارت کو اس پر زبردستی منطبق کیوں فرمایا؟

سابعاً: روافض کا عقیدہ ہے کہ امامت شورائی نہیں ہوتی بلکہ امام مامور من اللہ ہوتا ہے۔ مولا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو خالص شورائی اور صحابہ کی ملی بھگت قرار دیتے ہوئے روافض نے صدیقی خلافت پر تنقید کی ہے بلکہ اس موضوع پر ان کی مکمل کتاب شیخِ سقیفہ موجود ہے جو ایک نہایت گستاخانہ کتاب ہے۔

ہمارے مخاطب تفضیلی رافضی نے حضرت شاہ صاحب کی تقسیم سے بالکل بے گانہ ہو کر، سو فیصد رافضیانہ ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور صدیقی خلافت کو ظاہری اور مولا علی کی ولایت کو باطنی قرار دیتے ہوئے یوں موازنہ لکھا ہے کہ:

خلافت ظاہری دین اسلام کا سیاسی منصب ہے جو انتخابی اور شورائی ہوتا ہے اور عوامی چناؤ سے عمل میں آتا ہے، اس میں جمہوریت ہوتی ہے، کسی کی تجویز ہوتی ہے اور کسی کی تائید۔

جب کہ خلافت باطنی خالصتاً روحانی منصب ہے، یہ محض وہبی اور اجتبائی امر ہے، خلیفہ باطنی کا تقرر خدا کرتا ہے، اس میں جمہوریت نہیں بلکہ ماموریت ہوتی ہے اس میں کسی کی تجویز اور کسی کی تائید کی ضرورت نہیں ہوتی۔

آگے لکھتے ہیں: خلافت زمینی نظام کو سنوارتی ہے اور ولایت اسے آسمانی نظام کے حسن سے نکھارتی ہے۔ خلافت افراد کو عادل بناتی ہے اور ولایت افراد کو کامل بناتی ہے۔ خلافت کا دائرہ فرش تک ہے اور ولایت کا دائرہ عرش تک ہے۔

اہلِ علم سے درخواست ہے کہ تفضیلی رافضی کے ان نظریات کا غور سے جائزہ لیجیے۔ کیا خلفائے ثلاثہ علیہم الرضوان کی سبکی اور خفت بلکہ ان پر تبرا بولنے میں کوئی کمی رہ گئی ہے؟ کیا خلافت اور ولایت کے اس تقابل نے معاملہ تفضیل سے بڑھ کر غالی رافضیت تک نہیں پہنچا دیا؟

Islam The World Religion

مزید سنیے! فرماتے ہیں: لہٰذا اب خلافت سے مفر ہے نہ ولایت سے، کیونکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل اجماعِ صحابہ سے منعقد ہوئی اور تاریخ کی شہادتِ قطعی سے ثابت ہوئی اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی ولایت بلافصل خود فرمانِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منعقد ہوئی اور احادیث متواترہ کی شہادتِ قطعی سے ثابت ہوئی الخ۔

غور فرمایئے! رافضی نے خلافتِ صدیق کو محض اجماعِ صحابہ اور تاریخی شہادت میں محدود کر دیا ہے جس کے پاس قرآن وسنت سے کوئی دستاویز موجود نہ ہو اور ولایت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کو احادیث متواترہ سے قطعی ثابت کر مارا ہے۔ ولایت بھی وہ جو انہوں نے اپنے ذہن سے تیار کی ہے۔ بلکہ اس کتاب میں ہر جگہ مولا کا ترجمہ مولا ہی کرتے رہے مگر جب آخر میں پہنچے تو جہاں سیدنا فاروقِ اعظم نے مولا کا لفظ استعمال فرمایا تھا وہاں موقع پا کر مولا کا ترجمہ آقا کر دیا تاکہ یہ سازش پوری کتاب میں جلوہ گر ہو جائے اور اہل سنت کی طرح مولا بمعنی دوست اور محبوب نہیں بلکہ روافض کی طرح مولا بمعنی آقا ثابت ہو جائے۔

مزید فرماتے ہیں: سو ہم سب کو جان لینا چاہیے کہ حضرت مولا علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور حضرت مہدی الارض والسمآء علیہ السلام باپ بیٹا دونوں..... اللہ کے ولی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی ہیں۔ انہیں تسلیم کرنا ہر صاحبِ ایمان پر واجب ہے۔

فرمایئے! یہ شیعہ کے کلمہ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ کا بعینہ ترجمہ ہے کہ نہیں؟ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ساری باتیں کہاں لکھی تھیں اور ان ساری خرافات کو آپ کس کے ذمے لگائیں گے؟

حقیقت یہ ہے کہ خلافتِ صدیقی کی بنیاد قرآن وسنت میں موجود ہے اور علماء اہل سنت شروع سے اس پر دلائل دیتے چلے آئے ہیں۔ اہل سنت نے قرآن کی آیت وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا سے خلفائے راشدین کی خلافتِ حقہ پر استدلال کیا ہے، اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ سے خلفائے راشدین کی خلافتِ حقہ کی تصدیق ہو رہی ہے۔ حدیث بخاری میں مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ کے الفاظ موجود ہیں یعنی ابوبکر کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے امر کر دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے (بخاری: ۶۷۸)۔ فرمایئے! وَعَدَ

Islam The World Religion

اللہُ میں صدیقی خلافت کا وعدہ خدا نے کیا یا جمہور نے؟ مُرُوْا کا کیا معنی ہے؟ یہاں ماموریت کو دیکھتے وقت آپ کی آنکھیں کیوں چندھیا گئیں؟ اور حدیث مسلم میں یَأْبَی اللہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ کے الفاظ موجود ہیں یعنی میرے بعد اللہ اور تمام فرشتوں نے ابوبکر کے سواء ہر کسی کی امامت کا انکار کر دیا ہے (مسلم:۶۱۸۱)۔

اس سے بڑھ کر ابوداؤد شریف میں لَا لَا لَا یَأْبَی اللہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ کے الفاظ موجود ہیں (ابوداؤد:۴۶۶۱)۔

حضرت مولا حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: وَاللہِ لَنَزَلَتْ خِلَافَۃُ اَبِیْ بَکْرٍ مِّنَ السَّمَآءِ یعنی اللہ کی قسم ابوبکر کی خلافت آسمان سے نازل ہوئی (فضائل الصحابۃ: ۲۱۰)۔اسنادہ حسن

فرمایئے! یہ قرآن اور حدیث ہے یا تاریخ؟ اس میں اللہ، اللہ کا رسول اور تمام آسمانی فرشتے بھی شامل ہیں یا محض عوام، جمہور، شوریٰ اور رافضیوں کے بقول ملی بھگت؟ پھر آپ نے کس طرح خالص شورائی اور خالص خدائی کی رافضیانہ تقسیم کرنے کی جرأت فرمائی۔

یَأْبَی اللہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کے یہی الفاظ اگر مولا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں وارد ہوتے تو تفضیلیوں کو آسمانوں اور زمینوں میں ولایت اور امامت کے ڈنکے سنائی دینے لگتے۔

اگر کسی شخص نے تجویز دی تھی اور دوسروں نے تائید کی تھی تو اس کا سبب اور پس منظر کیا تھا؟ اَنْتَ سَیِّدُنَا، وَخَیْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (بخاری :۳۶۶۸) کے الفاظ اللہ اور اس کے رسول کو بیچ میں لا رہے ہیں کہ نہیں؟

حتیٰ کہ مولا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خلیفۂ رسول ہونا سابقہ ادیان میں بھی مذکور تھا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین میں بیٹھے ہوئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تصویر تک ان لوگوں کے پاس محفوظ تھی۔ یہ حدیث ہم مکمل حوالے کے ساتھ نقل کر چکے ہیں۔

ایسے دلائل کے ہوتے ہوئے تفضیلی نے خلافتِ صدیقی کو وحی سے لاتعلق اور خالص شورائی کہہ دیا ہے۔ حضور سیدنا غوثِ اعظم قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

رافضی اہل سنت کو ناصبی کہتے ہیں کیونکہ اہل سنت اپنے امام کو جماعت کی رائے سے

Islam The World Religion

مقرر کرتے ہیں تُسَمِّیھَا الرَّافِضَۃُ نَاصِبَۃً لِقَوْلِھَا بِاِخْتِیَارِ الْاِمَامِ وَ نَصْبِہٖ بِالْعَقْدِ(غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۷۶)۔اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی تفضیلی کی کھال اتاریں تو اندر سے غالی رافضی برآمد ہوگا۔

تفضیلی کا یہ کہنا کہ خلافت میں جمہوریت ہوتی ہے اور ولی باطن مامور من اللہ ہوتا ہے، منتخب ہوتا ہے،اس کا تقرر خدا کرتا ہے،مولا علی کی ولایت احادیثِ متواترہ کی قطعیت سے ثابت ہے، مولا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی ہیں،انہیں اور امام مہدی علیہما السلام کو تسلیم کرنا ہر صاحبِ ایمان پر واجب ہے۔تفضیلی کے ان تمام جملوں پر غور کیجیے۔یہ صرف تفضیل ہی نہیں بلکہ خالص رافضیت بھی ہے۔باطن کا یہ عقیدہ صرف روافض میں ہی نہیں بلکہ اسماعیلیوں کے ہاں بھی رائج ہے۔

تفضیلی صاحب نے سیاست اور ولایت میں جو طویل موازنہ لکھا ہے، یہ محض خطیبانہ گردان ہے اور اسکی ہر بات ہماری پیش کردہ آیات واحادیث اور خصوصاً فرمانِ مصطفی علیہ التحیۃ والثناء یَأْبَی اللّٰہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ سے متصادم ہے۔

چند گوئی اے لجوجِ بے صفا
ایں فسونِ دیو پیشِ مصطفی

آپ رضی اللہ عنہ کی ولایت کے منکر خارجی ہیں۔مگر اس ولایت میں پہلے تینوں خلفائے راشدین علیہم الرضوان بدرجہ اولیٰ شامل ہیں اور تفضیلی نے جس طریقے سے مولا علی کی ولایت کو خلفائے ثلاثہ پر ترجیح دی ہے یہ خالص رافضیت اور خلفائے ثلاثہ کی توہین اور بے ادبی ہے۔اہلِ سنت کا عقیدہ خوارج اور روافض لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّ ھِمْ کے بین بین ہے۔

آخر میں ہمارے مخاطب گستاخ کے مذکورہ بالا جملوں کی تردید شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کی زبانی سنیے۔فرماتے ہیں:

میں نے روحانی طور پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیعہ فرقہ کے بارے میں پوچھا کہ یہ لوگ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر آپکے صحابہ کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کا مسلک باطل ہے۔ان کے مسلک کا بطلان امام کے بارے میں ان کے پیش کردہ تصور پر معمولی غور وفکر سے کھل جاتا ہے۔اس کیفیت سے واپسی کے بعد میں نے امام کے

Islam The World Religion

لفظ پر غور کیا تو ظاہر ہوا کہ یہ لوگ امام کو معصوم اور اسکی اطاعت کو فرض قرار دیتے ہیں اور وحی باطنی جو باطن پر حکم خداوندی کے اِلقاء کا نام ہے اسے امام کے لیے اجتہاد، الہام یا خطا سے محفوظ ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام کو اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے خود مقرر کرتا ہے تا کہ وہ انہیں خداوندی احکام پہنچائے۔ حالانکہ یہی تو نبوت کے معنی اور اسکے فرائض وخصائص ہیں۔ نبی کی تعریف یہ ہے کہ اللہ اسے احکام کی تبلیغ کے لیے مبعوث کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کو اپنے احکام کی تبلیغ کے لیے بھیجتا ہے اور اسکی اطاعت فرض ہوتی ہے۔ گویا دوسرے الفاظ میں یہ لوگ ختمِ نبوت کے قائل نہیں ہیں اور اماموں کے لیے نبوت ثابت کرتے ہیں (الانتباہ فی سلاسلِ الاولیاء صفحہ ۸)۔

ایک ہاتھ میں تفضیلیوں کا یہ سوال اور دوسرے ہاتھ میں الانتباہ پکڑ لیجیے۔ آپ پر واضح ہوجائے گا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ان لوگوں کو ختمِ نبوت کا منکر کہہ دیا ہے۔

روافض کے عقائد کی ہر کتاب میں لکھا ہے کہ:

شیعہ اور سنی میں سب سے بڑا پہلا اور بنیادی فرق یہ ہے کہ امامیہ کے نزدیک ان کے امام مامور من اللہ ہوتے ہیں، جیسا کہ سیدنا علی المرتضیٰ کی امامت کا اعلان غدیرِ خم کے موقع پر ہوا۔ جبکہ اہلِ سنت کے نزدیک خلافت ایک شورائی اور اجماعی منصب ہے (ملاحظہ ہو شیعہ عقائد کی ہر کتاب مثلاً اصل واصولِ شیعہ صفحہ ۱۰۱، امامت وملوکیت صفحہ ۱۷۴)۔

لغت کی کتاب غیاث اللغات میں ہے کہ: امامیہ: فرقہِ شیعان کہ بجز دوازدہ ائمہ بولایتِ کسے اعتقاد ندارند یعنی امامیہ شیعہ کا وہ فرقہ ہے جو بارہ اماموں کے سواء کسی کی ولایت کا اعتقاد نہیں رکھتا (غیاث اللغات صفحہ ۴۴)۔

تفضیلیوں کا پانچواں سوال

افضلیت کا دارومدار علم پر ہوتا ہے اور مولا علی رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں اَعلم ہیں۔ آپ علم کا دروازہ ہیں۔ سب سے بڑے قاضی (قضٰی) ہیں اور تمام خلفاء نے آپ سے راہنمائی حاصل کی ہے۔

جواب: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علم کی عظمت میں اور آپ کے اقضی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ لیکن جہاں تک اعلم ہونے کا تعلق ہے تو یہ سراسر صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا خاصہ ہے۔

Islam The World Religion

اعلمیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

(۱)۔قرآنِ حکیم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اتقیٰ قرار دیا ہے (الیل: ۱۷)۔اور تقویٰ بغیر علم کے متصور نہیں ہوسکتا، لہٰذا اتقیٰ ہونے کے لیے اعلم ہونا ضروری ٹھہرا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَنَا اَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً یعنی میں سب لوگوں سے زیادہ اللہ کو جانتا ہوں اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں (بخاری: ۶۱۰۱، مسلم: ۶۱۰۹)۔

سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لَهُوَ كَانَ اَعْلَمَ بِاللّٰهِ وَ اَتْقٰى لَهٗ وَ اَشَدَّ لَهٗ مَخَافَةً یعنی صدیق اکبر سب سے زیادہ اللہ کو جانتے تھے اور تمام صحابہ میں اتقیٰ تھے اور سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھتے تھے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۳)۔

اسی لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: کہ جب صدیق اکبر اس امت کے سب سے بڑے متقی ہیں تو لازم ہوا کہ آپ ہی اللہ کے سب سے بڑے عارف ہوں اِنَّ الصِّدِّيْقَ لَمَّا كَانَ اَتْقَى الْاُمَّةِ بِاَسْرِهَا وَجَبَ اَنْ يَّكُوْنَ اَعْرَفَهَا بِاللّٰهِ (الزلال الانقی صفحہ ۶۸)۔ان عبارتوں میں اعلم باللہ اور اعرف باللہ کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔

دوسری جگہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: آیۂ کریمہ جس طرح افضلیتِ صدیق پر دلیل ساطع، یوں ہی ان کے عرفانِ الٰہی وولایتِ ذاتی میں کافۂ امت سے زیادت پر برہان قاطع (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۸۰)۔

نیز فرماتے ہیں: يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ بلند کرے گا اللہ تم میں سے ایمان والوں کو اور انہیں جو علم دیے گئے درجوں میں۔ اَقُوْلُ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لِي ان آیت طیبات سے ثابت کہ علم باعثِ فضل اور مثلِ ایمان موجبِ رفعِ درجات ہے اور پھر ظاہر کہ زیادتِ سبب، باعثِ زیادتِ مسبب۔ پس جس قدر علم بیش، فضیلت افزوں اور احادیث وآثار سے ثابت کہ جنابِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے برابر صحابہ میں کسی کو علم نہ تھا بلکہ اعلمیتِ صدیق تو قرآنِ عزیز سے ثابت (مطلع القمرین صفحہ ۱۰۸)۔

(۲)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خود امامت کے مصلے پر کھڑا

Islam The World Religion

فرمایا(بخاری:۶۷۸،مسلم:۹۴۸)۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو جس باب میں نقل کیا ہے اس کا نام یہ رکھا ہے "اَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ" یعنی علم اور فضیلت والا امامت کا زیادہ حقدار ہے۔

امام العقائد حضرت امام ابو الحسن اشعری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وَ تَقْدِيْمُهٗ لَهٗ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ اَعْلَمُ الصَّحَابَةِ وَاَقْرَأُهُمْ لِمَا ثَبَتَ فِي الْخَبَرِ الْمُتَّفَقِ عَلٰى صِحَّتِهٖ بَيْنَ الْعُلَمَآءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَءُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَأَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَاَكْبَرُهُمْ سِنًّا فَاِنْ كَانُوْا فِي السِّنِّ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ اِسْلَامًا یعنی نبی کریم ﷺ کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آگے کھڑا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صدیق اکبر تمام صحابہ سے زیادہ علم والے اور بہتر قاری تھے۔ اس لیے کہ صحیح ترین حدیث میں ہے جسکی صحت پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قوم کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں قرآن کا سب سے بڑا قاری ہو اور اگر قاری ہونے میں سب برابر ہوں تو پھر وہ شخص امامت کرائے جو سنت کا سب سے بڑا عالم ہو اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرائے جو عمر میں سب سے بڑا ہو اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرائے جو سب سے پہلے مسلمان ہوا ہو۔

حضرت علامہ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے۔ اور یہ تمام کی تمام صفات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں موجود ہیں (البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۵۷)۔

امامت کی شرائط والی حدیث کی شرح میں تمام شارحین نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اعلم لکھا ہے (ملاحظہ ہو شرح نووی علی مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۶، اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۵۱۴، مرقاۃ جلد ۳ صفحہ ۸۲، حاشیہ سندھی علی نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۲۶، شرح صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۰۶ وغیرہ)۔

امامتِ صدیق والی حدیث اور امام بخاری کے اسی مذکورہ باب کی شرح میں علماءِ اہلِ سنت نے لکھا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے بڑے عالم تھے۔ حضرت علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں: وَلَا شَكَّ فِيْ اِجْتِمَاعِ هٰذَيْنِ الْوَصْفَيْنِ (اَلْاَفْقَهُ وَالْاَقْرَءُ)

Hum The World Religion

فِیْ حَقِّ الصِّدِّیْقِ اَلَا تَرٰی اِلٰی قَوْلِ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمَنَا وَمُرَاجَعَۃُ الشَّارِعِ بِاَنَّہٗ ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ ، تَدُلُّ عَلٰی تَرْجِیْحِہٖ عَلٰی جَمِیْعِ الصَّحَابَۃِ وَتَفْضِیْلِہٖ (عمدۃ القاری جلد ۵ صفحہ ۲۰۵ تحت حدیثِ امامتِ صدیق)۔

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جناب صدیق اکبر تمام صحابہ واہلِ بیت سے بڑے عالم، بہت ذکی وفہیم اور سب سے زیادہ مزاج شناسِ رسول تھے رضی اللہ عنہ۔ اسی لیے حضورِ انور نے اپنے مصلے پر آپ کو کھڑا کیا۔ امام وہی بنایا جاتا ہے جو سب سے بڑا عالم ہو۔ سارے صحابہ میں آپ سب سے بڑے عالم تھے۔ ہم نے عرض کیا ہے۔ شعر

علم میں فضل میں بے شبہ تم سب سے افضل
اس امامت سے تیرے کھل گئے جوہر صدیق
اس امامت سے کھلا تم ہو امامِ اکبر
تھی یہی رمزِ نبی ، کہتے ہیں حیدر: صدیق

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۸ صفحہ ۲۶۰)۔

علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں افضل واعلم تھے اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امامت کے لیے انکا انتخاب کیا (فیوض الباری ۲/۳۱۵)۔

حضرت ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں: واضح رہے کہ خلیفۂ رسول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اتقیٰ، اکرم، اعظم درجہ، ارحم، افضل الامۃ، اعلم، اعلم بالسنۃ، اشجع جیسے اسمِ تفضیل کے صیغوں سے ملقب ہیں (سرمایہ ملت کا نگہبان صفحہ ۱۶۳)۔

حضرت علامہ غلام رسول صاحب سعیدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: تمام صحابہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ علم اور فضل والے تھے (نعمۃ الباری جلد ۲ صفحہ ۵۵۵)۔

یہاں ہم ایک غلط فہمی دور کرتے چلیں کہ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا جنگ کے دوران خود امامت کرانا الگ چیز ہے جبکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امامت کے مصلے پر خود کھڑا کرنا دوسری چیز ہے اور یہی آپ کا خاصہ ہے۔

Islam The World Religion

(۳)۔محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف پر مولا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب قرآن شریف کی آیت مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ تلاوت فرمائی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حیرانی دور ہوگئی اور سب کو یقین آ گیا کہ حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما چکے ہیں۔ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایسے لگتا تھا جیسے لوگ اس آیت کا مفہوم آج تک نہیں سمجھ سکے تھے۔ جب لوگ وہاں سے رخصت ہوئے تو ہر ایک کی زبان پر یہی آیت تھی وَاللہِ، لَکَأَنَّ النَّاسَ لَمْ یَکُوْنُوْا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللہَ اَنْزَلَھَا حَتّٰی تَلَاھَا اَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللہ عَنْہُ، فَتَلَقَّاھَا مِنْہُ النَّاسُ، فَمَا یُسْمَعُ بَشَرٌ اِلَّا یَتْلُوْھَا (بخاری:۱۲۴۱، ۱۲۴۲)۔

آپ کا یہ خطبہ دینا کامل صحو کی دلیل ہے جبکہ آپ کا آیت مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ پڑھ کر تمام صحابہ کو حیران کر دینا اعلمیت کا ثبوت ہے۔ یہاں ہم اہلِ انصاف کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر یہ حدیث سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہوتی تو روافض کیسا حشر برپا کرتے؟

(۴)۔امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب باندھا ہے جس کا نام ہے: اِمَامَۃُ اَھْلِ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ یعنی اہلِ علم اور اہلِ فضل کی امامت کا باب۔ اس باب میں امام نسائی نے صرف ایک ہی حدیث بیان فرمائی ہے، ملاحظہ فرمایئے: لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ قَالَتِ الْاَنْصَارُ مِنَّا اَمِیْرٌ وَمِنْکُمْ اَمِیْرٌ، فَاَتَاھُمْ عُمَرُ فَقَالَ: اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ ﷺ قَدْ اَمَرَ اَبَا بَکْرٍ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ؟ فَاَیُّکُمْ تَطِیْبُ نَفْسُہٗ اَنْ یَّتَقَدَّمَ اَبَا بَکْرٍ؟ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللہِ اَنْ نَتَقَدَّمَ اَبَا بَکْرٍ یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو انصار نے کہا ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے، اتنے میں ان کے پاس حضرت عمر پہنچ گئے، آپ نے فرمایا: کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر کو حکم دیا تھا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں؟ تم میں سے کس کا جی چاہتا ہے کہ ابوبکر سے آگے بڑھے؟ سب نے کہا نعوذ باللہ کہ ہم ابوبکر سے آگے بڑھیں (نسائی:۷۷۷)۔

امام نسائی کا قائم کردہ عنوان بتا رہا ہے کہ اس حدیث سے امام نسائی نے صدیق اکبر کے اعلم اور افضل ہونے پر استدلال کیا ہے۔ یہی امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے سیدنا علی

Islam The World Religion

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خصائص پر کتاب الخصائص لکھی ہے۔

(۵)۔سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد مرتدین نے جب زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ یعنی جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق سمجھا اللہ کی قسم میں اس کے خلاف جنگ کروں گا۔ باقی صحابہ کرام علیہم الرضوان اس بات کو سمجھ نہ سکے۔ پھر بحث مباحثے کے بعد ان پر واضح ہو گیا کہ صدیق اکبر حق پر ہیں۔ لہٰذا سب نے صدیق اکبر کی بات کی طرف رجوع فرمایا۔ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ (مسلم: ۱۲۴، بخاری: ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۶۹۲۵، ۷۲۸۵، ابوداؤد: ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ترمذی: ۲۶۰۷، نسائی: ۲۴۴۳، ۳۰۹۰، ۳۰۹۱، ۳۰۹۲، ۳۰۹۳، ۳۰۹۴، ۳۹۶۹، ۳۹۷۰، ۳۹۷۱، ۳۹۷۳، ۳۹۷۵، ابن ماجہ: ۷۱، ۷۲، ۳۹۲۷، ۳۹۲۸)۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسی طرح حضرت علی اور جنابِ صدیق کے مابین بھی گفتگو ہوئی۔ آخر الامر سب نے اقرار کیا کہ صدیق اکبر کی رائے حق ہے (تصفیہ صفحہ ۱۹)۔ ہم نے یہ حوالہ اس لیے دیا ہے کہ یہ پوری امت کی تحقیق کے عین مطابق ہے۔

اس واقعہ سے علماءِ کرام نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے بڑے عالم ہیں اَبُوْبَكْرٍ اَعْلَمُ الصَّحَابَةِ لِاَنَّهُمْ كُلُّهُمْ وَقَفُوْا اِلٰى آخِرِهٖ (صواعقِ محرقہ صفحہ ۱۷)۔

وَاسْتَدَلَّ الشَّيْخُ اَبُوْ اِسْحَاقَ بِهٰذَا وَغَيْرِهٖ فِيْ طَبَقَاتِهٖ عَلٰى اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رضی اللہ عنہ اَعْلَمُ الصَّحَابَةِ لِاَنَّهُمْ كُلُّهُمْ وَقَفُوْا عَنْ فَهْمِ الْحُكْمِ فِي الْمَسْئَلَةِ اِلَّا هُوَ ثُمَّ ظَهَرَ لَهُمْ بِمُبَاحَثَةٍ لَهُمْ اَنَّ قَوْلَهٗ هُوَ الصَّوَابُ فَرَجَعُوْا اِلَيْهِ (تہذیب الاسماء للنووی جلد ۲ صفحہ ۵۶، تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۴)۔

ترجمہ: شیخ ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے اور اس کے علاوہ دوسری احادیث سے اپنی کتاب طبقات میں استدلال کیا ہے کہ ابو بکر صدیق تمام صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے، اس لیے کہ ابو بکر صدیق کے علاوہ تمام صحابہ مسئلہ میں حکم کو سمجھ نہ سکے، پھر آپ کے ساتھ بحث

Islam The World Religion

کرنے کے بعد ان پر واضح ہوا کہ ابوبکر صدیق کی بات ہی حق ہے، لہٰذا ان سب نے آپکے فیصلے کی طرف رجوع کرلیا۔

اگر یہ صورتِ حال صدیق اکبر کی بجائے مرتضیٰ کریم کیساتھ پیش آئی ہوتی تو رافضی باقی صحابہ کی توہین کرنے کے لیے اس واقعہ کو بھی دلیل بنا لیتے معاذ اللہ۔

(۶)۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حبیبِ کریم ﷺ کے دفن کے وقت یہ حدیث بیان فرمانا کہ: نبی جہاں فوت ہوتے ہیں وہیں پر دفن ہوتے ہیں (ترمذی:۱۰۱۸)، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس بارے میں اعلم ہونے کا ثبوت ہے۔کسی دوسرے صحابی کو ان باتوں کی خبر نہ تھی۔ یہاں خبرِ واحد کی طرح عدمِ روایت کی بات نہیں ہو رہی بلکہ عدمِ علم کی بات ہو رہی ہے۔اسی لیے علامہ سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: وَكَانَ مَعَ ذٰلِكَ اَعْلَمَهُمْ بِالسُّنَّةِ ، كَمَا رَجَعَ اِلَيْهِ الصَّحَابَةُ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعٍ يَبْرُزُ عَلَيْهِمْ بِنَقْلِ سُنَنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَحْفَظُهَا هُوَ وَيَسْتَحْضِرُهَا عِنْدَ الْحَاجَةِ اِلَيْهَا لَيْسَتْ عِنْدَهُمْ یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ سنت کے عالم تھے، جیسا کہ صحابہ نے ایک سے زیادہ مرتبہ آپکی طرف رجوع کیا اور آپ ضرورت کے وقت نبی کریم ﷺ کی حدیث لے کر سامنے آئے، جو انہیں حفظ تھی اور دماغ میں حاضر تھی، اور وہ باقی صحابہ کے پاس نہیں تھی (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۵)۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: قَالَ الْعَالِمُ الْاَكْبَرُ یعنی انبیاء کے دفن والی حدیث عالمِ اکبر (سب سے بڑے عالم) نے بیان فرمائی (تفسیر قرطبی ۴/۲۲۰)۔امام قرطبی نے عالمِ اکبر کے الفاظ لکھ کر تفضیلی عقیدہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے لیکن ملا آں باشد کہ چپ نہ شود۔

(۷)۔سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ابوبکر ہم سب سے زیادہ علم والے تھے وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ اَعْلَمَنَا (بخاری:۴۶۶، ۳۶۵۴، ۳۹۰۴، مسلم:۶۱۷۰، ۶۱۷۱، ترمذی:۳۶۶۰)۔

اس حدیث کی شرح میں بے شمار علماء نے اعلمیتِ صدیق بیان فرمائی ہے (فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۳۵۸، البحر الرائق جلد ۱ صفحہ ۶۰۷، عمدۃ القاری جلد ۴ صفحہ ۴۲۴، اشعۃ اللمعات

Islam The World Religion

جلد ا صفحہ ۵۱۴، مرقاۃ جلد ۳ صفحہ ۸۲، قوت المغتذی علی جامع الترمذی جلد ا صفحہ ۵۵، حاشیہ ابن ماجہ صفحہ ۶۹ وغیرہ)۔

مثلاً علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ملاحظہ کیجیے: فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ اَبَا بَكْرٍ اَعْلَمُ الصَّحَابَةِ یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ ابوبکر تمام صحابہ سے زیادہ علم والے ہیں (عمدۃ القاری جلد ۴ صفحہ ۴۷)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں: علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ امامت کا حقدار سب سے بڑا فقیہ ہوتا ہے یا سب سے بڑا قاری ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ، مالک اور جمہور کہتے ہیں کہ سب سے بڑا فقیہ امامت کا حق دار ہے۔ امام ابو یوسف، احمد، اسحاق، ابن سیرین اور بعض شوافع فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا قاری امامت کا حق دار ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں وصف ابوبکر صدیق میں جمع ہیں، کیا تم ابوسعید خدری کا قول نہیں دیکھتے کہ ابوبکر ہم سب سے زیادہ علم والا تھا؟ وَلَا شَكَّ فِيْ اِجْتِمَاعِ هٰذَيْنِ الْوَصْفَيْنِ فِيْ حَقِّ الصِّدِّيْقِ اَلَا تَرٰى اِلٰى قَوْلِ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اَعْلَمَنَا (عمدۃ القاری جلد ۴ صفحہ ۴۲۴)۔

واضح رہے کہ اعتبار عموم الفاظ کا ہوتا ہے نہ کہ خصوصِ ورود کا، اور اگر اس حدیث سے مراد محبوب کریم ﷺ کے مزاجِ گرامی سے آگاہی لی جائے تو پھر بھی بلاشبہ حضور کریم ﷺ کے مزاج کو سمجھنا تمام علوم پر بھاری ہے۔

(۸)۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خوابوں کی تعبیر کا علم سب سے زیادہ رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں ابوبکر سے کہوں کہ لوگوں کو ان کے خوابوں کی تعبیریں بتایا کرو (صواعقِ محرقہ صفحہ ۶۹)۔ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے زیادہ خوابوں کی تعبیر کا عالم ابوبکر ہے وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ كَانَ اَعْبَرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْ بَكْرٍ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۳، صواعق محرقہ صفحہ ۳۴، الریاض النضرۃ ۱/ ۵۹)۔

خوابوں کی تعبیر کا علم نہ صرف علم ہے بلکہ خاص روحانی اور صوفیانہ علم ہے اور اس علم میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پوری امت سے آگے ہیں۔

Islam the World Religion

(۹)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ابوبکر تمام قریش میں علم الانساب کے سب سے بڑے عالم ہیں، قریش میرے نسب میں شامل ہے، ابوبکر سے معلومات لے کر قریش کے نسب کے خلاف شعر کہنا فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِأَنْسَابِهَا (مسلم: ۶۳۹۵) أَعْلَمُ النَّاسِ بِأَنْسَابِ الْعَرَبِ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۶)۔

(۱۰)۔ آپ اس امت میں سب سے پہلے خطیب ہیں: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خُطْبَةً خَفِيْفَةً، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ خُطْبَتِهِ قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ قُمْ فَاخْطُبْ فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَخَطَبَ فَقَصَرَ دُوْنَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَ أَبُوْ بَكْرٍ مِنْ خُطْبَتِهِ قَالَ: يَا عُمَرُ قُمْ فَاخْطُبْ فَقَامَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَخَطَبَ فَقَصَرَ دُوْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَ دُوْنَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (مستدرک حاکم: ۴۵۵۶)۔ وقال صحیح الاسناد، قال الذهبی منقطع، وَنَقَلَ السُّيُوْطِيُّ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ عَنِ ابْنِ عَسَاكِرٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ أَوَّلَ خَطِيْبٍ دَعَا إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ یعنی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختصر سا خطبہ ارشاد فرمایا، پھر جب اپنے خطبے سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابوبکر کھڑے ہوجاؤ اور خطاب کرو، ابوبکر کھڑے ہو گئے اور خطاب فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختصر خطاب کیا، پھر جب ابوبکر اپنے خطاب سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر کھڑے ہوجاؤ اور خطاب کرو، عمر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے بھی خطاب فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر سے مختصر خطاب کیا۔ علامہ سیوطی نے ابنِ عساکر سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر سب سے پہلے خطیب تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۳)۔

(۱۱)۔ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِيْلاً الحدیث سے استدلال کرتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ: وَ أَحَقُّ مَا أَخَذْنَاهُ قَوْلُ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ یعنی ابوبکر صدیق کا قول سب سے زیادہ حقدار ہے کہ اسے اختیار کیا جائے (مسندِ احمد حدیث: ۱۶۰۵۲)۔

(۱۲)۔ عَنْ عُرْوَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فِيْ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّهُ كَانَ

Islam The World Religion

اَعْلَمَ النَّاسِ (مسند احمد: ۲۴۴۳۴)۔

ترجمہ: حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ : ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (اپنے زمانے میں) تمام انسانوں سے بڑے عالم تھے۔

(۱۳)۔ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ: مَا فَضَلَ اَبُوْ بَكْرٍ بِكَثْرَةِ صِيَامٍ وَلَا صَلٰوةٍ وَلٰكِنْ بِالسِّرِّ الَّذِيْ وُقِرَ فِيْ قَلْبِهٖ۔گویا علم الاسرار میں بھی صدیق آگے ہیں۔

یہاں سے کوئی جاہل یہ نہ سمجھ لے کہ ہم باقی صحابہ کے علم الاسرار کی نفی کر رہے ہیں۔یہاں بات علم کی نہیں بلکہ اعلمیت اور سبقت کی ہو رہی ہے۔

حضرت قاضی ابوبکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ساری امت میں سب سے افضل تھے، ایمان میں سب سے بڑھ کر تھے، فہم میں سب سے کامل تھے اور سب سے وافر علم رکھتے تھے۔كَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَفْضَلَ الْاُمَّةِ وَاَرْجَحَهُمْ اِيْمَاناً وَاَكْمَلَهُمْ فَهْماً وَاَوْفَرَهُمْ عِلْماً وَاَكْثَرَهُمْ حِلْماً وَبِهٖ نَطَقَ قَوْلُهٗ ﷺ: لَوْ وُزِنَ اِيْمَانُ اَبِيْ بَكْرٍ بِاِيْمَانِ اَهْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ اِيْمَانُ اَبِيْ بَكْرٍ عَلٰى اِيْمَانِ اَهْلِ الْاَرْضِ (الانصاف للباقلانی صفحہ ۱۳۱)۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ سنیے، آپ فرماتے ہیں:

هُوَ اَعْلَمُ الصَّحَابَةِ عَلَى الْاِطْلَاقِ لِلْاَدِلَّةِ الْوَاضِحَةِ عَلٰى ذٰلِكَ یعنی صدیق اکبر تمام صحابہ میں علی الاطلاق زیادہ علم رکھتے ہیں اور اسکا ثبوت وہ واضح دلائل ہیں جو اس موضوع پر وارد ہیں (الصواعق المحرقہ صفحہ ۳۳)۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جب حضرت ابوبکر کی مدتِ حیات اور اس وقت کے موانعِ روایات کا موازنہ دوسرے صحابہ کے زمانہ حیات اور موانعِ روایات سے کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کا علم دوسرے صحابہ کے علم سے کہیں زیادہ تھا اور اسی پر فتاویٰ کو قیاس کرنا چاہیے اور ایسا ہی حال حضرت عمر ابن خطاب کا بھی ہے (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۳۷۷)۔

حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں : هُوَ مَذْهَبُ الْخَلِيْفَةِ

الْاَعْظَمِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ ھُوَ اَعْلَمُ الصَّحَابَۃِ وَ اَفْضَلُھُمْ یعنی خلیفہ اعظم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے اور سب سے افضل (فتاویٰ شامی ۵ / ۵۵۲)۔ یہ ہے وہ کتاب جو اس دور میں تمام مفتیوں کا ماخذ اور مرجع ہے۔ اگر ہمت ہے تو لگاؤ فتویٰ! کروزبان درازی! اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ (بخاری: ۳۴۸۳)۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پہ کلامِ نرم و نازک بے اثر

اعلمیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع

شارح بخاری حضرت ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: فِیْہِ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ اَعْلَمُ الصَّحَابَۃِ لِاَنَّ اَبَا سَعِیْدٍ شَھِدَ لَہٗ بِذَالِکَ بِحَضْرَۃِ جَمَاعَتِھِمْ وَ لَمْ یُنْکِرْ ذَالِکَ عَلَیْہِ اَحَدٌ یعنی اس حدیث میں اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے بڑے عالم تھے، اس لیے کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی جماعت کے سامنے آپ کے حق میں اس بات کی گواہی دی اور صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہ کیا (ابن بطال جلد ۲ صفحہ ۱۱۵)۔

شارح بخاری ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ اَھْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَۃِ کے تحت لکھتے ہیں: وَاِنَّمَا قَدَّمَہٗ لِعِلْمِہٖ وَفَضْلِہٖ، وَاَمَّا فَضْلُہٗ عَلٰی سَائِرِ الصَّحَابَۃِ فَھُوَ مِمَّا اجْتَمَعَ عَلَیْہِ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ، وَاَمَّا عِلْمُہٗ فَکَذَالِکَ، وَقَدْ حَکٰی اَبُوْ بَکْرٍ بْنِ السَّمْعَانِیْ وَغَیْرُہٗ اِجْمَاعَ اَھْلِ السُّنَّۃِ عَلَیْہِ اَیْضاً یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کے علم اور فضل کی وجہ سے آگے بڑھایا تھا، آپ کی تمام صحابہ پر افضلیت پر تمام اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے، اور اعلمیت پر بھی اسی طرح اجماع ہے، ابوبکر سمعانی وغیرہ نے اہل سنت کا اس پر بھی اجماع بیان کیا ہے (فتح الباری شرح البخاری لابن رجب جلد ۴ صفحہ ۱۱۷)۔

حضرت علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبہم

Islam The World Religion

طریقے سے ایک بندے کی بات کی تھی (اور اپنا اسم گرامی نہیں لیا تھا) تا کہ اہل معرفت کا فہم اور ماہرین کی بلندی شان ظاہر ہو جائے۔ یہ ارشاد آپ ﷺ نے وفات کی تکلیف کے دنوں میں فرمایا۔ جبکہ ابوبکر تمام صحابہ میں سے زیادہ علم والے تھے، کیونکہ جب حضرت ابوسعید خدری نے فرمایا کہ ابوبکر ہم میں سب سے زیادہ علم والے تھے تو حاضرین صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی انکار نہیں کیا وَلَمَّا كَانَ اَبُوْ بَكْرٍ اَعْلَمَ الصَّحَابَةِ ،اِذْ لَمْ يُنْكِرْ اَحَدٌ مِنْهُمْ مِمَّنْ حَضَرَ حِيْنَ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٌ: وَ كَانَ اَبُوْ بَكْرٍ اَعْلَمَنَا (عمدۃ القاری جلد ۴ صفحہ ۷۲)۔

تفضیلیہ کے ممدوح ابنِ تیمیہ نے بھی اس موضوع پر اجماع نقل کیا ہے، لکھتے ہیں:

قَدْ نَقَلَ غَيْرُ وَاحِدٍ الْاِجْمَاعَ عَلٰى اَنَّ اَبَابَكْرٍ اَعْلَمُ مِنْ عَلِيٍّ ، مِنْهُمُ الْاِمَامُ مَنْصُوْرٌ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ السَّمْعَانِيُّ الْمَرْوَزِيُّ اَحَدُ اَئِمَّةِ الشَّافِعِيَّةِ وَذَكَرَ فِيْ كِتَابِهٖ تَقْوِيْمِ الْاَدِلَّةِ الْاِجْمَاعَ مِنْ عُلَمَآءِ السُّنَّةِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ اَعْلَمُ مِنْ عَلِيٍّ (منہاج السنۃ جلد ۴ صفحہ ۱۳۵)۔

واضح ہو گیا کہ اعلم ہونا صدیق اکبر کا خاصہ ہے اور اگر خاصہ کا انکار گستاخی ہے تو پھر اعلمیتِ صدیق کا انکار عظیم گستاخی ہوا۔

(۱۲)۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ علم سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :لَوْ وُضِعَ عِلْمُ عُمَرَ فِيْ كَفَّةِ مِيْزَانٍ وَ عِلْمُ النَّاسِ فِيْ كَفَّةٍ لَرَجَحَ عِلْمُ عُمَرَ یعنی اگر عمر کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور تمام لوگوں کا علم دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو عمر کا علم بھاری ہے (مستدرک :۴۵۵۳)۔ یہ الفاظ اگر مولا علی کے بارے میں فرمائے گئے ہوتے تو تفضیلی اور روافض قیامت برپا کر دیتے۔

حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے بھی اس کی تصدیق کر دی ہے۔ سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات فاروقی دور اور اسکے بعد کے لحاظ سے فرمائی ہے۔ اس کی تائید ایک اور روایت سے اس طرح ہو رہی ہے کہ سیدنا ابنِ مسعود نے فرمایا: لَقَدْ كَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّهٗ ذَهَبَ بِتِسْعَةِ اَعْشَارِ الْعِلْمِ وَلَمَجْلِسٌ كُنْتُ اَجْلِسُهٗ مَعَ عُمَرَ اَوْثَقُ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ عَمَلِ

سَنَةٍ یعنی صحابہ کرام کی تحقیق یہ تھی کہ عمر علم کے دس حصوں میں سے نو حصے اپنے ساتھ لے گئے، اور عمر کی مجلس میں ایک گھڑی بیٹھنا مجھے ایک سال کے عمل سے زیادہ پسند تھا (الاستیعاب صفحہ ۵۵۴)۔اِسْنَادُہٗ صَحِیْح

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا ابنِ مسعود شاگرد ہیں فاروقِ اعظم کے اور ان سے اس طرح فیض حاصل کیا ہے جیسے ایک مرید اپنے مرشد سے حاصل کرتا ہے۔اور بلا تکلف اس حدیث میں ''یک زمانہ صحبتِ با اولیاء'' کی تصریح موجود ہے۔

باب العلم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علم کے بارے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور کسی تابعی کا قول اگر اعلمیت کا ملتا ہو تو اس کا تعلق خلفاءِ ثلاثہ کے بعد کے دور سے ہے۔خاص طور پر معاصرین اور شاگرد حضرات جب اپنے استاد کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہیں تو وہ اپنے ذاتی تجربے اور مشاہدے کی حد تک بات کر رہے ہوتے ہیں اور اس میں ان کا اپنے استاد یا معاصر سے حسنِ ظن غالب ہوتا ہے۔اور اگر کسی ایسے شاگرد کی طرف منسوب قول ہو ہی موضوع اور احادیثِ مرفوعہ صحیحہ سے متصادم، تو کون سا محقق اسے شمار میں لائے گا۔

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے کہا میں نے آپ سے افضل نہیں دیکھا۔آپ نے فرمایا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا کیا تم نے ابوبکر کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔فرمایا: اگر تم بتاتے کہ تم نے ان میں سے کسی ایک کو بھی دیکھا ہے، تو تمہاری خیر نہیں تھی لَوْ قُلْتَ نَعَمْ لَاَوْجَعْتُكَ ضَرْباً (الریاض النضرہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۷، کنز العمال ۱۲ / ۲۲۳، حدیث: ۳۵۶۱۲)۔الحدیث حسن

حضرت قبیصہ بن جابر فرماتے ہیں کہ میں نے ہرگز کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو عمر سے زیادہ اللہ کو جانتا ہو، اور عمر سے زیادہ اللہ کی کتاب کا قاری ہو اور ان سے زیادہ اللہ کے دین کی سمجھ رکھتا ہو مَا رَاَیْتُ رَجُلاً قَطُّ اَعْلَمَ بِاللّٰہِ الخ (فضائل الصحابہ: ۲/ ۷۴، ۶۹۲)۔

سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ اور بے شمار صحابہ فرمائیں کہ: دس میں سے نو حصے علم حضرت عمر کے پاس تھا (الاستیعاب صفحہ ۵۵۴) اور سیدنا ابنِ عباس فرمائیں کہ: دس میں سے نو حصے علم حضرت علی کے پاس تھا (الاستیعاب صفحہ ۵۳۳) تو بتایئے ترجیح یا تطبیق کیسے ہوگی؟ ظاہر ہے

Islam The World Religion

دونوں باتوں کو اپنے اپنے دور پر محمول کرنا پڑے گا۔

حضرت علامہ ابو شکور سالمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: روافض کا ایک فرقہ کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ابو بکر، عمر اور عثمان سے زیادہ علم تھا، کچھ کہتے ہیں کہ حضرت علی اور اہل بیت سے محبت زیادہ ہونی چاہیے، ان کے یہ سب عقائد بدعت اور فسق ہیں مِنْهُمْ مَنْ قَالَ بِاَنَّ عَلِيّاً كَانَ اَعْلَمَ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ الخ (التمہید صفحہ ۱۸۲)۔

تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں

اب اس عنوان کے تحت ہم جتنے دلائل پیش کریں گے ان کا تعلق اعلمیت سے نہیں بلکہ اس بات سے ہے کہ تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں، لہٰذا کوئی شخص بات کو اصل موضوع سے ہٹا کر بد دیانتی نہ کرے۔

(۱)۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری دنیا کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ آپ معلمِ کائنات ہیں۔ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (جمعہ: ۲) اور لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (النحل: ۴۴) وغیرہ بے شمار آیات سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم صرف سیدنا علی المرتضیٰ نے نہیں بلکہ تمام صحابہ نے حاصل کیا ہے۔

اسی طرح كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران: ۱۱۰) اور حدیث: بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً (بخاری: ۳۴۶۱)۔ جیسے بے شمار دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ تمام اسلامی تعلیمات آگے پھیلانے کا حکم تمام صحابہ کو مل چکا ہے۔ لہٰذا صرف مولا علی رضی اللہ عنہ کو باب العلم سمجھنے سے قرآن وسنت کی ان گنت تصریحات اور قرآن سمیت اہم ترین تعلیمات کا انکار لازم آئے گا۔

قرآن مجید کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں چار صحابہ نے جمع کیا: حضرت ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید رضی اللہ عنہم (بخاری: ۳۸۱۰، ۵۰۰۳، ۵۰۰۴، مسلم: ۶۳۴۰، ترمذی: ۳۷۹۴)۔

بعد میں قرآن حکیم کو سیدنا صدیق اکبر نے ایک صحیفے میں جمع کرایا اور یہ سارا کام

Islam The World Religion

حضرت زید کے ہاتھوں سے ہوا (بخاری:۴۹۸۶)۔خود سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:اِنَّ اَعْظَمَ النَّاسِ اَجْراً فِي الْمَصَاحِفِ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ كَانَ اَوَّلَ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ یعنی بے شک تمام لوگوں میں مصاحف کے معاملے میں سب سے زیادہ اجر پانے والے ابوبکر صدیق ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قرآن کو دولوحوں کے درمیان جمع کیا (فضائل الصحابہ:۵۱۳، ۵۱۴، ۲۸۰) اسنادہ حسن۔

پھر اس کے بعد سیدنا عثمانِ غنی نے اسے ایک قرأت پر جمع فرمایا۔حضرت حذیفہ نے جب کچھ لوگوں کو قرأت میں اختلاف کرتے ہوئے دیکھا تو حضرت عثمان سے عرض کیا اے امیر المومنین : اَدْرِكْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ قَبْلَ اَنْ يَّخْتَلِفُوْا فِي الْكِتَابِ یعنی اے امیر المومنین اس امت کی مدد کو پہنچیں اس سے پہلے کہ یہ کتاب میں اختلاف کریں (بخاری:۴۹۸۷)۔

سیدنا ابوبکر صدیق کو علم اور فضل کی بناء پر تمام صحابہ کا امام بنایا گیا (بخاری:۶۷۸)۔

حضرت عمر فاروق نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچا ہوا سارا علم پی لیا (مسلم:۶۱۹۰، ۶۱۹۱، بخاری:۸۲، ۳۶۸۱، ۷۰۰۶، ۷۰۲۷، ۷۰۳۲، ترمذی:۲۲۸۴، مستدرک:۴۵۵۲)۔

خود مولا علی رضی اللہ عنہ نے مولا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اور بعض دیگر صحابہ سے دین روایت فرمایا ہے۔چنانچہ ایک حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں کہ:عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّصَدَقَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِلٰى آخِرِهٖ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے ابوبکر نے حدیث بتائی اور ابوبکر نے سچ فرمایا۔فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب کوئی آدمی گناہ کر بیٹھتا ہے پھر کھڑا ہو کر وضو کرتا ہے پھر نماز پڑھتا ہے پھر اللہ سے بخشش مانگتا ہے۔تو اللہ اسے بخش دیتا ہے۔پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:اَلَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً الآية (ترمذی:۴۰۶، ابوداؤد:۱۵۲۱، ابن ماجہ:۱۳۹۵)۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ حدیث بیان فرماتے ہیں کہ: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تھا تو اس کے ذریعے سے اللہ جتنا چاہتا مجھے فائدہ پہنچاتا۔تو جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی دوسرا مجھ سے

Islam The World Religion

حدیثِ رسول بیان کرتا تو میں اس سے قسم لیتا (کہ وہ صحیح روایت بیان کر رہا ہے)، جب وہ قسم اٹھاتا تو میں اسے سچ مان لیتا، اور بے شک ابوبکر نے مجھے حدیث بیان کی، اور ابوبکر نے سچ کہا الخ (فضائل الصحابہ: ۱۴۲)۔

اب بتایئے، باب العلم کے حصر والی بات کہاں گئی؟ یہاں تو صدیقِ اکبر صرف باب العلم ہی نہیں بلکہ بَابٌ لِلْبَابِ بن چکے ہیں۔ نیز معلوم ہوا کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کئی دوسرے صحابہ سے بھی روایت کیا ہے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے شیخین سے روایت کیا ہے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۹) جبکہ شیخین میں سے کسی نے بھی مولا علی سے روایت نہیں کیا (الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹۴، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۱)۔ رضی اللہ عنہم

شیخین علیہما الرضوان کے بارے میں فرمایا: اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ یعنی میرے بعد ان دو کی پیروی کرنا، ابوبکر اور عمر (ترمذی: ۳۶۶۲)۔ اس حدیث کے اگلے الفاظ یہ بھی ہیں کہ: عمار سے ہدایت حاصل کرو اور جو تمہیں ابنِ مسعود حدیث بیان کرے اس کی تصدیق کرو (ترمذی: ۳۷۹۹)۔

تمام اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کے بارے میں فرمایا: اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا ، کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ یعنی میں تم میں وہ کچھ چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے پکڑے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی میرے اہلِ بیت (ترمذی: ۳۷۸۶)۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے لیے قرآن کی جو تفسیر ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کر دیں میں اس پر راضی ہوں (مستدرکِ حاکم: ۵۴۷۴)۔ اَلْحَدِیْثُ صَحِیْحٌ

نیز فرمایا: ابن مسعود تم سے جو حدیث بھی بیان کرے اسے سچ مانو (ترمذی: ۳۷۹۹، مستدرکِ حاکم: ۴۵۰۹)۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں قرآن کی کوئی ایسی سورۃ نہیں جس کے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ کہاں نازل ہوئی اور کوئی ایسی آیت نہیں جس کے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ کس مقصد کے لیے نازل ہوئی اور اگر مجھے معلوم

Islam The World Religion

ہوجائے کہ فلاں شخص قرآن کے بارے میں مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے، اگر میرا اونٹ اس تک پہنچ سکتا ہو تو میں اپنا اونٹ اس کی طرف ضرور دوڑا دوں (بخاری: ۵۰۰۲، مسلم: ۶۳۳۳)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار آدمیوں سے قرآن سیکھو، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور سالم رضی اللہ عنہم (بخاری: ۳۷۵۸، مسلم: ۶۳۳۴)۔ فرمایئے جن سے قرآن سیکھا جائے وہ علم کے دروازے ہوئے کہ نہیں؟

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حافظہ عطا فرمایا (بخاری: ۱۱۸، ۱۱۹، ۲۰۴۷، ۲۳۵۰)۔ اور اسی لیے وہ سب سے زیادہ احادیث کے راوی ہیں۔ حضرت خیثمہ جب کوفہ سے مدینہ آئے تو اللہ سے دعا فرمائی کہ مجھے کسی صالح آدمی کی مجلس عطا فرما، انہیں حضرت ابو ہریرہ سے ملاقات نصیب ہوئی (ترمذی: ۳۸۱۱)۔

حبیب کریم ﷺ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِياً مَهْدِيّاً وَاهْدِ بِهٖ یعنی اے اللہ اسے ہدایت دینے والا، ہدایت والا بنا، اور اس کے ذریعے سے ہدایت دے (ترمذی: ۳۸۴۲، المعجم الاوسط للطبرانی: ۶۵۶، السنۃ للخلال: ۶۹۹، السنۃ للخلال: ۶۶۹)۔ الحدیث حسن

تمام صحابہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ، وَ اِنَّ رِجَالًا يَأْتُونَكُمْ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّيْنِ یعنی بے شک لوگ تمہارے تابع ہوں گے۔ لوگ تمہارے پاس زمین کے کونے کونے سے دین کی فقہ حاصل کرنے کے لیے آئیں گے (ترمذی: ۲۶۵۰، ابن ماجہ: ۲۴۹)۔

ایک حدیث میں مختلف صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مختلف علوم وفنون پر مہارت کا نہایت خوبصورت تذکرہ موجود ہے۔ فرمایا: اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْ بَكْرٍ، وَ اَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللهِ عُمَرُ، وَ اَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَاَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَ اَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْناً وَاِنَّ اَمِيْنَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ (ترمذی: ۳۷۹۱، ابن ماجہ: ۱۵۴، ۱۵۵)۔ وَقَالَ التِّرْمَذِيُّ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

Islam The World Religion

ترجمہ: میری امت میں سے اس پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہے، اللہ کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر ہے، سب سے زیادہ حیاء والا عثمان ہے، سب سے بڑا قاری ابی بن کعب ہے، سب سے زیادہ میراث کا ماہر زید بن ثابت ہے، حلال اور حرام کا سب سے بڑا عالم معاذ بن جبل ہے، خبردار ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ ابن جراح ہے۔

اس حدیث میں حضرت معاذ بن جبل کو اَعْلَمُ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فرمایا گیا ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ: مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يَجِيئُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَمَامَ الْعُلَمَآءِ یعنی معاذ بن جبل قیامت کے دن علماء کے آگے آگے آئیں گے (الاستیعاب صفحہ ۶۷۲، صواعقِ محرقہ صفحہ ۷۹)۔

حضرت کثیر بن قیس فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابودرداء کے پاس دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا، ان کے پاس ایک آدمی آیا، کہنے لگا اے ابودرداء میں آپ کے پاس مدینۃ الرسول سے ایک حدیث کی خاطر آیا ہوں جسے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں الیٰ آخر الحدیث (ترمذی: ۲۶۸۲، ابوداؤد: ۳۶۴۱)۔ واضح رہے کہ حضرت ابودرداء کی وفات حضرت عثمانِ غنی کے دور میں ۳۲ ہجری میں ہوئی یہ اُس زمانے کی بات ہے جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مدینۃ الرسول میں موجود تھے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے صرف ۳۳ سال کی عمر میں وفات پائی (الاستیعاب صفحہ ۶۷۳)۔ وفات کے وقت آپ سے کہا گیا ہمیں وصیت فرمائیں، فرمایا:

چار آدمیوں کے پاس علم تلاش کرنا: ابودرداء، سلمان فارسی، عبداللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن سلام (ترمذی: ۳۸۰۴)۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے حدیث فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ کو نقل کر کے اس پر اعتماد فرمایا ہے۔ اگرچہ اس حدیث کی سند قابلِ اعتماد نہیں لیکن علماء کے تمام صحابہ کو عدول کہنے، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اثر مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا، مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِي، حدیث اَلنُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِلسَّمَآءِ (مسلم: ۶۴۶۶)۔ اور قرآن کی آیت اِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا سے اس کی تائید ہو رہی ہے، لہٰذا علماء نے اس کے مفہوم پر اعتماد

Iqra The World Religion

کیا ہے اور ہم نے بھی اس کتاب میں اسی وجہ سے اسے نقل کیا ہے۔ امام اہل سنت قدس سرہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ : اہلِ کشف کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۲ / ۴۵۹)۔ آپ فرماتے ہیں:

اہلِ سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ رسول
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(۲)۔ صحابہ کرام کے حق میں علم الاسرار پر اجتماعی دلیل ملاحظہ کیجیے: وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمی لوگوں کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں (الجمعۃ:۲)۔

حکمت سے مراد فہم القرآن ہے (بغوی جلد ا صفحہ ۱۰۷) حکمت سے مراد سنت ہے (بیضاوی جلد ا صفحہ ۱۸۸)۔ حکمت ایسی چیز ہے جس کے ذریعے سے لوگوں کی روحوں کو معارف اور احکام عطا کر کے کامل بنایا جاتا ہے مَا تُكْمَلُ بِهٖ نُفُوْسُهُمْ مِنَ الْمَعَارِفِ وَ الْاَحْكَامِ (بیضاوی جلد ا صفحہ ۸۷)۔ حکمت اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جسے اللہ تعالیٰ عارفین کے قلوب کی طرف بھیجتا ہے اَلْحِكْمَةُ جُنْدٌ مِنْ جُنُوْدِ اللهِ يُرْسِلُهَا اللهُ اِلٰى قُلُوْبِ الْعَارِفِيْنَ (البحر المحیط جلد ا صفحہ ۵۶۳)۔ حکمت کے بارے میں یہ سب اقوال قریب المعنی ہیں (التبیان لغزالی الزمان علیہ رحمۃ الرحمن صفحہ ۳۴۴)۔

حکمت سے خیرِ کثیر حاصل ہوتی ہے، اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا یعنی جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی (البقرۃ:۲۶۹)۔ حدیث شریف میں ہے کہ: جب تم دیکھو کہ ایک شخص دنیا سے بے رغبت ہے اور خاموش خاموش رہتا ہے تو اسکے قریب ہو جاؤ، اسے حکمت عطاء کی گئی ہے (ابن ماجہ حدیث:۴۱۰۱، شعب الایمان:۴۹۸۵)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو علم کی مختلف انواع سے نوازا ہے۔ گلستانِ مصطفی کے ہر پھول کی الگ رنگت اور الگ خوشبو ہے۔ چنانچہ مطلق اعلم ہونے اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاج سمجھنے میں صدیق اکبر سب سے بڑھ کر تھے۔ كَانَ اَبُوْ بَكْرٍ اَعْلَمَنَا (بخاری:۴۶۶، ۳۶۵۴، ۳۹۰۴، مسلم:۶۱۷۰، ۶۱۷۱، ترمذی:۳۶۶۰)۔ آپ علم الاسرار میں سب سے آگے تھے

اَلَّذِیْ وُقِّرَ فِیْ قَلْبِہٖ۔

محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں محدَّث سیدنا عمر فاروق ہیں (مسلم: ۶۲۰۴، بخاری: ۳۴۶۹، ۳۶۸۹، ترمذی: ۳۶۹۳)۔ اور عمر کی زبان پر حق بولتا ہے (ترمذی: ۳۶۸۲، مستدرکِ حاکم: ۴۵۵۷)۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا، میں اس پر صابر ہوں (ترمذی: ۳۷۱۱)۔

ایک مرتبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سرگوشی فرمائی، صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے اپنے چچازاد بھائی سے طویل سرگوشی فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے اس سے سرگوشی فرمائی ہے (ترمذی: ۳۷۲۶)۔ اَلْحَدِیْثُ حَسَنٌ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو علم سیکھے۔ ایک وہ ہے جسے میں بیان کرتا ہوں اور ایک وہ ہے کہ اگر میں بیان کروں تو لوگ میری گردن کاٹ دیں اَمَّا الْآخَرُ لَوْ بَثَثْتُہٗ لَقُطِعَ ھٰذَا الْبَلْعُوْمُ (بخاری: ۱۲۰)۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا لقب ہے: صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَعْلَمُہٗ غَیْرُہٗ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراز، جس راز کو ان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا (بخاری: ۳۷۶۱، مستدرکِ حاکم: ۵۴۶۳)۔

ذرا چشمِ تصور سے غور فرمائیے۔ یہ الفاظ اگر مولا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمائے گئے ہوتے تو یارلوگوں کی طرف سے باطن کے نام پر حشر برپا کر دیا جاتا۔ اگرچہ ہر صحابی صاحبِ سر ہے اور خود سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بھی صاحبِ اسرار ہیں لیکن یہاں اَلَّذِیْ لَا یَعْلَمُہٗ غَیْرُہٗ کی قید موجود ہے۔ کوئی رافضی بات کو دوسری طرف نہ لے جائے، ہم تو ثابت صرف یہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہر صحابی شہرِ علم کا دروازہ ہے اور مختلف صحابہ کو علم الاسرار کا ملنا اس بات کا ثبوت ہے کہ تمام مذکور صحابہ علم الاسرار کے بھی دروازے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو دعا دی کہ: اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ

Islam The World Religion

الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ یعنی اے اللہ اسے کتاب اور حکمت سکھا (بخاری :۷۵ ، ۳۷۵۶ ، ۷۲۷۰)۔حکمت علم الاسرار ہی کا نام ہے۔نیز فرمایا: اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ یعنی اے اللہ اسے دین کی فقہ عطا کر (بخاری:۷۵،مسلم:۶۳۶۸)۔

اسی لیے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو افقہ الناس کہا جاتا ہے یعنی تمام لوگوں سے بڑے فقیہ۔نیز فرمایا: نِعْمَ تُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ ابْنُ عَبَّاس یعنی ابن عباس بہترین ترجمان القرآن ہے(مستدرک:۶۴۰۱)۔وَ قَالَ صَحِيْحٌ وَ وَافَقَهُ الذَّهْبِي

اہل علم وذوق کی توجہ کیلیے ہم عرض کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے تُرْجُمَانُ الْقُرْآن اور حِبْرُ الْاُمَّةِ قرار دیا ہے اور انہیں کتاب وحکمت ملنے کی دعا دی ہے۔مسلم کی حدیث میں دین کی فقہ عطا ہونے کی دعا دی ہے۔اس لیے انہیں اَفْقَهُ النَّاسِ کہا جاتا ہے۔ان القاب میں سے کوئی ایک لقب بھی اگر مولا علی رضی اللہ عنہ کو مل جاتا تو روافض نے جو آج کل ماحول پیدا کر رکھا ہے،ایسے ماحول میں روافض اور تفضیلی بھنگڑا ڈالنے لگ جاتے۔

بعض رافضی کہتے ہیں کہ ابنِ عباس چونکہ مولا علی کے شاگرد تھے لہٰذا یہ سب کچھ انہیں مولا علی سے ملا۔اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا ابنِ عباس نے مذکورہ بالا تمام کمالات محبوب کریم ﷺ سے براہِ راست حاصل کیے ہیں جیسا کہ ان احادیث کے الفاظ سے ظاہر ہے۔اس کے بعد سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے بے شمار صحابہ کی شاگردی اختیار کی ہے۔ثبوت ملاحظہ کیجیے!

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَأْتِي بَابَ الْاَنْصَارِ لِطَلَبِ الْحَدِيْثِ فَيَقْعُدُ عَلَى الْبَابِ حَتّٰى يَخْرُجَ وَلَا يَسْتَأْذِنُ ، فَيَخْرُجُ الرَّجُلُ وَيَقُوْلُ: يَا ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَوْ اَخْبَرْتَنِي ، فَيَقُوْلُ: هٰكَذَا اُمِرْنَا اَنْ نَطْلُبَ الْعِلْمَ ، وَاِذَا وَقَفَ فَلَا يَنْظُرُ مِنْ شِقِّ الْبَابِ اِذَا كَانَ الْبَابُ مَرْدُوْداً (بغوی جلد ۳ صفحہ ۲۸۶)۔

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ انصار کے دروازوں پر حدیث سیکھنے آتے تھے اور دروازے کے پاس بیٹھ جاتے تھے۔آپ خود دروازہ نہیں کھٹکھٹاتے تھے جب تک صاحبِ خانہ خود گھر سے نہ نکلتا۔جب صاحبِ خانہ باہر نکلتا تو کہتا اے رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی، آپ نے مجھے اطلاع دے دی ہوتی، وہ فرماتے ہمیں اسی طرح علم سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے، جب

Islam The World Religion

آپ دروازے کے باہر کھڑے رہتے تو اگر دروازہ بند ہوتا تو دروازے کے سوراخ میں سے اندر نہیں دیکھتے تھے۔

اسی طرح کی ایک حدیث دارمی میں بھی موجود ہے۔اس میں اضافی الفاظ یہ بھی موجود ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ان کے دروازے پر چادر بچھا کر لیٹ جاتا تھا اور میرے منہ پر مٹی پڑتی رہتی تھی (دارمی: ۵۷۴)۔

سیدنا عبداللہ بن عباس صغار صحابہ میں سے ہیں۔آپ تیرہ برس کے تھے جب نبی کریم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا (الاستیعاب صفحہ ۴۶۵)۔

آپ حدیث بیان کرتے وقت کثرت سے ارسال کرتے تھے اور جس صحابی سے حدیث سنی ہوتی تھی ان کا نام نہیں لیتے تھے۔آپ کثیر الروایت صحابہ میں شمار ہوتے ہیں لیکن آپ نے جو احادیث خود نبی کریم ﷺ سے براہِ راست سنی ہیں ان کی تعداد ۲۰ سے بھی کم ہے، حتی کہ بعض علماء نے ان کی تعداد ۱۰ اور بعض نے ان کی تعداد صرف ۴ بتائی ہے (فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۴۳۲)۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: هٰذَا مِمَّا نَعُدُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ یعنی یہ وہ حدیث ہے جسے ہم ان حدیثوں میں شمار کرتے ہیں جنہیں سیدنا ابن عباس نے خود نبی کریم رضی اللہ عنہ سے سنا ہے (بخاری: ۶۴۲۴)۔

اب ہم ایک ایسی حدیث پیش کرتے ہیں جسے پڑھ کر تفضیلیوں کے دماغ گھوم جائیں اور ان کے اندرونی عقیدے کے مطابق ان کے ہاں صفِ ماتم بچھ جائے۔صحاح ستہ میں سے ہر ایک کتاب میں موجود ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک حدیث روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ وَأَرْضَاهُمْ (اَحَبُّهُمْ كَمَا فِي مُسْلِمٍ) عِنْدِي عُمَرُ یعنی مجھے پسندیدہ مردانِ خدا نے حدیث بیان کی ہے، اور ان میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب عمر ہے (بخاری: ۵۸۱، مسلم: ۱۹۲۱، ترمذی: ۱۸۳، ابو داؤد: ۱۲۷۶، نسائی: ۵۶۱، ابن ماجہ: ۱۲۵۰)۔

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے استاد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ

Islam The World Religion

عنہ ہیں۔سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: مَا ظَنَنْتَ اَنَّ عِنْدِیْ مِنْ عِلْمٍ فَاسْأَلْنِیْ یعنی جس چیز کے بارے میں تم سمجھو کہ میرے پاس علم ہے تو مجھ سے پوچھ لو (بخاری: ۴۹۱۳)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وَجَدْتُ عَامَّةَ عِلْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ عِنْدَ هٰذَا الْحَیِّ مِنَ الْاَنْصَارِ یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ کا علم کثرت سے انصار کے پاس پایا۔نیز فرماتے ہیں: اِنْ کُنْتُ لَاَسْئَلُ عَنِ الْاَمْرِ الْوَاحِدِ ثَلَاثِیْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ یعنی میں ایک ایک مسئلے کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے تیس تیس صحابہ کرام سے پوچھا کرتا تھا (سیر اعلام النبلاء جلد ا صفحہ ۱۰۸۵)۔وقال اسنادہ صحیح

ہاں بے شک تمام صحابہ سمیت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی انہوں نے استفادہ فرمایا۔

یہ ہے مکمل صورتِ حال، اللہ تعالیٰ بدگمانی کرنے والوں کو اور سیدھی بات کو غلط مفہوم پہنانے والوں کو ہدایت دے اور مسلمانوں کو اُن کے شر سے محفوظ رکھے۔

(۳)۔حدیث مدینۃ العلم کی شرح میں حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ کا علم دوسرے صحابہ کے ذریعے بھی ہم تک پہنچا ہے اور یہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا خاصہ نہیں بلکہ یہ خصوصیت ایک خاص جہت کے لحاظ سے ہے جو بہت وسیع، مفتوح تر اور عظیم تر ہے مثلاً حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم میں سب سے اچھے قاضی علی ہیں۔اس حدیث کو ابوالصلت ہروی نے روایت کیا ہے جو شیعہ ہے لیکن صدوق ہے اور تعظیم صحابہ میں کمی نہیں کرتا: شک نیست کہ علم آنحضرت از جناب صحابہ دیگر نیز آمدہ و مخصوص بمرتضیٰ نیست الخ (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۷۷)۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ تمام صحابہ کو باب العلم قرار دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ مولا علی کا خاصہ نہیں ہے رضی اللہ عنہم۔اور مولا علی کی بابیت اور آپ کے عظیم تر علم کا تعلق اقصیٰ ہونے سے بتا رہے ہیں۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: عَلِیٌّ بَابٌ مِنْ اَبْوَابِهَا یعنی اس شہر

Islam The World Religion

کے دروازوں میں سے علی بھی ایک دروازہ ہیں۔ آگے فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ فَبِاَیِّہِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ۔ البتہ مراتب کا فرق ضرور ہے۔ چنانچہ تابعین نے مولا علی کے علاوہ بے شمار صحابہ سے قرأت، تفسیر، حدیث اور فقہ کے مختلف الانواع علوم حاصل کیے ہیں لہٰذا مولا علی کے علم کا دروازہ ہونے کی تخصیص باقی نہ رہی فَعُلِمَ عَدَمُ اِنْحِصَارِ الْبَابِیَّۃِ فِیْ حَقِّہٖ (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵)۔

پھر فرماتے ہیں کہ دارالجنۃ سے دارالحکمۃ بڑا ہے۔ جب دارالجنۃ کے آٹھ دروازے ہیں تو دارالحکمۃ کے دروازے اس سے زیادہ کیوں نہ ہوں (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۶)۔

محدثِ کبیر اور صوفی جلیل امام شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ :

اَقْضَاکُمْ عَلِیٌّ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بڑے قاضی ہوں، اس کا اقتضاء تو یہ ہے کہ آپ مخاطبین (یعنی جو لوگ وہاں حاضر تھے) سے بڑے قاضی ہیں، اور کسی کے ایک جماعت سے بڑا قاضی ہونے سے ہر کسی سے بڑا قاضی ہونا لازم نہیں آتا، اور نہ ہی بڑا قاضی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ دوسرے اس کی تقلید کریں، پس بے شک ایک مجتہد کے لیے دوسرے مجتہد کی تقلید جائز نہیں، بلکہ جب اس پر اجتہاد کے ذریعے کسی دوسرے کے قول کے خلاف حقیقت واضح ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ اس پر عمل کرے جو اس پر ظاہر ہوا ہے فَلَیْسَ فِیْہِ اَنَّہٗ اَقْضٰی مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ الخ (فتاویٰ نوویہ صفحہ ۲۶۵)۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے اَقْضَاھُمْ عَلِیٌّ کے تحت فرمایا ہے کہ: مَعْنَاہُ اَعْلَمُ بِاَحْکَامِ الْخُصُوْمَۃِ الْمُحْتَاجَۃِ اِلَی الْقَضَاءِ ...وَلَا یَلْزَمُ مِنْ کَوْنِ وَاحِدٍ اَقْضٰی اَنْ یَّکُوْنَ اَعْلَمَ مِنْ غَیْرِہٖ یعنی سب سے بڑا قاضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ان احکام خصومت کو زیادہ جانتے تھے جن کی ضرورت عدالتی معاملات میں پڑتی ہے۔ کسی کے سب سے بڑا قاضی ہونے سے اس کا دوسروں سے بڑا عالم ہونا لازم نہیں آتا (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۱)۔

عظیم چشتی بزرگ حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام اس شہر کے دروازے ہیں اس لیے کہ دین کے تمام علوم امت کے جملہ علماء کو انہی دروازوں سے پہنچے ہیں (سبع سنابل صفحہ ۱۷)۔

Islam The World Religion

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: باب العلم ہونے کا وصف بلکہ اس سے بھی زیادہ دیگر صحابہ میں بھی ثابت ہے: آں شرط یا زیادہ ازاں شرط در دیگراں ہم بروایتِ اہلِ سنت ثابت شدہ باشد (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۱۲)۔

بتایئے ان بزرگوں پر کیا فتویٰ ہے؟ اور ناقل کا کیا قصور ہے؟

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: حدیث مدینۃ العلم کو حاکم نے صحیح لکھا ہے جب کہ ذہبی نے اسے موضوع لکھا ہے، ابوزرعہ کہتے ہیں کہ کتنے ہی لوگ اس حدیث کے معاملے میں غلطی کا شکار ہوئے، یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ لَا اَصْلَ لَہٗ ابوحاتم اور یحییٰ بن سعید نے اسی طرح کہا ہے، دارقطنی نے کہا ہے کہ ثابت ہے اور اسے ترمذی نے منکر کہا ہے، اور بخاری نے کہا ہے کہ اس کی کوئی سند صحیح نہیں ہے، ابن جوزی نے اسے موضوعات میں وارد کیا ہے، ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ محدثین نے اسے ثابت نہیں مانا، اور کہا گیا ہے کہ یہ باطل ہے۔ لیکن ابو سعید العلائی ، حافظ عسقلانی اور علامہ سیوطی نے اسے حسن قرار دیا ہے(مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۳)۔ ہمارا مختار بھی یہی ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

لیکن مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم کے باب العلم ہونے کے ساتھ ساتھ باقی صحابہ کو بھی ابواب العلم ماننا ضروری ہے۔ جو شخص مولا علی رضی اللہ عنہ کو علم کا دروازہ نہ مانے وہ خارجی ہے اور جو صرف آپکو ہی علم کا دروازہ مانے اور باقی صحابہ کو علم کے دروازے نہ مانے وہ رافضی ہے اور جو سب کو علم کے دروازے مانے وہ اہلِ سنت ہے۔ اگر صرف سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی علم کے شہر کا دروازہ ہوں تو آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے صحابی یا اہل بیت کو کوئی حدیث روایت کرنے کا حق حاصل نہ رہے گا، جب کہ صورتِ حال اس سے بالکل مختلف ہے اور بے شمار صحابہ وصحابیات واہل بیت علیہم الرضوان نے محبوب کریم ﷺ سے کثرت سے احادیث روایت فرمائی ہیں۔

باب العلم ہونے کو مولا علی کا خاصہ سمجھنا اہلِ سنت کا عقیدہ نہیں اور یہ بات ہم اپنے پاس سے نہیں بلکہ با حوالہ عرض کر رہے ہیں۔ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: لَعَلَّ الشِّیْعَۃَ تَتَمَسَّکُ بِھٰذَا التَّمْثِیْلِ اَنَّ اَخْذَ الْعِلْمِ وَالْحِکْمَۃِ مِنْہُ مُخْتَصٌّ بِہٖ لَا یَتَجَاوَزُہٗ اِلٰی

غَیْرِہٖ اِلَّا بِوَاسِطَتِہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یعنی شاید شیعہ اس تمثیل سے یہ استدلال کریں کہ علم اور حکمت حاصل کرنا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے، آپکے واسطہ کے بغیر اس کا کسی دوسرے کے پاس پہنچنا ناممکن ہے (شرح طیبی جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۹)۔ یہی بات حضرت ملا علی قاری نے بھی نقل کی ہے (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵)۔ علامہ پرہاروی علیہ الرحمہ بھی یہی فرماتے ہیں (مرام الکلام صفحہ ۴۷)۔

قارئین! آپ نے دلائل کا سمندر دیکھ لیا۔ اگر تمام صحابہ کرام اور تمام اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین ابواب العلم نہ تھے تو اس موجودہ قرآن کا انکار لازم آئے گا۔ اسکے علاوہ ہزاروں بلکہ لاکھوں احادیث جو دیگر صحابہ سے مروی ہیں ان سے ہاتھ دھونا پڑیں گے اور باقی بچے گی وہی رافضیت جس میں نہ جمعِ قرآن معتبر اور نہ صحاح ستہ و دیگر کتبِ اہلِ سنت کی کوئی اہمیت۔ اب فیصلہ آسان ہو گیا کہ تمام صحابہ کو علم کے دروازے نہ سمجھنا دین کی بقاء کا انکار ہے۔ اب مکمل صورتِ حال واضح ہو جانے کے بعد حدیث مدینۃ العلم کا مفہوم سمجھنا نہایت آسان ہے۔

(۴)۔ علماء نے قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ: تَخْصِیْصُ الشَّیْءِ بِالذِّکْرِ لَا یَلْزَمُ نَفْیَ مَا عَدَاہُ یعنی کسی چیز کی ذکر میں خصوصیت اس کے علاوہ دوسری چیزوں کی نفی کو مستلزم نہیں۔ نورالانوار میں اس کی ایک آسان سی مثال بھی مذکور ہے کہ: محمد رسول اللہ کہنے سے باقی رسولوں کی نفی نہیں ہوتی (نورالانوار صفحہ ۱۵۸)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو اسد اللہ یعنی شیرِ خدا قرار دیا ہے حَمْزَۃُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَسَدُ اللّٰہِ وَ اَسَدُ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (مستدرک حاکم: ۴۹۶۱)۔ لیکن ہم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی شیرِ خدا کہتے ہیں، یہ بالکل درست اور حق ہے۔ بالکل اسی طرح سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا علی کریم رضی اللہ عنہ کو باب العلم قرار دیا مگر اس سے باقی صحابہ کے ابواب العلم ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔

ایک تفضیلی پوچھتا ہے کہ: ''اگر سب باب العلم ہیں تو پھر ارشادِ نبوی کا کیا فائدہ'' (شرح اسنی المطالب صفحہ ۵۲۲)۔ مذکورہ بالا تفصیل سے جناب کو خوب سمجھ آ گئی ہو گی کہ ارشادِ نبوی کا کیا فائدہ ہے؟ ورنہ جناب ہی بتائیں کہ جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اسد اللہ ہیں تو پھر حَمْزَۃُ

Flow The World Religion

آسَدُ اللہ، اس ارشادِ نبوی کا کیا فائدہ؟

صحیح العقیدہ اور راسخ فی العلم لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں کہ قرآن وسنت کو سمجھنے کے لیے علماء کی متداول کتب پر اعتماد کتنا ضروری ہے، مگر باغیانِ اسلاف کو اب بھی سمجھ نہیں آئے گی۔

(۵)۔صدیق اکبر کو محض سیاسی خلیفہ کہنا خالص گستاخی اور رافضیت ہے، ان کی افضلیت کا انکار دوسری گستاخی اور رافضیت، ان کی اعلمیت کا انکار تیسری گستاخی اور رافضیت، اور مرتضیٰ کریم رضی اللہ عنہ کو اکیلا باب العلم سمجھنا چوتھی گستاخی اور رافضیت ہے۔

ماہنامہ سوئے حجاز میں اہلِ سنت کو مخاطب ہوتے ہوئے لکھا ہے کہ: وہ شہرِ علم میں چور دروازے بنانے کی سعی نامشکور سے بھی باز آجائیں (ماہنامہ سوئے حجاز مارچ 2010 صفحہ ۶۴)۔ مضمون نویس کا باقی صحابہ کرام کو چور دروازے کہنا پانچویں گستاخی، رافضیت اور صحابہ پر تبرا ہے۔

مشاورت یا رہنمائی کی بحث

تفضیلیوں کے اس سوال کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ خلفاء راشدین نے مولا علی رضی اللہ عنہم سے راہنمائی حاصل کی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مولا علی ان کے وزیر اور مشیر تھے، مشیر کی بات مشورہ ہوتی ہے راہنمائی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ یعنی اے محبوب صحابہ کو مشورے میں شامل کریں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ سے راہنمائی حاصل کرتے تھے۔ اور حدیث میں ہے کہ فَكَانَ يُشَاوِرُهُ فِيْ جَمِيْعِ اُمُوْرِهٖ یعنی نبی کریم رضی اللہ عنہ ہر معاملے میں ابوبکر سے مشورہ لیتے تھے (مستدرکِ حاکم: ۴۴۶۳) اس کا مطلب بھی راہنمائی نہیں۔

حدیثِ پاک سے ثابت ہے کہ: سیدنا فاروقِ اعظم کے مشورے اکثر صحیح ہوتے تھے اور ان کی موافقت اور منظوری کے لیے آسمان سے وحی نازل ہو جاتی تھی۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاروق کو محدثِ امت قرار دیا اور فرمایا کہ: اِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ یعنی اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور قلب پر حق کو جاری کر رکھا ہے۔ لیکن اس کا مطلب بھی یہ نہیں کہ سیدنا فاروقِ اعظم حضور کے راہنما تھے۔

Islam The World Religion

مولا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما نے مشورے میں بڑی اہمیت دی ہے۔ یہ آپ کی وسعتِ قلبی اور حق جوئی کا ثبوت ہے نہ کہ مفضولیت کا ثبوت۔

ہم نے کتاب کے شروع میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت اور فضیلت کے طور پر نقل کر دیا ہے، لہٰذا اب کوئی رافضی بدگمانی اور الزام تراشی سے کام لے کر اپنی عادت پوری کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

مگر افسوس کہ پوری صورتِ حال کو یہاں بھی مدِّ نظر نہ رکھا گیا۔ مکمل تصویر اس طرح ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ بے شمار صحابہ سے مشورہ لیتے تھے حتیٰ کہ آپ بدری صحابہ کے ساتھ سیدنا ابن عباس کو بھی بلا لیتے تھے (بخاری: ۴۲۹۴)۔

آپ اپنی مجلس مشاورت میں سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا ابی بن کعب، سیدنا معاذ بن جبل اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کو بلاتے تھے كَانَ يَسْتَشِيْرُ هٰؤُلَآءِ (سیر اعلام النبلاء جلد ا صفحہ ۳۵۷)۔

آپ نے اپنے ایک خطاب میں فرمایا کہ: مَنْ اَرَادَ الْفِقْهَ فَلْيَأْتِ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ یعنی جو شخص فقہ سیکھنا چاہے وہ معاذ بن جبل کے پاس آئے (سیر اعلام النبلاء جلد ا صفحہ ۳۵۷)۔

آپ ہر صائب الرائے کی اصابت کا اعتراف فرماتے تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ابوبکر کی زندگی کا قتالِ مرتدین کا دن، میری زندگی کے تمام دنوں سے بہتر ہے اور غارِ ثور والی رات میری زندگی کی تمام راتوں سے بہتر ہے اور ابوبکر مرتدین کے خلاف جہاد کرنے میں صائب تھے اور میں روکنے میں غلطی پر تھا۔ اسی موقع پر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر کے سر پہ بوسہ دیا اور فرمایا: اَنَا فِدَاءُكَ. وَلَوْلَا اَنْتَ لَهَلَكْنَا یعنی میں قربان جاؤں، اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو جاتے (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۱۴۸)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. لَوْلَا اَنَّ اَبَابَكْرٍ اُسْتُخْلِفَ مَا عُبِدَ اللّٰهُ یعنی اللہ کی قسم جس کے سواء کوئی معبود نہیں، اگر ابوبکر خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت ختم ہو جاتی (الریاض النصرۃ جلد ا صفحہ ۱۴۸)۔ یہ ہے مشکل کشائی!

From The Word of Religion

ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہا کہ میں دو سال تک گھر سے غائب رہا ہوں، واپس آیا ہوں تو میری بیوی حاملہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو رجم کرنے کے بارے میں لوگوں سے مشورہ فرمایا، حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین اس کے پیٹ میں بچے کا کیا قصور؟ اسے بچے کی پیدائش تک چھوڑ دیجیے۔ آپ اس عورت کو سزا دینے سے رک گئے۔ جب وہ بچہ پیدا ہوا تو اس کے دانت نکلے ہوئے تھے۔ اس شخص نے بچے کو شباہت سے پہچان لیا اور کہنے لگا رب کعبہ کی قسم یہ میرا بیٹا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ بن جبل کے بارے میں فرمایا: عَجَزَتِ النِّسَاءُ اَنْ يَّلِدْنَ مِثْلَ مُعَاذٍ، وَلَوْ لَا مُعَاذٌ لَهَلَكَ عُمَرُ یعنی عورتیں اس بات سے عاجز آ گئی ہیں کہ معاذ جیسا بیٹا پیدا کریں، اگر معاذ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا (السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ صفحہ ۴۴۳، جامع المسانید لابن کثیر جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۳، ابن عساکر ۲۴ / ۳۷۴، سیر اعلام النبلاء جلد ۱ صفحہ ۳۵۷، الاصابہ لابن حجر صفحہ ۱۸۴۸)۔ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

بالکل یہی الفاظ بعض جگہ سیدنا مرتضیٰ کریم رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی موجود ہیں۔ اگر دونوں باتیں ٹھیک ہیں تو پھر صرف مولا علی والی بات کو پکڑ لینا اور حضرت معاذ کو فراموش کر دینا دیانت داری نہیں۔ اور اگر ان میں سے ایک موضوع ہے تو بتائیے کہ احادیث گھڑنا اور لفظ بدلنے کا کرتب دکھانا کون سے طبقے کی عادت ہے؟ معاذ کی جگہ علی کون لکھ سکتا ہے؟

حق مہر کی مقدار کے مسئلے پر ایک عورت نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ٹوکا۔ آپ نے فرمایا: اِمْرَأَةٌ اَصَابَتْ وَ رَجُلٌ اَخْطَأَ یعنی عورت ٹھیک کہتی ہے اور مرد غلطی پر ہے۔ یہ روایت بے شمار تفاسیر میں سورۃ النساء آیت نمبر: ۲۰ کے تحت موجود ہے۔ یہاں سیدنا فاروق اعظم نے ایک مزید جملہ ارشاد فرمایا کہ: كُلُّ اَحَدٍ اَفْقَهُ مِنْ عُمَرَ یعنی ہر ایک انسان عمر سے زیادہ فقیہ ہے (سنن سعید بن منصور: ۵۹۸، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱۴۳۳۶، تفسیر: البسیط للواحدی جلد ۶ صفحہ ۴۰۰، ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۶۴۱، درِ منثور جلد ۲ صفحہ ۲۵۵)۔ اسنادہ جید قوی

اب منکرین کے پاس دو ہی راستے ہیں، یا تو فاروق اعظم کی ایسی باتوں کو کسرِ نفسی پر

Islam the World Religion

محمول کر کے سدھر جائیں، یا پھر انہیں حقیقت پر محمول کر کے پوری دنیا کو فاروقِ اعظم سے زیادہ سمجھدار کہہ کر خود پاگل خانے پہنچ جائیں۔

یہ سب نہایت حسین جملے ہیں جو ضرب المثل کی صورت اختیار کر چکے ہیں مگر روافض صرف لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ کو چن لیتے ہیں اور بھنگڑا ڈالنے لگتے ہیں۔

اس کے برعکس ایسا بھی ہوا ہے کہ خود مولا علی رضی اللہ عنہ کی نسبت دیگر صحابہ کا مشورہ اور رائے زیادہ درست نکلی۔ اگر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے کا مرجوح ہونا فاروق کی توہین نہیں تو بالکل اسی طرح مولا علی کرم اللہ وجہہ کی رائے اور تحقیق کا مرجوح ہونا بھی مولا علی کی توہین نہیں۔ صرف دماغ نہ خارجی ہونا چاہیے اور نہ رافضی۔

مثلاً ایک مرتبہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ان پر ناراض ہوئے فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ (مسندِ احمد: ۱۰۲)۔

مولا علی نے ابنِ سبا اور دوسرے روافض کو آگ سے جلا دیا۔ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو ان لوگوں کو ویسے قتل کر دیتا مگر آگ سے نہ جلاتا۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ یعنی کسی کو اللہ کا عذاب مت دو۔ مولا علی نے ابنِ عباس کی بات کے صحیح ہونے کا اعتراف فرما لیا اور فرمایا: صَدَقَ ابْنُ عَبَّاس (بخاری: ۳۰۱۷، ترمذی: ۱۴۵۸، مستدرکِ حاکم: ۶۴۰۵)۔

جب سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے زمامِ اقتدار سنبھالا تو آپ نے فتنۂ ارتداد کے خلاف تلوار اٹھائی۔ اس پر مختلف صحابہ نے اختلاف کیا اور فرمایا کہ یہ لوگ اہلِ قبلہ ہیں اور لا الہ الا اللہ بھی پڑھتے ہیں لہٰذا ان کے خلاف جہاد جائز نہیں۔ اسی طرح حضرت علی اور جناب صدیق کے مابین بھی گفتگو ہوئی۔ آخر کار تمام صحابہ نے اقرار کیا کہ صدیقِ اکبر کی رائے حق ہے (تصفیہ مابین سنی و شیعہ صفحہ ۱۹ از حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ)۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کسی آدمی نے کوئی مسئلہ پوچھا۔ آپ نے اس کا جواب دیا۔ پاس سے کسی نے کہا کہ یہ مسئلہ اس طرح نہیں ہے بلکہ اس طرح اور اس طرح ہے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اَصَبْتَ وَاَخْطَأْتُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ یعنی

From The World Religion

تم نے ٹھیک کہا اور میری تحقیق درست نہ تھی ، ہر علم والے سے اوپر علم والا ہے (تفسیر ابن جریر جلد ۸ جز ۱۳ صفحہ ۳۲، کنز العمال ۱۰ / ۱۳۴ حدیث رقم: ۲۹۵۰۳)۔

جس طرح رافضی لَوْلَا عَلِیٌّ سے سیدنا فاروق کی توہین اور جہالتِ علمی کا پہلو نکال لیتے ہیں اسی طرح یہاں کوئی خارجی مولا علی پر بکواس کرسکتا ہے، جواباً گزارش ہے کہ جو باتیں ہم نے دیگر صحابہ کے دفاع میں عرض کی ہیں وہی باتیں اور وہی وسعتِ قلبی مولا علی کا بھی دفاع کررہی ہے۔ غور فرمائیے تو معلوم ہوگا کہ صحابہ کرام کے ایک دوسرے کے مشورے مان لینے میں ان کی عظمت، وسعتِ قلبی اور للّٰہیت پوشیدہ ہے۔ روافض اور خوارج جل کر راکھ ہوتے رہیں گے مگر لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ سے فاروقی عظمت اور وسعتِ قلبی کو اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے آیت فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ پڑھنے سے علوی عظمت اور وسعتِ قلبی کو چار چاند ہی لگیں گے۔

تفضیلیوں کا چھٹا سوال

ہمیں خلفاء ثلاثہ سے کوئی بغض نہیں ہے مگر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ داری اور قرابت کی وجہ سے ہماری محبت کا میلان مولا علی کی طرف زیادہ ہے جس کی وجہ سے ہم آپ کو افضل مانتے ہیں۔

جواب: اولاً محبت کی وجہ سے افضل کہنا تو بڑی بات ہے، افضل مانے بغیر محض محبت کو غالب رکھنا ہی فساد کی جڑ ہے۔ حضرت علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: قَالَ فِی الْكُرُوْرِیِّ لَا بَأْسَ بِهٖ وَفِی النَّاطِقِیِّ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ قَالَ مَنْ قَالَ عَلِیٌّ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الْجَمِیْعِ فَهُوَ رَجُلٌ وَغْلٌ اَیْ فَاسِدٌ الیٰ قوله لَا یَنْبَغِیْ اِفْشَآءُ ذَالِكَ یعنی کروری میں ہے کہ اس میں کوئی بأس نہیں اور ناطقی میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جس نے کہا کہ مجھے علی سب سے زیادہ پیارے ہیں تو وہ بگڑا ہوا آدمی ہے، بعض کبراء نے فرمایا ہے کہ اگر تیرے دل میں چاروں میں سے کسی ایک کی محبت غالب ہے تو اسے چھپا، میں کہتا ہوں: اگر محبت غیر اختیاری ہو تو اسے چھپانے کا حکم شریعت کے ادب کی وجہ سے ہے، اور شاید امام اعظم کا مذکورہ بالا قول اسی بارے میں ہے، بعض کبراء نے تحقیق فرمائی ہے کہ: محبت اگر دین کی وجہ سے

Islam The World Religion

ہے تو اس کا افضلیت کی ترتیب کے مطابق ہونا واجب ہے اور اگر انتساب کی وجہ سے ہے تو اس میں بأس نہیں لیکن اسے ظاہر کرنا جائز نہیں (نبراس صفحہ ۳۰۳)۔

واضح رہے کہ لَا بَأْسَ بِهٖ کا غالب استعمال خلافِ اولیٰ کیلئے ہوتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ حَتّٰى يَدَعَ مَا لَا بَأْسَ بِهٖ حَذَرًا لِمَا بِهِ الْبَأْسُ یعنی کوئی آدمی متقی نہیں بن سکتا جب تک اس چیز کو نہ چھوڑ دے جس میں کوئی حرج نہ ہو (لَا بَأْسَ بِهٖ) اس خوف سے کہ کہیں اس چیز میں نہ گر جائے جس میں حرج ہے (ترمذی: ۲۴۵۱)۔

مزید دیکھیے! اس حدیث کے الفاظ: مَا لَا بَأْسَ بِهٖ کا ترجمہ علماء نے فُضُوْلَ الْحَلَالِ سے کیا ہے چنانچہ علامہ عبد الرؤف مناوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اَیْ يَتْرُكَ فُضُوْلَ الْحَلَالِ حَذَرًا مِنَ الْوُقُوْعِ فِي الْحَرَامِ یعنی فضول حلال کو ترک کر دے اس ڈر سے کہ حرام میں نہ گر جائے (فیض القدیر جلد ۸ صفحہ ۶۶۸)۔

اسی حدیث کی شرح میں حضرت امام غزالی رحمہ اللہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ: اَلْاِشْتِغَالُ بِفُضُوْلِ الْحَلَالِ وَالْاِنْهِمَاكُ فِيْهِ يَجُرُّ اِلَى الْحَرَامِ وَ مَحْضِ الْعِصْيَانِ الخ یعنی فضول حلال میں مشغول اور منہمک ہونا حرام اور خالص نافرمانی کی طرف گھسیٹ کر لے جاتا ہے (فیض القدیر جلد ۸ صفحہ ۶۶۸)۔

حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن والے رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے شیخ حضرت خواجہ فخر الدین والملت قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس سبب سے زیادہ محبوب رکھتا ہے کہ آپ پیرانِ پیر ہیں یا اسکے جدِ امجد ہیں یا ایک شخص ایسا ہے جس کا پیشہ بہادری ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہادری کی وجہ سے زیادہ محبت رکھتا ہے۔ یہ تمام اقسام محبت رفض کی طرف لے جانے والی ہیں اور ان سے اجتناب کرنا چاہیے (مقابیس المجالس صفحہ ۳۰۲)۔

حضرت امام غزالی کا فرمان: يَجُرُّ اِلَى الْحَرَامِ وَ مَحْضِ الْعِصْيَانِ اور حضرت خواجہ صاحب کا فرمان: رفض کی طرف لے جانے والی اور علامہ ابو شکور سالمی کا فرمان: هٰذَا كُلُّهٗ بِدْعَةٌ وَفِسْقٌ اور علامہ پرہاروی کا فرمان: لَا يَنْبَغِيْ اِفْشَآءُ ذَالِكَ ساتھ ساتھ رکھ دو، لَا

Islam The World Religion

بَأْسَ بِهٖ کا مفہوم واضح ہوجائے گا۔لیکن جسے نبی کریم رضی اللہ عنہ کے فرمان: حَتّٰی یَدَعَ مَا لَا بَأْسَ بِهٖ کا کچھ اثر نہیں ہوا اسے توضیحاتِ علماء سے کب شفاء ہوگی۔

لَا بَأْسَ بِهٖ اور پھر اس پر بھی اتنی پابندیاں؟ ایسے قول کو غنیمت سمجھنے کی بجائے امام اعظم ابو حنیفہ کے الفاظ رَجُلٌ وَغْلٌ سے لرز جاؤ جن کی شرح وَغْلٌ اَیْ فَاسِدٌ کے ساتھ کردی گئی ہے۔ہم نے امام اعظم کے قول: رَجُلٌ وَغْلٌ کا ترجمہ: بگڑا ہوا آدمی۔ایک تفضیلی کی کتاب سے لے لیا ہے۔ گویا اس نے خود کو بگڑا ہوا آدمی تسلیم کرلیا، خدا جانے کس حد تک!

مزید عبرت نامے ملاحظہ کریں!

حضرت علامہ ابو الشکور سالمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مِنْهُمْ مَنْ قَالَ بِاَنَّ حُبَّ عَلِیٍّ وَّاَهْلِ الْبَیْتِ اَوْلٰی وَاَحَقُّ وَهٰذَا كُلُّهٗ بِدْعَةٌ وَفِسْقٌ یعنی روافض میں سے بعض کہتے ہیں کہ سیدنا علی اور اہل بیت علیہم الرضوان کی محبت زیادہ ہونی چاہیے۔ایسے تمام عقائد بدعت اور فسق ہیں (التمہید صفحہ ۱۸۲)۔ابھی بھی جذبہ بغاوت ٹھنڈا نہیں ہوا تو مزید سنو!

حضرت ابراہیم نخعی نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: علی مجھے زیادہ پیارے ہیں ابو بکر اور عمر سے۔آپ نے فرمایا ہمارے پاس بیٹھ کر ایسی باتیں مت کرو، اگر تمہاری یہ بات علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) نے سن لی تو وہ تمہیں کوڑے ماریں گے (حلیۃ الاولیاء جلد ۶ صفحہ ۴۹۲)۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اگر کوئی شخص اعتراف کرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی، لیکن یہ شخص سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سیدنا ابو بکر صدیق کی نسبت زیادہ محبت رکھتا ہو تو اگر اس کی یہ محبت دینی ہے تو پھر اس کی بات لایعنی ہے، اس لیے کہ دینی محبت عقیدۂ افضلیت کا نتیجہ ہے، اور اس شخص نے صرف زبانی افضلیتِ ابو بکر کا اقرار کیا ہے جب کہ دل سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا قائل ہے (امواہب اللدنیہ ۳/۳۹۲)۔

معروف چشتی بزرگ حضرت میر سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ فرماتے ہیں:

محبت بہر چارگر استوار ولی فضل شیخین مفرط شمار
ورت فضل شیخین در دل کم ست بنائی تو در رفض مستحکم ست

Islam The World Religion

یعنی ان چاروں سے سچی محبت رکھ،لیکن شیخین کی فضیلت زیادہ مان اور اگر تیرے دل میں شیخین سے محبت کم ہے تو سمجھ لے کہ تیری بنیاد رفض میں مضبوط ہوتی چلی جارہی ہے۔

جملہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور تمام علماءِ امت کا اسی پر اجماع ہے اور یہی اجماع اگلوں اور پچھلوں کی کتابوں میں لکھا ہوا اور شائع ہوا ہے (سبع سنابل صفحہ ۱۰، اردو:۶۱)۔

ثانیاً: علماء نے صاف لکھا ہے کہ اگر دین کی وجہ سے محبت ہے تو پھر اس محبت کا افضلیت کی ترتیب پر ہونا لازم ہے، صحابہ کرام اور تابعین علیہم الرضوان نے شیخین کی افضلیت اور محبت دونوں چیزوں کو اکٹھا بیان فرمایا ہے۔امام شعبی فرماتے ہیں: حُبُّ اَبِی بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ مَعْرِفَةُ فَضْلِهِمَا مِنَ السُّنَّةِ یعنی ابوبکر وعمر کی محبت اور ان کی فضیلت کو پہچاننا اسلامی عقائد میں شامل ہے (السنہ لعبد اللہ بن احمد بن حنبل حدیث:۱۲۹۶، شرح اصولِ اعتقادِ اہل السنۃ حدیث:۲۳۱۹)۔

ثالثاً: اس قسم کی بھینگی محبت کے دعوے دار اگر تفضیل کا قول نہ بھی کریں تو پھر بھی توازن نہیں رکھ سکتے اور اکثر دیگر صحابہ کے گستاخ ہوجاتے ہیں اور کم از کم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے تو ضرور ہی بغض رکھتے ہیں۔آزما کر دیکھ لیجیے، مولا علی کی محبت میں غالی شخص ہمیشہ امیر معاویہ کا دشمن ہوگا۔

رابعاً: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اَللّٰهُمَّ الْعَنْ كُلَّ مُبْغِضٍ لَّنَا وَكُلَّ مُحِبٍّ لَّنَا غَالٍ یعنی اے اللہ ہم سے ہر بغض رکھنے والے پر لعنت بھیج اور ہم سے محبت کرنے والے غالی پر بھی لعنت بھیج (المصنف لابن ابی شیبہ جلد ۷ صفحہ ۵۰۷، الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵)۔

اب چاہو تو محبت کو افضلیت کی ترتیب کے مطابق رکھو اور چاہو تو زیادہ محبت کر کے مذکورہ بالا تحفہ گلے میں ڈال لو۔

خامساً: غالی رافضی بھی اسی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ آپ سے ایک ہی قدم آگے ہیں۔لہٰذا لفظِ محبت استعمال کر کے اللہ اور اللہ کے رسول کو دھوکا نہیں دیا جاسکتا۔محبت وہی معتبر ہے جو سوادِ اعظم کے فیصلے کے مطابق ہو اور سَيَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ کا مصداق نہ ہو۔

Islam The World Religion

سادساً: محبت کی وجہ سے افضل ماننا ایک نہایت بے ربط اور بے تکی بات ہے۔ مثلاً ہر شخص کو اپنی ماں سے محبت ہوتی ہے لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ وہ پوری دنیا کی ماؤں سے افضل ہے۔

سابعاً: اگر قرابت داری افضلیت کا معیار ہے تو حضرت امیر حمزہ اور سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما دونوں مولا علی کی نسبت حضور ﷺ کے زیادہ قریب ہیں۔ چچا اقرب ہوتا ہے بہ نسبت چچا کے بیٹے کے۔ چچا کا بیٹا چچا کی موجودگی میں میراث سے بھی محروم رہتا ہے۔ بلکہ ان سب ہستیوں سے زیادہ قرابت دار سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو مولا علی سے بھی افضل ماننا پڑے گا اور خلافت کی حق دار بھی آپ ہی کو ماننا پڑے گا۔

ثامناً: ہر دور میں علماء و اولیاء علیہم الرضوان نے نبی کریم ﷺ کے قرابت داروں سے محبت فرمائی ہے۔ مگر یہ محبت شیخین کی محبت پر غالب نہیں ہوتی تھی۔ اور اسی لیے انہوں نے کبھی افضلیتِ شیخین کا انکار نہیں کیا۔

حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی، آپ ﷺ نے فرمایا: اے بشر! کیا تم جانتے ہو اللہ نے تمہیں تمہارے ہمعصر لوگوں میں بلندی کیوں عطا فرمائی؟ میں نے عرض کیا نہیں یا رسول للہ، فرمایا: میرے صحابہ اور اہلِ بیت سے محبت کرنے کی وجہ سے (رسالہ قشیریہ صفحہ ۳۱)۔

حضرت ابوبکر بن عیاش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر میرے گھر میں ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اکٹھے تشریف لے آئیں تو میں پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھوں گا کہ میرے لیے کیا حکم ہے اس لیے کہ آپ رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرابت دار ہیں لِقَرَابَتِهٖ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لیکن مجھے آسمان سے گر کر مر جانا گوارا ہے مگر علی کو ابوبکر اور عمر سے افضل نہیں سمجھ سکتا وَلَاِنْ اَخِرَّ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُقَدِّمَهٗ عَلَيْهِمَا (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۴۰)۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب روضہِ رسولِ کریم ﷺ پر حاضری دیتے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پہلے اپنے والد ماجد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو سلام کرتے اور عرض کرتے تھے کہ اگر آپ میرے باپ نہ ہوتے تو میں ابوبکر سے پہلے آپ کو ہرگز سلام نہ کرتا (الریاض

Islam The World Religion

النضرۃ جلد ا صفحہ ۲۱۱)۔

تفضیلیوں کا ساتواں سوال

کتبِ حدیث میں مولا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل دیگر تمام صحابہ کی نسبت کثرت سے بیان ہوئے ہیں۔ یہ آپ رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا ثبوت ہے۔

جواب: ہر کتاب میں یہ صورتِ حال نہیں ہے۔ صحاح ستہ (چھ کی چھ کتابوں) میں اور حدیث کی اعلیٰ درجے کی کتابوں میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل مولا علی سے بڑھ کر بیان ہوئے ہیں۔ حدیث کی معتبر اور قدیم ترین کتابوں میں صدیقی اور علوی فضائل کی صورتِ حال اس طرح ہے۔

	صدیقِ اکبر کی شان میں احادیث	مولا علی کی شان میں احادیث
☆۔بخاری:	۲۷	۷
☆۔مسلم:	۱۸	۱۳
☆۔ابوداؤد:	۱۰	۱۳ احادیث میں دیگر صحابہ کے ساتھ ضمنی فضیلت کا بیان
☆۔ترمذی:	۳۰	۲۵
☆۔نسائی مجتبیٰ:	۱	۰
☆۔ابنِ ماجہ:	۹	۸
☆۔مؤطا امام مالک:	۰	۰
☆۔مؤطا امام محمد:	۴	۰
☆۔مسندِ امام اعظم:	۲ مرفوع	ایک مرفوع، ایک موقوف
☆۔دارمی:	۰	۰

☆۔مسندِ شافعی: ۲ (کتاب الامامۃ میں اور فضائل قریش میں) ۰

ہم نے اختصار کے پیشِ نظر صرف سیدنا صدیقِ اکبر اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے مناقب کی تعداد بیان کی ہے، اور دونوں ہستیوں کے فضائل سے متعلق ابواب پر انحصار کیا ہے۔

Islam The World Religion

ثانیاً: اگر کسی کتاب میں بالفرض مولا علی کے مناقب کی تعداد نسبتاً زیادہ بھی ہو تو آمَنَّا وَ صَدَّقْنَا۔ موجبہ کلیہ کو توڑنے کے لیے سالبہ جزئیہ کافی ہے، جبکہ ہم نے تو اکثر، افضل اور اصح کتب میں صدیقی مناقب کا غلبہ دکھا دیا ہے۔ نیز علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ بعض کتب میں مولا علی کے فضائل کی تعداد زیادہ لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ خوارج آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف واویلا کرتے تھے۔ لہٰذا بعض علماء نے ان کا منہ بند کرنے کے لیے آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں احادیث کو کثرت سے مشتہر فرمایا (صواعقِ محرقہ صفحہ ۱۲۱، مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۵، ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۲۶۰)۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل زیادہ بیان ہوئے ہیں، مگر دوسری طرف علامہ سیوطی اور شیخ محقق اور ملا علی قاری علیہم الرحمہ کا قول ہے کہ: خلفاء ثلاثہ کے فضائل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل سے بڑھ کر ہیں بلکہ بیشتر اذاں (اشعۃ اللمعات ۴/ ۶۷۴)، حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: لَهُمْ مِنَ الْمَنَاقِبِ مَا يُوَازِيْهِ وَيَزِيْدُ عَلَيْهِ یعنی پہلے تین خلفاء کے مناقب سیدنا علی المرتضیٰ کے مناقب کی طرح ہیں اور آپ سے زیادہ ہیں (مرقاۃ ۱۱/۳۳۵)، حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: آپ کے مخالفین کی کثرت کی وجہ سے اہل سنت نے آپ کے فضائل کثرت سے پھیلانے کی ضرورت محسوس کی، ورنہ حقیقت بات یہ ہے کہ چاروں خلفائے راشدین کے فضائل جب میزانِ عدل کے مطابق لکھے جائیں تو ہرگز اہل سنت و جماعت کے قول سے باہر نہیں نکلا جا سکتا وَ اِلَّا فَالَّذِیْ فِی نَفْسِ الْاَمْرِ اَنَّ لِکُلٍّ مِّنَ الْاَرْبَعَةِ مِنَ الْفَضَائِلِ اِذَا حُرِّرَ بِمِیْزَانِ الْعَدْلِ لَا یُخْرَجُ عَنْ قَوْلِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اَصْلًا (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۸۲)، امام نووی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب کے عشر عشیر کو بھی شمار کرنا اور ان کا احاطہ کرنا ممکن نہیں لَا یُمْکِنُ اِسْتِقْصَائُهَا الخ (تہذیب الاسماء واللغات جلد ۲ صفحہ ۵۵)۔ تو یقیناً امام احمد علیہ الرحمہ کے قول سے شیخین کو مستثنیٰ ماننا پڑے گا یا اسے آپ کے دور پر محمول کرنا پڑے گا، اسطرح ان اقوال میں تطبیق بھی ہو جائیگی اور مذکورہ بالا کتابی حقائق کی خلاف ورزی بھی نہیں ہوگی۔

Islam The World Religion

آج کے دور میں چونکہ روافض کی کارستانیاں بھی اپنے زوروں پر ہیں لہٰذا مولا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں پرانے علماء کے رویے پر قیاس کرتے ہوئے ہم پر لازم ہے کہ اس زمانے میں خلفاء ثلاثہ کی شان کو کثرت سے بیان کریں اور احادیث کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر منظر پر لائیں۔ لیکن سخت ضروری ہے کہ جس طرح مولا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے وقت علماء کے دلوں میں شیخین کا بغض نہیں تھا اسی طرح آج شیخین کے فضائل بیان کرتے ہوئے مولا علی رضی اللہ عنہ کا بغض بھی نہیں ہونا چاہیے۔ اور نہ ہی کوئی بد بخت آدمی شیخین کے فضائل بیان کرنے والوں کو مولا علی کا بغیض سمجھے۔ ایسی حرکت وہی کرے گا جو خود بدگمان رافضی ہوگا اور روافض کا یہی پرانا وطیرہ ہے کہ اہل سنت کو جھٹ سے ناصبی قرار دیتے ہیں۔ مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی روافض کا شعار ہے۔

ثالثاً: مولا علی کے فضائل جو کتب میں مذکور ہیں ان کی کیفیت اور قوت شیخین کے فضائل سے بڑھ کر نہیں ہے۔ امام اہلِ سنت فرماتے ہیں: بعض فضیلتیں اس درجہ قبول و رضا میں واقع ہوتی ہیں کہ وہ ایک عند اللہ ہزار پر غالب آتی ہے الخ (مطلع القمرین صفحہ ۲۰ قلمی)۔

اس کی کئی مثالیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مطلع القمرین کے اسی مقام پر تفصیل سے بیان فرمائی ہیں۔ مثلاً حدیث شریف میں ہے کہ: اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد کے برابر سونا بھی خرچ کر دے تو میرے صحابہ میں سے کسی ایک کے مُد یا اس کے نصف کو بھی نہیں پہنچ سکتا (بخاری: ۳۶۷۳)۔ دوسری حدیث میں ہے کہ عمر ایک نیکی ہے ابو بکر کی نیکیوں میں سے (فضائل الصحابہ: ۶۷۸، مسند ابی یعلی: ۱۶۰۴)۔ تیسری حدیث میں ہے: واللہ ابو بکر کا ایک دن رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۲۰)۔ چوتھی حدیث میں ہے کہ: لَوْ وُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ بِاِیْمَانِ الْعَالَمِیْنَ لَرَجَحَ یعنی اگر ابو بکر کا ایمان تمام عالمین کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو بھاری ہے (ابن عدی: ۱۰۱۲، مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ بِاِسْنَادٍ ضَعِیْفٍ، وَرَوَاہُ الْبَیْہَقِیْ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ: ۳۶ مَوْقُوْفاً عَلٰی عُمَرَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ، فضائل الصحابہ: ۶۵۳ بِسَنَدٍ آخَر)۔

ماہنامہ دلیل راہ لاہور جس کے مدیرِ اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب ہیں۔ اسکے

Islam The World Religion

شمارہ جنوری، فروری 2010ء کے صفحہ ۴۳ پر الحاج بشیر حسین ناظم کا مضمون خلفائے راشدین اور حضرت سیدنا داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے عنوان سے شروع ہوتا ہے۔ جناب ناظم صاحب لکھتے ہیں : اس پر جناب رسالت مآب ﷺ کا ارشادِ گرامی ''اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ اَبُوْ بَکْرٍ '' دال ہے جو کسی بھی صحابی کے ہزار ہا مناقب پر بھاری ہے۔ اس سے انکار، انکارِ رسول اور انکارِ رسول حصولِ سقر (جہنم) کی جاہلانہ و احمقانہ کوشش۔ معاذ اللہ (ماہنامہ دلیل راہ لاہور جنوری، فروری 2010ء صفحہ ۴۴)۔

پیر سید نصیر الدین شاہ صاحب گولڑوی لکھتے ہیں: مجھ ہیچ میرز کے عقیدے کے مطابق اگر میزانِ عقیدہ کے پلڑے میں رسالت مآب ﷺ کے اظہارِ نبوت کے بالکل ابتدائی لمحات میں حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وہ دو لفظی تصدیق رکھ دی جائے اور دوسرے پلڑے میں اس کے بعد سے قیامت تک کے اہلِ ایمان جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم، اہل بیت رضی اللہ عنہم، تابعین، اغواث و اقطاب، علماء و فقہاء اور شہدا سب شامل ہیں کے سرمایہ ایمان کو رکھ دیا جائے تو بخدا میرے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پلڑا بھاری ہوگا (راہ و رسم منزل ہا صفحہ ۲۳۶)۔

مولا علی رضی اللہ عنہ کے تمام فضائل و خصائص اور ان کی عظمت مسلم ہے، ان کا انکار خارجیت ہے، مگر مذکورہ بالا توضیحات کے سامنے مان جایئے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کا امامت کے مصلے پر کھڑا کر دینا ان تمام فضائل پر حاوی ہے، اور خود مولا علی رضی اللہ عنہ نے اسی ایک فضیلت سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ: جسے رسول اللہ ﷺ نے ہمارا دینی لیڈر بنایا ہے ہم اسے اپنا دنیاوی لیڈر کیوں نہ بنائیں (الصواعق المحرقہ صفحہ ۶۲)۔

اسی طرح صرف ایک حدیثِ ہجرت (بخاری: ۳۹۰۵) میں ہی خصائصِ صدیق کی تعداد کم از کم سات ہے اور یہ کیا ہی کمالات اور خصائص سے لبریز حدیث ہے۔

رابعاً: مولا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل کو نسبتاً زیادہ بیان کرنیوالے بعض علماء پر علمائے حق نے شیعہ ہونے کا الزام بھی دیا ہے جیسے حاکم۔ ان متشیعین میں سے بعض نے رجوع بھی کر لیا۔

یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رکھنی چاہیے کہ محمد بن سیرین علیہ الرحمہ نے روافض کی من گھڑت احادیث کے پیشِ نظر فرمایا ہے کہ اِنَّ عَامَّةَ مَا یُرْوٰی عَنْ عَلِیٍّ الْکِذْبُ یعنی سیدنا علی کی

طرف منسوب کر کے روایت کی جانے والی اکثر باتیں جھوٹ ہوتی ہیں (بخاری: ۳۷۰۷)۔

تفضیلیوں کا آٹھواں سوال

اہل بیت اطہار علیہم الرضوان میں سے کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شانہ بشانہ چلایا، کسی کو شانوں پر بٹھایا۔ صحابہ کرام تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دست وقدم بوسی کرتے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اہل بیت کو بوسہ دیتے تھے۔ صحابہ کرام حضور سے ہمکلام ہوتے وقت اپنے ماں باپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان کرتے تھے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے لیے فرمایا: فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ اور بِاَبِیْ هُمَا وَاُمِّیْ (حاکم، ابنِ حبان، ابنِ ابی شیبہ، طبرانی)۔

ثابت ہوا کہ خلافت ظاہری اور ولایت باطنی ایسی جدا جدا فضیلتیں ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفادار اور ادب شعار امتی صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل بیت عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں کبھی بھی مقابلہ اور موازنہ کا تصور نہیں کر سکتے (القول الوثیق صفحہ ۴۲، ۴۳)۔

جواب: پوری امت نے یہ مقابلہ اور موازنہ کیا ہے اور نتیجہ یہ نکالا ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہما کے فضائل اکثریتی اور کلی ہیں اور اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کی یہ فضیلتیں جزوی ہیں۔ یہ کوئی ایسا لاینحل مسئلہ نہیں جس کی بنا پر سائل نے پوری امت کو بے وفا اور بے ادب کہہ دیا ہے۔ مثلاً علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: شیخین کی حسنین پر افضلیت پر امت کا اجماع ہے علیہم الرضوان (صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۸)۔ آگے فرماتے ہیں: حسنین کریمین کا محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے ہونا ایک مسلّم فضیلت ہے۔ لیکن بعض اوقات مفضول میں ایسی مخصوص شان ہوا کرتی ہے جو فاضل میں نہیں ہوتی۔ ایسی فضیلت سے کثرتِ ثواب مراد نہیں ہوتی بلکہ یہ ایک خصوصی شرف اور اعزاز ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک میں ایک ایسا شرف ہے جو شیخین کو حاصل نہیں لیکن شیخین کثرتِ ثواب کے لحاظ سے، مسلمانوں اور اسلام کو نفع پہنچانے کے لحاظ سے، اللہ کا خوف اور تقویٰ سب سے زیادہ رکھنے کے لحاظ سے اپنے سواء ہر کسی سے بلند و بالا ہیں (صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۹)۔

یہ ایک سیدھی سیدھی بات ہے کہ اس دنیا میں ہر شخص کوئی نہ کوئی ایسی خوبی رکھتا ہے جو دوسروں میں نہیں ہوتی۔ لیکن اس سے مجموعی طور پر افضلیت ثابت نہیں ہوتی۔ صحابہ کرام علیہم

Islam The World Religion

الرضوان میں سے ہر عمرے کے موقع پر ابنِ عمر نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے (بخاری :۴۲۵۴)۔ سیدنا امیر حمزہ سید الشہداء ہیں (مستدرکِ حاکم :۴۹۴۷)۔ سیدنا جعفر ذوالجناحین ہیں (بخاری :۳۷۰۹ ، ۴۲۶۴)۔ حضرت خالد بن ولید اللہ کی تلوار ہیں (بخاری :۴۲۶۲)۔ آپ نے ایک جنگ میں نو تلواریں توڑ دیں (بخاری:۴۲۶۵، ۴۲۶۶)۔ حضرت سعد سب سے پہلے تیر انداز ہیں (بخاری:۴۳۲۶، ۴۳۲۷)۔ حضرت ابو عبیدہ اَمِیْنُ الْاُمَّۃِ ہیں (بخاری :۴۳۸۰)۔ ابنِ عباس حِبْرُ الْاُمَّۃِ ہیں (مستدرکِ حاکم:۶۳۹۰)۔ فاروقِ اعظم محدثِ امت ہیں (بخاری:۳۴۶۹)۔ ابو ہریرہ احادیث کے سب سے بڑے راوی ہیں اور انہیں حافظہ عطا ہوا ہے (بخاری :۱۱۸ ، ۱۱۹)۔ حضرت حذیفہ صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ہیں (بخاری :۳۷۶۱)۔ سب لوگ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ نبی کریم ﷺ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے دجال کا قصہ حَدَّثَنِیْ تَمِیْمُ الدَّارِیْ فرما کر روایت کیا ہے (مسلم:۷۳۸۶) (واضح رہے کہ یہاں حَدَّثَنِیْ اپنے لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے شرعی معنی میں نہیں۔ نیز یہاں ہم محض خصوصیت بیان کر رہے ہیں)۔ حضرت زید بن حارثہ واحد صحابی ہیں جن کا اسم گرامی قرآن میں موجود ہے۔ غور فرمائیے، اگر مولا علی کا اسم گرامی قرآن میں موجود ہوتا تو رافضی اور تفضیلی اسے کہاں پہنچا دیتے۔ سب سے بڑے قاری اُبی بن کعب ہیں، سب سے بڑے میراث کے عالم زید بن ثابت ہیں، حلال حرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبل ہیں، سب سے سچے ابوذر ہیں، سب سے بڑے حیاء والے حضرت عثمان ہیں، سب سے بڑے قاضی مولا علی ہیں، لختِ جگر ہونے کا اعزاز سیدۃ النساء سمیت چاروں شہزادیوں اور تمام شہزادوں سیدنا قاسم، سیدنا عبداللہ (طیب وطاہر)، سیدنا ابراہیم کو حاصل ہے (رضی اللہ عنہم)۔

غور فرمالیجیے! تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی یہ تمام فضیلتیں جدا جدا نوعیت کی فضیلتیں ہیں۔ مگر یہ سب جزوی فضائل پر محمول ہیں اور افضلیتِ شیخین پر اثر انداز نہیں ہوسکتیں۔ پھر مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اگر یہ جزوی فضیلت حاصل ہو بھی تو اس کا مجموعی افضلیت سے موازنہ کیونکر بے ادبی ہوسکتا ہے؟ اس پر پوری امتِ مسلمہ کو بے ادب ہو جانے کی دھمکی دینا محض پرانی رافضیانہ حرکت کے سواء اور کیا ہوسکتا ہے؟۔ جب پوری امت کا ضمیر مطمئن ہے اور پوری امت

Islam The World Religion

اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کی ادب شعار ہے تو کسی رافضی کے فتوے کے خوف سے ہمیں سوادِ اعظم کی لائن چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے؟

سائل نے سیدۃ النساء اور حسنین کریمین علیہم الرضوان کے حق میں محبوب کریم ﷺ کا فرمان بطور خاصہ نقل کیا ہے کہ میرے ماں باپ ان پر فدا ہوں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ انہیں بخاری اور مسلم جیسی بلند پایہ کتابوں میں سیدنا زبیر بن عوام اور سیدنا سعد بن ابی وقاص کے حق میں محبوب کریم ﷺ کے یہی الفاظ نظر نہیں آئے۔

آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا اِرْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ یعنی تیر چلاؤ تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں (بخاری: ۲۹۰۵، ۴۰۵۸، ۴۰۵۹، ۶۱۸۴، مسلم: ۶۲۳۳، ترمذی: ۳۷۵۴، ابن ماجہ: ۱۲۹)۔ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ (بخاری: ۳۷۲۰، مسلم: ۶۲۴۵، ترمذی: ۳۷۴۳، ابن ماجہ: ۱۲۳)۔

تفضیلیوں کا نواں سوال

ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ: حضرت سلمان، ابوذر، مقداد، خباب، جابر، ابوسعید خدری، سیدنا قیس بن سعد، سیدنا حسان بن ثابت اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم مولا علی کو افضل سمجھتے تھے۔

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ افضلیتِ شیخین پر اجماع، دورِ صحابہ بلکہ دورِ رسالت مآب میں ہی منعقد ہو چکا تھا۔ یہ اجماع اتنا معروف اور فلک شگاف تھا کہ خود نبی کریم ﷺ نے اس اجماع پر اطلاع پائی اور انکار نہیں فرمایا فَیَسْمَعُ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَا یُنْكِرُهٗ۔ اب اچانک 463 ہجری میں وفات پانے والے ابنِ عبد البر اس روایت کو نکال لائیں جبکہ دائیں بائیں آگے پیچھے ایسی کوئی بات نظر نہ آ رہی ہو تو ایسی روایت کو موضوع یا الحاقی نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟

چنانچہ علامہ ابنِ حجر مکی نے صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۸ پر، شیخ محقق نے تکمیل الایمان صفحہ ۵۷ پر اور علامہ پرہاروی علیہم الرحمہ نے مرام الکلام صفحہ ۴۶ پر لکھا ہے کہ یہ روایت غیر معتبر ہے۔ قَالَ الْاَوَّلُ فَهُوَ شَیْءٌ غَرِیْبٌ اِنْفَرَدَ عَنْ غَیْرِهٖ مِمَّنْ هُوَ اَجَلُّ مِنْهُ حِفْظاً وَ اِطِّلَاعاً فَلَا یُعَوَّلُ عَلَیْهِ وَقَالَ الثَّانِیْ ایں قول ابن عبد البر مقبول و معتبر نیست زیرا کہ

Islam The World Religion

روایت شاذہ کہ مخالف قولِ جمہور افتد معتبر نباشد و جمہور ائمہ در ایں باب اجماع نقل می کنند وَقَالَ الثَّالِثُ عَلَيْهِمُ الرَّحْمَةُ هٰذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِ۔ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ زبردست تفصیل کے بعد فرماتے ہیں: ابوعمر کی یہ حکایت غریبہ روایۃً معلول اور درایۃً غیر مقبول اور اس کی تسلیم میں حفظِ حرمتِ صحابہ سے عدول اور بر تقدیرِ ثبوت ظنِ غالب ملتحق بسرحدِ یقین کہ ان صحابہ کا کلام فضل جزئی پر محمول (مطلع القمرین صفحہ ۸۰ قلمی)۔ اہل علم غور فرمائیں اعلیٰ حضرت نے چند لفظوں میں سکے بٹھا دیے ہیں۔

علامہ محب طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وَهَمَ فِيْ ذٰلِكَ اَبُوْ عُمَرَ غَلَطاً ظَاهِراً یعنی ابن عبدالبر سے یہ روایت لکھ ڈالنے میں سخت غلطی ہوئی ہے (الریاض النضرۃ جلد ۲/ ۱۸۰)۔

علماء نے اس بات کو کھول کھول کر بیان فرمایا ہے کہ افضلیتِ شیخین کا مسئلہ قطعی اور اجماعی ہے، اور اس کے خلاف شیعہ اور اہلِ بدعت کی پیش کردہ روایات کی کوئی اہمیت نہیں لَا مَبَالَاةَ بِاَقْوَالِ اَهْلِ التَّشَيُّعِ وَ اَهْلِ الْبِدَعِ (الباعث الحثیث لابن کثیر النوع التاسع والثلاثون: باب معرفۃ الصحابہ صفحہ ۱۲۸، تدریب الراوی جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اجماعِ صحابہ کے خلاف پیش کیے جانے والے تمام اقوال کا زبردست رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: كُلُّ هٰذَا مَرْدُوْدٌ بِمَا تَقَدَّمَ مِنْ حِكَايَةِ اِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ عَلٰى اَفْضَلِيَّةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ عَلٰى سَائِرِ الصَّحَابَةِ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ عَلِيٍّ وَهُوَ الْمَذْكُوْرُ فِي الْمَجَامِعِ وَ الْمَشَاهِدِ وَ عَلَى الْمَنَابِرِ الخ یعنی یہ تمام اقوال مردود ہیں، بوجہ صحابہ اور تابعین کے اس اجماع کے جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ تمام صحابہ میں ابوبکر اور پھر عمر سب سے افضل ہیں، پھر عثمان پھر علی۔ اور یہ مسئلہ مسلمانوں کے مجمع جات میں، مشاہد میں اور منبروں پر بیان ہوتا رہتا ہے۔ اسی لیے ہمارے شیخ نے فرمایا کہ جس نے تفضیلِ عمر کا قول کیا اس کا تمسک واہیات ہے اور جس نے سیدنا عباس کی تفضیل کا قول کیا وہ ناپسندیدہ ہے، ایسے قول کا قائل اہل سنت میں سے نہیں، بلکہ وہ تو اہلِ ایمان میں سے نہیں لَيْسَ قَائِلُهٗ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ بَلْ وَلَا مِنْ اَهْلِ الْاِيْمَانِ (فتح المغیث ۳/ ۱۲۹)۔

اگر تفضیلیہ کے سینے میں معمولی سا بھی خوفِ خدا موجود ہو اور اگر مزید کچھ نہیں تو دَعْ مَا

يُرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يُرِيْبُكَ کی باریکیوں کو ہی سمجھتے ہوں تو امام سخاوی کے مذکور بالا الفاظ ان کے جگر سے پار ہو جائیں اور وہ اس قسم کے موضوع، انفرادی، مؤول اور مرجوح اقوال کا سہارا لینے سے کان پکڑ کر توبہ کر لیں۔

مزید عبرت نامہ ملاحظہ فرمائیے! امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والوں کو اہل سنت سے خارج قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

تفضیل عمر کا قول کرنے والوں کا نام خطابیہ ہے، تفضیل علی کا قول کرنے والوں کا نام شیعہ ہے، تفضیل عباس کا قول کرنیوالوں کا نام راوندیہ ہے (تدریب الراوی جلد ۲ / ۱۹۶)۔

حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ تفضیلی رافضیوں کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وہ روایتیں اور وہ مسئلے جو اجماعِ امت کے مخالف اور مناقض ہیں، سراسر غیر مسموع، نا قابل قبول اور محض غلط ہیں (سبع سنابل صفحہ ۱۸)۔

اس کتاب الاستیعاب کے بارے میں بھی کچھ سماعت فرمالیجیے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وَمِنْ اَحْسَنِهَا وَاَكْثَرِهَا فَوَائِدَ "اَلْاِسْتِيْعَابُ" لِابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ لَوْ لَا مَا شَانَهٗ بِذِكْرِ مَا شَجَرَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ وَحِكَايَتِهٖ عَنِ الْاَخْبَارِيِّيْنَ یعنی صحابہ کرام کے بارے میں الاستیعاب بڑی اچھی اور کثیر الفوائد کتاب ہے جو ابن عبدالبر نے لکھی ہے، لیکن کاش اس کتاب میں یہ کمزوری نہ ہوتی کہ صحابہ کی باہمی مشاجرت بیان کرنے میں اور اخباری لوگوں کی باتیں قبول کرنے میں ان سے نامناسبی ہوئی (تقریب النواوی جلد ۲ صفحہ ۱۸۴)۔

تقریب النواوی کی مذکورہ بالا عبارت کی شرح میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَالْغَالِبُ عَلَيْهِمُ الْاِكْثَارُ وَالتَّخْلِيْطُ فِيْمَا يَرْوُوْنَهٗ یعنی اخباری لوگوں سے مراد ایسے لوگ ہیں جن پر اپنی روایات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا اور خلط ملط کرنا غالب ہے (تدریب الراوی جلد ۲ صفحہ ۱۸۵)۔

ابن عبدالبر سے ایک واضح تسامح یہ ہوا ہے کہ انہوں نے سیدنا ابوطفیل رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھ دیا ہے کہ وہ سیدنا مرتضیٰ کریم رضی اللہ عنہ کو شیخین سے مقدم سمجھتے تھے۔ لیکن اس بات کی تردید ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے فرمادی ہے کہ حضرت ابوطفیل مرتضیٰ کریم کو صرف سیدنا عثمانِ

غنی رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے تھے۔ان کے زبردست الفاظ پڑھیے: وَلَا یَخْفٰی اَنَّ تَقْدِیْمَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلَی الشَّیْخَیْنِ مُخَالِفٌ لِمَذْھَبِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ عَلٰی مَا عَلَیْہِ جَمِیْعُ السَّلَفِ، وَاِنَّمَا ذَھَبَ بَعْضُ الْخَلَفِ اِلٰی تَفْضِیْلِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلٰی عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَمِنْھُمْ اَبُو الطُّفَیْلِ مِنَ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۴)۔اب اسکے بعد ابنِ عبدالبر کی اس قسم کی کسی بات کا اعتبار نہ رہا۔

ثانیاً: اگر بالفرض یہ روایت مان بھی لی جائے تو اکثریت اور سوادِ اعظم کا انکار بھی کوئی معمولی آفت نہیں۔اگر ایسی روایات کو لفٹ کرائی جانے لگی تو ہر موضوع پر علماء کے اتنے زیادہ تفردات ہیں کہ ان کی مدد سے اسلام سے الگ ایک مکمل میتھالوجی تیار کی جاسکتی ہے۔فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اسکی بعض زبردست مثالیں دی ہیں۔فرماتے ہیں کہ:

حدیث مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَّوْلَاہُ کی صحت مختلف فیہ ہے۔جمہور ائمہ اسے صحیح جانتے ہیں اور ابوداؤد صاحب سنن اور ابوحاتم رازی وغیرھما اجلہ اکابر محدثین نے اس میں جرح و طعن کیا ہے۔اگر کوئی شخص ان کی جرح کا اعتبار کرتے ہوئے عیاذاً باللہ حضرت مولیٰ کا مولی المسلمین ہونا نہ مانے تو اس پر جتنی ملامت تم کرو گے اس سے زیادہ ملامت کے حق دار تم خود ہو۔بلکہ اگر کوئی عارف بصیر تمہارے سامنے حدیث لَحْمُہٗ مِنْ لَحْمِیْ وَدَمُہٗ مِنْ دَمِیْ کی اسناد مظلم وشنیع کی خرابیاں ظاہر کرے گا اسکے دشمن ہوجاؤ گے۔اگرچہ درحقیقت وہ روایت ایسی ہی ہے جسے کوئی ماہرِ فن صالح قبول واعتبار نہیں کہہ سکتا (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۷۵)۔

ثالثاً: ہماری بحث اس میں ہے کہ کثرتِ ثواب اور قرب و وجاہت میں کون آگے ہے۔جبکہ اس روایت میں واضح احتمال اس بات کا ہے کہ اس سے مراد جزوی فضیلت ہو۔چنانچہ اسی روایت کے اندر یہ الفاظ موجود ہیں کہ: اِنَّ عَلِیًّا اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ یعنی سب سے پہلے اسلام لائے۔یہ بات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پہلے اسلام لانے والی روایات کا اعتبار کرتے ہوئے کہی گئی ہے۔یہ جواب شیخ محقق، علامہ ابنِ حجر مکی، علامہ پرہاروی اور فاضل بریلوی علیہم الرحمہ نے لکھا ہے۔اس طرح خرقِ اجماع بھی نہ ہوا اور تطبیق بھی ہوگئی۔

رابعاً: بھرے مجمع میں فاروقِ اعظم وغیرہٗ صحابہ نے صدیق اکبر کی افضلیت مطلقہ

Islam The World Religion

ثابت کی اور افضلیت ثابت ہو جانے کے بعد انہیں خلافت سونپی گئی۔ اس مجمع میں وہ صحابہ بھی موجود تھے جن کا نام ابنِ عبدالبر نے لیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان صحابہ نے اس وقت زبان کیوں نہ کھولی اور حق کا اظہار کیوں نہ فرمایا؟

خامساً: ابن عبدالبر نے جس طرح یہ روایت لکھ ڈالی ہے اسی طرح اسی کتاب میں یہ بات بھی کہہ دی ہے کہ متاخرین میں بعض صالحین ایسے ہیں کہ اہل بدر و حدیبیہ کے سواء باقی تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ ابنِ عبدالبر کی یہ بات بالکل درست نہیں۔ اسی طرح اُس روایت کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔

سادساً: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ خود ایسی متعدد احادیث کے راوی ہیں جن میں افضلیتِ صدیق کی تصریح موجود ہے۔ مثلاً حضرت ابوسعید سے بخاری میں لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِيْلاً، ترمذی میں وُزَرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْ بَكْرٍ وَّ عُمَرُ، بخاری اور مسلم میں اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ مَالِهٖ وَصُحْبَتِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ، ابنِ ماجہ و طبرانی میں اَبُوْ بَكْرٍ وَّ عُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ روایت کی گئی ہیں۔ یہی حدیث سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ طبرانی اوسط میں حضرت جابر سے روایت کی گئی ہے اور حضرت جابر ہی سے مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ طبرانی اور دارقطنی کی العلل جلد ۱۳ صفحہ ۳۸۰ میں روایت کی گئی ہے۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حبیب کریم ﷺ کے سامنے رباعی پڑھی تھی اور عرض کیا تھا: لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ رَجُلًا یعنی ابوبکر کی برابری کرنے والا کوئی بھی نہیں ہے (مستدرکِ حاکم: ۴۴۶۸)۔

جب یہ تین صحابہ تفضیلِ شیخین کے قائل نکلے تو باقی کی طرف تفضیلِ مولیٰ کے انتساب کا کیا اعتبار رہ گیا؟ اب ان معتبر ترین کتب کی روایات کا اعتبار کیا جائے یا ایک ابنِ عبدالبر کی بات کو لے کر احادیث کے انبار کو فراموش کر دیا جائے؟

سابعاً: اس میں تو آپ کو بھی شک نہ ہوگا کہ ابنِ عبدالبر کی یہ روایت کم از کم شاذ ضرور ہے۔ انہی سات صحابہ میں حضرت ابوذر غفاری بھی شامل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قَيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ

یعنی جس نے ایک بالشت بھی جماعت کو چھوڑا اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی (بخاری: ۷۰۵۴، مسلم: ۴۷۹۰، مستدرکِ حاکم: ۴۰۵ وَاللَّفْظُ لَهٗ)۔

پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ ایسی حدیث کا راوی خود اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف چلے۔ اور اگر ایسی بات ابنِ عبدالبر کی کتاب میں کہیں لکھ دی گئی ہے تو کم از کم آپ تو ایسی روایت پر اعتماد نہ کریں اور اسلام کی رسی اپنی گردن سے نہ اتاریں۔

ثامناً: یہ بھی واضح رہے کہ ابنِ عبدالبر کا اپنا عقیدہ اور اعتماد اس روایت پر نہیں ہے۔ بلکہ وہ خود افضلیتِ شیخین کے قائل ہیں۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں کہ: وَاَهْلُ السُّنَّةِ الْيَوْمَ عَلٰى مَا ذَكَرْتُ لَكَ فِيْ تَقْدِيْمِ اَبِيْ بَكْرٍ فِي الْفَضْلِ عَلٰى عُمَرَ، وَتَقْدِيْمِ عُمَرَ عَلٰى عُثْمَانَ، وَتَقْدِيْمِ عُثْمَانَ عَلٰى عَلِيٍّ یعنی آج بھی اہلِ سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ افضلیت میں ابوبکر عمر سے آگے ہیں، عمر عثمان سے آگے ہیں اور عثمان علی سے آگے ہیں (الاستیعاب لابن عبدالبر صفحہ ۵۳۸)۔

ابومحجن ثقفی کے اشعار یوں نقل کرتے ہیں:

وَ سُمِّيْتَ صِدِّيْقاً وَ كُلُّ مُهَاجِرٍ ۔۔۔ سِوَاكَ يُسَمّٰى بِاسْمِهٖ غَيْرَ مُنْكَرٍ
سَبَقْتَ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاللّٰهُ شَاهِدٌ ۔۔۔ وَ كُنْتَ جَلِيْساً بِالْعَرِيْشِ الْمُشَهَّرِ
وَ بِالْغَارِ اِذْ سُمِّيْتَ بِالْغَارِ صَاحِباً ۔۔۔ وَ كُنْتَ رَفِيْقاً لِلنَّبِيِّ الْمُطَهَّرِ

ترجمہ: تیرا نام صدیق رکھا گیا ہے جبکہ باقی تمام مہاجرین کو ان کے اپنے ہی نام سے یاد کیا جاتا ہے اور اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوا۔ اللہ گواہ ہے کہ تو نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور تو عریشِ بدر میں نبی کا ہم مجلس تھا۔ اور غار میں بھی حضور کا ساتھی تھا اور تیرا نام یارِ غار پڑ گیا (الاستیعاب صفحہ ۴۳۱)۔

غور کیجیے! ان اشعار میں سَبَقْتَ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاللّٰهُ شَاهِدٌ قسم کھا کر کہا جا رہا ہے کہ صدیقِ اکبر سب سے پہلے اسلام لائے۔ یہ صریح ضد ہے اُس عبارت کی جس میں سات صحابہ کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے۔

پھر یہی علامہ ابنِ عبدالبر اپنی اسی کتاب الاستیعاب میں حکم بن حجل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: لَا اَجِدُ اَحَداً فَضَّلَنِيْ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ

وَّ عُمَرَ اِلَّا جَلَّدْتُهٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ یعنی میں جسے پاؤں گا کہ ابوبکر اور عمر سے افضل کہتا ہے اسے مفتری کی حد لگاؤں گا (الاستیعاب صفحہ ۴۳۴)۔

اب بتایئے! ہم آپ کی پیش کردہ مردودِ کائنات روایت کو قبول کریں یا اسی کتاب میں لکھا ہوا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قولِ متواتر تسلیم کریں؟ یہاں ایک اہم نکتے پر غور فرمایئے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس متواتر اور ثابت شدہ فرمان اور اعلان کے صادر ہو جانے کے بعد کسی شخص پر عملاً اس حد کا جاری ہونا ثابت نہیں ہوا، جس سے واضح ہو گیا کہ اس کے بعد افضلیتِ شیخین کے انکار سے ہر کوئی توبہ کر گیا تھا۔ اس حد کا جاری نہ ہونا اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ الاستیعاب میں مذکور تمام صحابہ کرام میں سے کوئی بھی افضلیتِ شیخین کا منکر نہیں تھا اور یہ روایت موضوع ہے۔

تاسعاً: آپ بتایئے! ابنِ عبدالبر کی اس روایت میں افضلیت سے مراد خلافت ظاہری میں افضلیت ہے یا ولایت باطنی میں؟ اگر خلافت ظاہری میں افضلیت مراد ہے تو یہ آپ کے اپنے مؤقف کے خلاف ہے اور اگر ولایت باطنی میں افضلیت مراد ہے تو اس روایت میں ایسی افضلیت پر مطلق افضلیت کا اطلاق موجود ہے اور ہم بھی یہی چیخ رہے ہیں کہ ولایت باطنی میں افضلیت سے مطلق افضلیت لازم آتی ہے اور اسکا قائل تفضیلی ہے۔ اب آپ یا تو مولا علی کی افضلیت سے مراد بھی خلافت ظاہری میں افضلیت لیجیے یا آپکی افضلیتِ مطلقہ مان کر کھلم کھلا اپنے تفضیلی ہونے کا اعلان کیجیے یا پھر اس روایت کو ہر لحاظ سے ایک معمہ سمجھتے ہوئے اس سے جان چھڑا لیجیے۔

میں نہیں کہتا کہ ایسا کیجیے
جو لگے آسان ویسا کیجیے

عاشراً: صاف اجماعی عقائد کو چھوڑ کر اس قسم کی روایات پر اعتماد کر کے بیٹھ جانا سبیل المومنین سے انحراف ہے۔ حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الشَّیْطٰنَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَأْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِیَةَ وَالنَّاحِیَةَ وَاِیَّاکُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَیْکُمْ بِالْجُمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ یعنی شیطان انسان کا بھیڑیا ہے جیسے ایک بھیڑیا بکریوں کا ہوتا ہے۔ وہ اس بکری کو پکڑ لیتا ہے جو شاذ یعنی اکیلی بھاگ جائے یا ریوڑ

Islam The World Religion

سے دور ہو جائے یا کنارے کنارے چرتی ہو۔ تنگ راہوں اور گھاٹیوں سے بچ کے رہو۔ اور جماعت وجمہور کا ساتھ مت چھوڑو (مسندِ احمد جلد ۵ صفحہ ۲۸۷، حدیث: ۲۲۱۶۸)۔

تفضیلی رافضیوں سے ہم درخواست کرتے ہیں کہ معراجِ جسمانی پر اجماع، خلفاءِ اربعہ کی خلافت پر اجماع اور سبِ شیخین کی ممانعت کے دلائل پر غور فرمایئے۔ جو پھڈے بازی آپ افضلیتِ شیخین پر اجماع کے خلاف کر رہے ہیں اس سے زیادہ مکاریوں کی گنجائش ان تمام موضوعات میں موجود ہے۔ خصوصاً مولا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر وہ تمام اعتراضات بدرجہِ اولیٰ وارد ہو جائیں گے جنہیں آپ افضلیتِ شیخین پر وارد کر رہے ہیں۔ بلکہ تفضیلیوں کی روِش کے مفاسد حجیتِ حدیث، حیاتِ مسیح علیہ السلام اور گستاخِ رسول کی سزا جیسے مسائل کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ آپ جس طرح تصریحات کے مقابلے پر اٹکل چلا رہے ہیں اور محکم کو متشابہ کی طرف لوٹا رہے ہیں، اس طرح متداول دینی کتب سے اعتماد اٹھ جائے گا اور پرویزیوں، غالی رافضیوں اور قادیانیوں کو کھلا راستہ دستیاب ہو جائے گا۔ اور اگر بفرضِ محال افضلیتِ شیخین کا عقیدہ محض جمہور کا ہی عقیدہ ہو تو جمہور کے فیصلے کو بھی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہیے، اسکی مخالفت پر بھی مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ کی وعید موجود ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ نے حد کر دی، فرمایا: اگر تفضیلِ شیخین کے خلاف کوئی حدیث صحیح بھی آئے قطعاً واجب التاویل ہے اور اگر بفرضِ باطل صالح تاویل نہ ہو واجب الرد، کہ تفضیلِ شیخین متواتر و اجماعی ہے اور متواتر و اجماع کے مقابل اُحاد ہرگز نہ سنے جائیں گے (فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۹)۔

تفضیلیوں کا دسواں سوال

جہاں شیخین کی افضلیت بیان ہوئی ہے وہاں اہلِ بیت اطہار مستثنیٰ ہیں۔ اہلِ بیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے اور بضع ہیں۔ اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے حکم میں ہیں۔ الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۱۸۰ پر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضرت علی اہل بیت میں سے ہیں انہیں دوسرے صحابہ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ یہی قول امام احمد بن حنبل کا بھی ہے۔

Islam The World Religion

جواب: یہ قول الریاض النضرۃ میں کسی سند اور حوالے کے بغیر منقول ہے۔اس سے فوراً پہلے یہ لکھا ہے کہ حدیثِ ابن عمر ثُمَّ نَسکُتُ کے پیشِ نظر پہلے تین خلفاء کے بعد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا انکار غلط ہے، اور آپ رضی اللہ عنہ کے چوتھے نمبر کی افضلیت کا انکار کرنے والے خوارج کی تردید کرتے ہوئے محب طبری نے یہ استثناء بیان کیا ہے۔گویا اس استثناء کا تعلق خلفائے ثلاثہ کے علاوہ دیگر صحابہ سے ہے، الریاض النضرۃ کے اصل الفاظ پڑھیے: عُلِمَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ لَمْ یُرِدْ بِاَحَادِیْثِہِ الْمُتَقَدِّمِ ذِکْرَھَا فِی بَابِ الثَّلَاثَۃِ نَفْیَ اَفْضَلِیَّۃِ عَلِیٍّ بَعْدَ عُثْمَانَ وَیَدُلُّ عَلٰی ذٰلِکَ اَنَّہٗ قَدْ جَاءَ فِیْ بَعْضِ طُرُقِ حَدِیْثِہٖ: فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عُمَرَ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَعَلِیٌّ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ عَلِیٌّ مِنْ اَھْلِ الْبَیْتِ لَا یُقَاسُ بِھِمْ

یہ ہیں الریاض النضرۃ کے اصل الفاظ۔مناظرینِ اسلام نے یہ تجربہ کیا ہے کہ روافض کی ہر بات کا جواب انہی کی پیش کردہ عبارت کے آگے یا پیچھے موجود ہوتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: درحقیقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد باقی صحابہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم افضل ہیں، اس واسطے کہ آپ اہل بیت سے ہیں اور اہل بیت کو صحابہ پر قیاس نہ کرنا چاہیے (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۲۳۳)۔

اور اس حدیث کے اگلے الفاظ یہ ہیں: فَاطِمَۃُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ دَرَجَتِہٖ وَ عَلِیٌّ مَعَ فَاطِمَۃَ عَلَیْھَا السَّلَامُ یعنی سیدہ فاطمۃ الزہراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ ہیں اور حضرت علی سیدہ فاطمہ کے ساتھ ہیں (الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۸۰)۔اگر اس حدیث کو صحیح مانا جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بڑا رتبہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء کا ثابت ہو رہا ہے۔ اس طرح عقیدۂ تفضیل کا توازن بگڑ جائے گا اور یہ بات بالکل حق ہے کہ اجماعی عقائد کے خلاف چلنے والا شخص، تحقیقی توازن تو کجا، اپنا دماغی توازن بھی برقرار نہیں رکھ سکتا۔

بالکل اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے پہلے بھی خلفاءِ ثلاثہ کا ذکر ہے، اور جب چوتھے نمبر پر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے افضل ہونے یا نہ ہونے کا سوال ہوا تو آپ نے استثناء کی بات کی، فَعَلِیٌّ میں ''فا'' اس حقیقت کو اچھی طرح واضح کر رہا ہے۔

ثانیاً: اسی الریاض النضرۃ میں کئی احادیث ہیں جو مولا علی کو اس ترتیب میں داخل کر

Islam The World Religion

رہی ہیں۔مثلاً: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر میں (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۵۷)۔ بتایئے، آپ نے اسی کتاب کی دیگر احادیث کو مدِنظر کیوں نہ رکھا؟۔ احادیث میں چاروں خلفاءِ راشدین کے نام اسی ترتیب سے بیان ہوئے ہیں ابوبکر وعمر وعثمان وعلی (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۴۲، الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۴۷، کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۲، حدیث: ۳۳۰۸۹)۔ اسی پر صحابہ کرام اور تابعین کا اجماع ہے کہ سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۲۱)۔

ثالثاً: علماء اور صوفیاء علیہم الرحمہ نے بھی صاف لکھا ہے کہ: اَفْضَلُ الْاَوْلِیَآءِ الْمُحَمَّدِیِّیْنَ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِیٌّ (الیواقیت والجواہر صفحہ ۴۳۷، شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۲، متن عقائد نسفی صفحہ ۳، نبراس صفحہ ۳۰۳، شرح مقاصد جلد ۲ صفحہ ۲۹۸)۔ پھر استثنیٰ کہاں رہا؟

رابعاً: اگر جگر کے ٹکڑے ہونا استثنیٰ کا سبب ہے تو پھر مولا علی تو جگر کے ٹکڑے (بضعِ رسول) نہیں بلکہ چچازاد بھائی ہیں۔ ان کا استثنیٰ کس بہانے سے کروگے؟

خامساً: اگر یہی بہانہ ہے تو پھر سیدۃ النساء کو سب سے افضل ہونا چاہیے جن کے بارے میں نص موجود ہے کہ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ (بخاری حدیث رقم: ۳۷۶۷)۔ اب عقیدۂ تفضیل کا تو شیرازہ بکھر گیا۔

سادساً: حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے بارے میں امت کا اجماع موجود ہے کہ ان سے شیخین افضل ہیں (صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۹)۔

سابعاً: اگر یہی بات تھی تو آپ کو خلافت ظاہری اور ولایت باطنی کی تفریق کا چکر چلانے کی کیا ضرورت پڑی؟ ہر طرح کی افضلیت سے مولا علی کا استثنیٰ کرلیا ہوتا۔

ثامناً: خود مولا علی رضی اللہ عنہ کے فرمان سے بھی ظاہر ہے کہ آپ اس تفضیل سے مستثنیٰ نہیں۔ چنانچہ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم خود ارشاد فرماتے ہیں کہ: مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ (بخاری حدیث: ۳۶۷۱)۔ اور اگر اسے آپ کسرِ نفسی پر محمول کریں تو امام باقر علیہ الرحمہ کیوں فرما رہے ہیں کہ: هُوَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی آپ مومنوں میں سے ایک ہیں

Islam The World Religion

(صواعقِ محرقہ صفحہ ۱۴)۔

تاسعاً: اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو مزید سنیے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے مجھے ابوبکر اور عمر سے افضل کہا میں اسے اَسی کوڑے ماروں گا (فضائلِ صحابہ: ۴۹ وغیرہ)۔ اب بتایئے یہ کیسی کسرِ نفسی ہے کہ سچ بولنے پر اگلے کا کباڑا کر دیا جائے۔

عاشراً: آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے مرتبے اور ابوبکر کے مرتبے کو خوب سمجھ کر فیصلہ دیا اور ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا (صواعقِ محرقہ صفحہ ۶۲)۔ نیز فرمایا کہ اللہ نے ابوبکر کو ہم سے بہتر سمجھا تو اسے ہم پر ولایت دے دی (مستدرک: ۴۷۵۶)۔ لہٰذا استثنیٰ والے بہانے کے پرخچے اڑ گئے۔

اگر استثنیٰ کی حقیقت سمجھنا ہی چاہتے ہو تو سنو، سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے جو فضائل آپ کے اپنے دور میں بیان ہوئے ہیں خواہ آپ نے خود بیان فرمائے ہوں یا آپ کے شاگردوں نے ان کا تعلق آپ کے زمانے اور مابعد سے ہے اور ان سے خلفاءِ ثلاثہ اور خصوصاً شیخین مستثنیٰ ہیں۔ اور زمانے کا یہ تأخر اس استثنیٰ کی واضح دلیل ہے۔

اب ذرا یہ بھی واضح فرما دیجیے کہ آپ کے نزدیک اہل بیت میں کون کون شامل ہیں۔ کیا آپ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو اہل بیت میں شامل کرنا پسند فرماتے ہیں کہ نہیں، جن کا اہل بیت ہونا قرآن کی نص سے ثابت ہے۔ اور کیا ان کا استثنیٰ بھی آپ کو گوارا ہے یا یہ آپ کے استثنیٰ میں سے مستثنیٰ ہیں؟ اگر آپ ازواجِ مطہرات کو بھی مستثنیٰ قرار دیں تو پھر تمام ازواجِ مطہرات کی جمیع امت پر افضلیت لازم آئے گی اور اگر آپ انہیں اہل بیت میں شمار نہ کریں تو رافضیت لازم آئے گی۔

دو گونہ رنج و عذاب است جانِ مجنوں را
بلائے صحبتِ لیلیٰ و بلائے فرقتِ لیلیٰ

اب یہ بھی سن لیجیے کہ استثنیٰ والا عقیدہ کن لوگوں کا ہے۔ حضرت علامہ عبدالواحد سیوستانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اَفْضَلِیَّۃُ اَھْلِ الْبَیْتِ وَاَخَصِّیَّتُھُمْ مِنْ جَمِیْعِ الْاَصْحَابِ حَتَّی الْخُلَفَآءَ ھُوَ قَوْلُ الرَّافِضَۃِ یعنی اہلِ بیت کو افضل سمجھنا اور انہیں صحابہ میں سے خاص کر لینا حتیٰ

کہ خلفاء سے بھی خاص کر لینا یہ قول رافضیوں کا ہے (رسائل سیوستانی صفحہ ۱۳۶)۔

تفضیلیوں کا گیارہواں سوال

صواعقِ محرقہ میں بعض علماء کے حوالے سے لکھا ہے کہ اَبُوْبَکْرٍ خَیْرٌ وَ عَلِیٌّ اَفْضَلُ یعنی ابوبکر خیر ہیں اور علی افضل ہیں۔

جواب: اولاً: یہ فرمایئے کہ یہ کون سے علماء نے لکھا ہے؟ ان علماء کے نام لیجیے اور ان کی کتابوں کے حوالے دیجیے۔

ثانیاً: یہ قول ابنِ حجر مکی نے تردید کرنے کی غرض سے لکھا ہے۔ اور آپ نے مردود کو اختیار کر لیا ہے اور اس کی تردید کو ہڑپ کر لیا ہے حَفِظْتَ شَیْئاً وَ غَابَتْ عَنْکَ اَشْیَآءَ۔ آپ نے یہ دھاندلی کیوں فرمائی؟

ثالثاً: ابن حجر نے یہ قول اس طرح لکھا ہے کہ: حَکَاہُ الْخَطَابِیُّ عَنْ بَعْضِ مَشَائِخِہٖ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ اَبُوْبَکْرٍ خَیْرٌ وَ عَلِیٌّ اَفْضَلُ یعنی خطابی نے اپنے کسی استاد سے حکایت کیا ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ ابوبکر خیر ہیں اور علی افضل (صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۸)۔

اب بتایئے! یہ قول کتنا لاغر ہے اور کیسے بے جان طریقے سے اس کو نقل کیا گیا ہے۔ خطابی نے حکایت کیا۔ وہ بھی اپنے کسی استاد سے۔ خدا جانے وہ استاد کون تھا اور اس کا کیا مذہب تھا؟ پھر ''وہ کہا کرتا تھا'' ان ساری باتوں پر غور فرمایئے۔ اس قول کا ہر ہر لفظ اپاہج ہے۔

رابعاً: اسی ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے اسی سطر میں اس کا جواب بھی لکھا ہے۔ وہ جواب آپ نے کیوں ہضم کر لیا؟ انہوں نے لکھا ہے کہ یہ قول ہفوات میں سے ہے۔ یعنی گری ہوئی بات ہے۔ اس لیے کہ خیر کا معنی افضل ہی ہوتا ہے (صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۸)۔

خامساً: اگر صدیقِ اکبر کا بعض وجوہ سے خیر ہونا اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کا بعض دوسری وجوہ سے افضل ہونا مراد ہے تو یہ ایسی چیز ہے جو صرف صدیق اور مرتضیٰ کے درمیان نہیں پائی جاتی بلکہ تمام صحابہ کے درمیان پائی جاتی ہے اور تقریباً ہر صحابی میں ایسے خصوصی فضائل موجود ہیں جو دوسروں میں نہیں (صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۸)۔

Islam The World Religion

سادساً: اگر خطابی کے استاد کی مراد یہ ہے کہ صدیق اکبر مطلقاً افضل ہیں اور مولا علی رضی اللہ عنہما میں جزوی خصائص موجود ہیں تو یہ بات درست ہے۔ اس میں کلام ہی کسے ہے؟ ورنہ خطابی کا قول انتہائی گرا ہوا ہے اور سمجھ سے باہر ہے وَ اِلَّا فَکَلَامُہٗ فِیْ غَایَۃِ التَّھَافُتِ الخ (صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۸)۔ اب بتایئے آپ کے پلے کیا بچا اور آپ کس منہ سے اس قول کا سہارا لے سکتے ہیں۔

سابعاً: وَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کو خیر کہا گیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ خیر ہے اور افضل کوئی اور ہے؟ نبی کریم ﷺ خیر الانام ہیں۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ حضور خیر ہیں افضل نہیں؟ خصوصاً جب کہ احادیث میں لَا تُفَضِّلُوْنِیْ عَلٰی مُوْسٰی جیسے الفاظ موجود ہیں۔

ثامناً: کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ میں اس امت کو خیر کہا گیا ہے۔ بتایئے کیا یہ امت خیر ہے اور افضل کوئی اور ہے؟ خصوصاً جب کہ بنی اسرائیل کے حق میں فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ کے الفاظ موجود ہیں۔ نیز چاروں خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے لیے ھُمْ خَیْرُ اَصْحَابِیْ کے الفاظ ہم نقل کر چکے ہیں۔ اس حدیث میں مولا علی سمیت چاروں خلفاء کو خیر کہا گیا ہے۔ فرمایئے کیا یہ چاروں خیر ہیں اور افضل کوئی اور ہے؟

تاسعاً: احادیث میں کُنَّا نُخَیِّرُ کے الفاظ بھی ہیں (بخاری)، اَفْضَلُ اُمَّۃِ النَّبِیِّ کے الفاظ بھی ہیں (ابوداؤد)، کُنَّا لَا نَعْدِلُ کے الفاظ بھی ہیں (بخاری)، سَیِّدُ الْکُھُوْلِ کے الفاظ بھی ہیں (ترمذی)، حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فرمائے ہوئے سیدنا کے الفاظ بھی ہیں (بخاری، ترمذی، مستدرک) اور خود مولا علی ﷺ لَا اَجِدُ اَحَداً فَضَّلَنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ اِلَّا جَلَّدْتُہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ میں اپنے افضل ہونے کی نفی فرما رہے ہیں (الاستیعاب وغیرہ)۔ فرمایئے ان مختلف قسم کے الفاظ خصوصاً افضلیت کے لفظ کا آپ کے پاس کیا علاج ہے؟ آپ جو چکر بھی چلائیں گے احادیث کے مختلف الفاظ آپ کا راستہ روک کر کھڑے ہوں گے۔

عاشراً: پوری امت کا اجماع نقل کرتے وقت علماء نے افضل کا لفظ استعمال کیا ہے (عقائد نسفی متن صفحہ ۳، نووی جلد ۲ صفحہ ۲۷۲، ازالۃ الخفاء جلد ۱ صفحہ ۳۱۱، مطلع القمرین صفحہ ۶۷ وغیرہ)۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ

Islam the world Religion

صَلَّى اللهُ تَعَالٰى وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اور ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فَهُوَ اَفْضَلُ الْاَوْلِيَآءِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ وَقَدْ حُكِيَ الْاِجْمَاعُ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَا عِبْرَةَ بِمُخَالَفَةِ الرَّوَافِضِ هُنَالِكَ یعنی صدیق اکبر تمام اولیاء اولین وآخرین میں سے افضل ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے اور یہاں رافضیوں کی مخالفت کی کوئی اوقات نہیں (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۱)۔

اب فرمایئے! یہاں صدیق کو افضل کہا گیا ہے نہ کہ خیر، اس پر امت کا اجماع بھی نقل کیا گیا ہے اور افضلیت بھی ولایت میں مانی گئی ہے نہ کہ صرف خلافت ظاہری میں۔

اسی طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خیر ہونے پر بھی امت کا اجماع ہے (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۴)۔ واضح ہو گیا کہ پوری امت نے افضل اور خیر میں کوئی فرق نہیں کیا اور صدیق اکبر کی افضلیت کے لیے دونوں لفظ استعمال کیے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے ایک عنوان قائم کیا ہے، جس کا نام ہے: "فَصْلٌ فِيْ اَنَّهٗ اَفْضَلُ الصَّحَابَةِ وَخَيْرُهُم" یعنی ابوبکر کا تمام صحابہ سے افضل اور خیر ہونا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۷)۔ اس عنوان نے افضل اور خیر کا فرق مٹا کر تفضیلیوں کے ہاتھ پر رکھ دیا ہے۔ علامہ محب طبری نے بھی "اِخْتِصَاصُهٗ بِالْاَفْضَلِيَّةِ وَالْخَيْرِيَّةِ" کا باب باندھا ہے (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)۔

قادیانیوں کی ایک عادت یہ ہے کہ جب انہیں حیاتِ مسیح اور ختمِ نبوت پر اجماع دکھایا جائے تو یہ لوگ سرسید جیسے کسی آدمی کا مردود یا مرجوح قول اجماع کے خلاف دکھا کر کہنے لگتے ہیں کہ جب فلاں شخص کو اس سے اختلاف ہے تو اجماع کہاں رہا؟

تفضیلی بھی خرقِ اجماع کے لیے قادیانیوں کی طرح مردود اور شاذ اقوال کا سہارا لے رہے ہیں فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ۔

تفضیلیوں کا بارہواں سوال

جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء سے افضل ہیں اسی طرح

Islam The World Religion

حضرت علی المرتضیٰ خاتم الخلفاء ہیں اور تمام خلفاء سے افضل ہیں۔

جواب: یہ کس کا فرمان ہے، ذرا حوالہ دیجیے۔

ثانیاً: یہ قیاس درست نہیں۔ ختمِ نبوت کا مسئلہ نصِ قطعی سے ثابت ہے اور اس کا انکار کفر ہے اور خلافت کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

ثالثاً: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کون سے خلفاء کے خاتم ہیں؟ سیاسی یا روحانی؟ اور اس خاتمیت سے ان کی افضلیت ظاہری ثابت ہوگی یا باطنی؟ ذرا اپنے باطنی نظریے کو مدِ نظر رکھ کر جواب دینا۔

رابعاً: اگر آپ رضی اللہ عنہ خاتم الخلفاء ہیں تو حدیث میں تو بارہ خلفاء کا ذکر ہے، چوتھے خلیفہ خاتم کیسے بن گئے؟

خامساً: اگر آپ خاتم الخلفاء بمعنی خاتم الاولیاء لیں تو پھر پہلے تینوں خلفاء کو بھی اولیاء ماننا پڑے گا نہ کہ محض سیاست دان۔ نیز سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد ولایت کا دروازہ بند سمجھنا پڑے گا۔

سادساً: اگر خاتم الخلفاء بمعنی افضل الخلفاء ہے تو پھر نبی کریم ﷺ کو بھی خاتم الانبیاء بمعنی افضل الانبیاء کہو گے تو اس طرح قادیانیت اور نانوتویت لازم آئے گی۔

سابعاً: جب ہم حق چار یار کا نعرہ لگاتے ہیں تو اس وقت آپ لوگوں کو پانچویں خلیفہ راشد سیدنا امام حسن علیٰ جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام یاد آ جاتے ہیں تاکہ کسی بہانے چار کا عدد ٹوٹ سکے، تو اب آپ نے خود سیدنا امام حسن کے ہوتے ہوئے مولا علی کو خاتم الخلفاء کیسے کہہ دیا؟ یہ لقب امام حسن کو دے کر انہیں مولا علی سے افضل مان لیجیے۔

تفضیلیوں کا تیرہواں سوال

امت کا اختلاف رحمت ہے اور اختلافی مسائل میں وسعتِ قلبی کا مظاہرہ کرنا چاہیے تفضیل کے موضوع پر قلم اٹھانا تشدد ہے، وسعت و برداشت کہاں گئی؟

جواب: چلیے آپ ہی شیخین کی افضلیت مان کر وسعت و برداشت کا مظاہرہ کر دیجیے، بات

Islam The World Religion

یہیں پر ختم ہو جائے گی اور قرآن وسنت واجماع کا دامن بھی نہیں چھوٹے گا۔

ثانیاً: رحمت والے اختلاف کا تعلق فروعی مسائل سے ہے، اصولی مسائل سے نہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ اس قسم کی باتیں جن لوگوں کو رٹا دی گئی ہیں ان بے چاروں کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ کونسا مسئلہ فروعی ہے اور کونسا اصولی ہے۔ ایسے لوگوں کو سمجھانے کا کامیاب طریقہ یہ ہے کہ انہیں قرآن کی وہ آیات یاد دلائی جائیں جن میں کسی کو مشرک، کسی کو کافر، کسی کو منافق، کسی کو فاسق، کسی کو شیطان اور کسی کو جہنمی کہا گیا ہے۔ اب یہ خود بولیں گے کہ وہ لوگ تو اسلام کے قطعی اصولوں سے ٹکر لیتے تھے۔ ہم بھی یہی عرض کر رہے ہیں کہ تفضیل کا مسئلہ اصولی مسئلہ ہے اسکا تعلق فروعی احکام اور سجدہ سہو، مائے مستعمل، گھڑی کے چین اور لاؤڈ سپیکر پر امامت جیسے فروعی مسائل سے نہیں بلکہ اسکا تعلق عقائد سے ہے۔ تفضیلی عقیدے والا آدمی اہلسنت سے خارج ہو جاتا ہے۔ اہلسنت وہ تہتر واں فرقہ ہے جسے نبی کریم ﷺ نے جنتی قرار دیا ہے مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي۔ اور آپ اس کتاب میں تفصیل سے پڑھ چکے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا فیصلہ (مَا اَنَا عَلَيْهِ) کیا ہے۔ اور صحابہ کرام (وَاَصْحَابِي) کا فیصلہ کیا ہے۔ باقی تمام فرقوں کو ہم نے اپنی جیب سے کاغذ نکال کر غلط نہیں کہا۔ بلکہ جناب محمد مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے انہیں اپنی زبانِ حق ترجمان سے جہنمی قرار دیا ہے (كُلُّهُمْ فِي النَّارِ ترمذی: ۲۶۴۱، مشکوٰۃ: ۱۷۱)۔ بتایئے کیا نبی کریم ﷺ نے ان سب کو جہنمی قرار دے کر معاذ اللہ تشدد سے کام لیا ہے؟

ثالثاً: محبوبِ کریم ﷺ نے قدریہ کو اس امت کے مجوسی قرار دیا ہے (ابو داؤد: ۴۶۹۱)۔ روافض کے بارے میں فرمایا کہ اسلام سے نکل چکے ہوں گے (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۱۲۸، حدیث: ۸۱۱)۔ خوارج کے بارے میں فرمایا کہ مبارک ہو اسے جس نے ان سے جنگ لڑی اور انہیں مارا اور ان کے ہاتھوں مرا (ابو داؤد: ۴۷۶۵)۔

ذرا سنبھل کر جواب دیجیے، کیا یہ سب باتیں تشدد ہیں؟ کہاں گیا آپ کا اختلافِ امت کا سہارا لینا اور کہا گیا آپ کا وسعتِ قلبی کا مظاہرہ اور کہاں گیا آپ کا تشدد کا فتویٰ؟

میرے محترم! دوسروں کو نادان اور بے مصلحت سمجھنا چھوڑ دیجیے۔ اللہ کریم کی عظمت کی قسم ہم نے فروعی مسائل میں اور بڑے بڑے پیچیدہ مسائل میں کئی علماء سے خفیہ

Islam The World Religion

رابطے کیے اور انہیں حق کی طرف توجہ دلائی۔ ان میں سے بہت سے علماء مان بھی گئے اور عوام کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی۔ خوش قسمت ہے وہ انسان جسے سمجھانے والا کوئی ہو۔ اور بدقسمت ہے وہ شخص جسے سمجھانے والا کوئی نہ ہو، یا وہ سمجھنا ہی نہ چاہے نعوذ باللہ من ذلک۔

رابعاً: یاد رکھیے کہ غلط کو غلط کہنا علماء پر واجب ہوتا ہے۔ صرف مثبت انداز کا ڈھول پیٹنے والے آدھی تبلیغ کے منکر ہیں۔ دین کی چکی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں پر گھومتی ہے۔ امر بالمعروف مثبت تعلیم ہے اور نہی عن المنکر باطل کی تردید کا نام ہے۔ ہر زمانے کی باطل قوتوں کو امر بالمعروف پر کوئی خاص اعتراض نہیں رہا۔ زیادہ تر فساد نہی عن المنکر پر ہوا ہے۔

خامساً: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی کو دیکھا وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آگے آگے چل رہے تھے۔ آپ نے انہیں منع کیا اور فرمایا تم ایسے شخص کے آگے چل رہے ہو جس سے بہتر شخص سورج نے نہیں دیکھا۔ بتایئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی سی بات پر اتنا سخت نوٹس کیوں لیا۔

سادساً: مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے مجھے ابوبکر اور عمر سے افضل کہا میں اسے اسی کوڑے ماروں گا۔ بتایئے یہ نرمی ہے یا سختی؟

سابعاً: حضرت امام ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس نے شیخین سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو افضل کہا میں نہیں سمجھتا کہ اس کا کوئی عمل قابل قبول ہے (ابوداود: ۴۶۳۰)۔ بتایئے یہ نرمی ہے یا سختی؟

ثامناً: علماء امت نے تفضیلیوں کو اہل سنت سے خارج قرار دیا ہے، ان کی نمازِ جنازہ تک سے منع کیا ہے، حتیٰ کہ حضرت شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، حضرت میر عبدالواحد اور فاضلِ بریلوی علیہم الرحمہ نے ان کے رد میں مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ جن کا تفصیلی بیان آپ اس کتاب میں پڑھ کر آ رہے ہیں۔ اب بتایئے کیا یہ نرمی ہے یا سختی؟

علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمہ نے تفضیلیوں کو نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ والی آیت پڑھ کر وعید سنائی ہے (صواعق صفحہ ۵۹)۔ بتایئے کیا یہ نرمی ہے یا سختی؟۔ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ نے تفضیلیوں کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ صحابہ کا اجماع دین کی بنیاد، روشنیوں کا مطلع اور یقین کی کنجی ہے۔ جو شخص اس اجماع کا انکار کرتا ہے اس سے خدا اور مصطفیٰ جل وعلیٰ وصلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہیں

Islam The World Religion

اور وہ اللہ تعالیٰ کے دربار سے جلد ہی مردود ہو جاتا ہے۔ اس کی بدبختی کی گرہ کو نہیں کھولا جا سکتا اس لیے کہ ان اصحاب باصفا کا انکار خدا و مصطفی کا انکار ہے تو جس کا راستہ سنت کے خلاف ہے اس کی گردن میں لعنتوں کے طوق ہیں (سبع سنابل صفحہ ۱۸)۔ بتایئے یہ نرمی ہے یا سختی؟

تاسعاً: علامہ تفتازانی نے کہیں لکھ دیا تھا کہ کثرتِ ثواب کے لحاظ سے حضرت عثمان غنی اور مولا علی میں توقف درست ہے جب کہ دیگر کمالات کے لحاظ سے عثمانِ غنی کی نسبت علی المرتضیٰ افضل ہیں۔ علماء نے اس عبارت کا نوٹس لیتے ہوئے فرمایا کہ اس میں رافضیت کی بدبو آ رہی ہے۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے مکتوبات جلد ۱ مکتوب نمبر ۲۶۶ میں اس پر سخت گرفت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ مولانا سعد الدین تفتازانی نے اس افضلیت کے حق میں جو کچھ انصاف سمجھا ہے وہ انصاف سے دور ہے اور وہ تردید جو اس نے کی ہے وہ سراسر لاحاصل ہے۔ اب فرمایئے صرف اتنی سی بات اور وہ بھی صرف عثمانِ غنی کے بارے میں کہی جائے تو علماء اس کے لیے صرف تفضیل ہی نہیں بلکہ رافضیت کا لفظ استعمال کریں تو کیا یہ سختی ہے یا نرمی؟ اور اگر اس سے بھی بڑھ کر کوئی بدعقیدہ شخص مولا علی کو شیخین پر افضلیت دے تو وہ اس سے بھی سخت فتویٰ کا حقدار ہوگا کہ نہیں؟ رضی اللہ تعالیٰ عن جمیع اصحاب سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

افضلیت کی ترتیب میں گڑبڑ کرنا تو دور کی بات ہے، محض چاروں خلفاء کو برابر کہنا اور اس مسئلہ پر توقف کرنا بھی سخت قبیح اور مسلکِ اہل سنت سے انحراف ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں توقف کی گنجائش تب ہو کہ اس افضلیت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کوئی تصریح موجود نہ ہو، اور جب صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے وضاحت آ چکی ہے تو پھر توقف کیوں کریں؟

آگے لکھتے ہیں: وآں کہ ہمہ را برابر داند و فضل یکے بعد دیگرے فضولی انگارد بوالفضول است بوالفضول کہ اجماع اہلِ حق را فضولی داند یعنی جو شخص سب کو برابر سمجھتا ہے اور ایک دوسرے پر فضیلت دینے کو فضول خیال کرتا ہے وہ خود بوالفضول ہے، عجب بوالفضول ہے کہ اہلِ حق کو فضول سمجھتا ہے (مکتوباتِ امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۶)۔

Islam The World Religion

عاشراً: باطل کی تردید کرتے وقت حسبِ موقع سختی یا نرمی اختیار کرنا درست ہے لیکن باطل کے مقابلے پر چپ سادھ لینا اور باطل کو باطل ہی نہ کہنا بے جا نرمی اور دینی غیرت کا فقدان ہے۔ اس قسم کی باتیں کرنے والے لوگ اعتدال کا ڈھول بجا کر اپنے باطل نظریات کو پروان چڑھانے کے لیے راستہ ہموار کرتے ہیں۔ اب یہ کچھ بھی ہانک دیں وہ محض تحقیق کہلائے گا اور جو ان کی تردید کرے گا اسے متشدد کہہ دیں گے۔

دوسروں کو وسعتِ قلبی کا درس دینے والے لوگ نبی کریم، صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخیاں بکنے والوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات رکھتے ہیں اور ان کی بدتمیزی کو وسعتِ قلبی سے برداشت کرتے ہیں مگر جب ان کے اپنے کسی مرغوب قائد پر کوئی شخص گرفت کرے تو اسکی شان میں یہ گستاخی ان سے ہرگز برداشت نہیں ہوتی۔ آخر جس کا ضمیر زندہ ہے اسکے پاس اس بات کا کیا جواب ہے؟

کچھ لوگ ایک خاص مشن کے تحت سالہا سال تک وسعتِ قلبی، اعلیٰ ظرفی اور اختلاف کی رحمت کا درس دیتے رہتے ہیں اور بعد میں پتہ چلتا ہے کہ جناب نے نبوت یا مہدویت وغیرہ کا دعویٰ کر دیا ہے یا پھر کسی ایسی شخصیت کو منظر پر لے آتے ہیں جسے برداشت کرنا شیطان کو برداشت کرنے کے مترادف ہوتا ہے۔ کسی بھی دونمبرے کے پاس اپنی دونمبری کو پروان چڑھانے کا اسکے سواء کوئی ذریعہ نہیں ہوتا کہ وہ پہلے برداشت اور وسعتِ قلبی کا سبق پڑھائے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے یہی مہرہ (coin) بار بار استعمال کیا ہے تاکہ بھولے مسلمان آں جناب کو برداشت کر جائیں۔

تفضیلیوں کا چودھواں سوال

معمر کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص حضرت علی کو ابوبکر و عمر سے افضل کہے تو میں اس پر سختی نہیں کرتا بشرطیکہ شیخین سے محبت رکھے، وکیع نے اس بات کو پسند کیا (صواعق محرقہ صفحہ ۵۸)۔

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی حرکت کرنے والے کا نوٹس لیتے ہیں اور بار بار فرما رہے ہیں کہ ابوبکر و عمر سب سے افضل ہیں۔ حتیٰ کہ کسی کو ابوبکر صدیق سے آگے چلنے بھی نہیں دیتے۔ فرمایئے ہم

Islam The World Religion

محبوب کریم ﷺ کی بات مانیں یا معمر کی؟ ثانیاً: خود مولا علی رضی اللہ عنہ اس حرکت پر اتنی سختی کرتے ہیں کہ جو آپ کو ابوبکر و عمر سے افضل کہے اسے اسی (۸۰) کوڑے مارتے ہیں، فرمایئے ہم مولا علی کی زبردست سختی کو مانیں یا معمر کی نرمی کو؟ ثالثاً: پوری امت کا اجماع اور پوری امت کی اس موضوع پر سختی ہم اس کتاب میں ان گنت مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ آپکو اجماع کے مقابلے پر ایک شاذ، متروک اور مردود قول کیوں پسند آیا؟ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کی آپ نے پرواہ کیوں نہ کی اور اِیَّاکُمْ وَالشُّعَابَ وَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ سے کیوں بے پرواہ ہو گئے؟ رابعاً: ہم لکھ چکے ہیں کہ ایک آدھ قول ہر اوٹ پٹانگ بات کے حق میں آسانی سے دستیاب ہے۔ مثلاً ایک قول یہ ہے کہ: حضرت آدم نبی نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام انبیاء سے افضل نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یزید کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا جائز ہے اور اگر کوئی یزید کو رحمۃ اللہ علیہ کہے تو امام غزالی علیہ الرحمہ اس پر کوئی سختی نہیں کرتے۔ فرمایئے اگر آپ کو یزیدی ہونا پسند ہے تو پھر معمر کے قول لَا اَعْنُفُهٗ کو بھی قابو کر لیجیے ورنہ اس خطرناک وادی میں پاؤں رکھنے سے بچ جایئے۔ خامساً: یہ قول بنیادی طور پر محدث عبدالرزاق سے لیا گیا ہے ذَکَرَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَر (الاستیعاب صفحہ ۵۵۴)۔ دنیا جانتی ہے کہ عبدالرزاق متشیع تھے اور ایسے موضوع پر ان کی روایت کو قبول کرنے میں احتیاط کرنی چاہیے۔ پھر اس قول سے الاستیعاب کے مصنف ابوعمر نے سیدنا صدیق اکبر کی افضلیت ثابت کی ہے۔ چنانچہ اس کے فوراً بعد لکھتے ہیں کہ: یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ اَبَابَکْرٍ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَفْضَلُ مِنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یعنی اس قول سے ثابت ہوا کہ ابوبکر افضل ہیں عمر سے رضی اللہ عنہما (الاستیعاب صفحہ ۵۵۴)۔ سختی نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ افضل تو صدیق ہی ہیں لیکن معمر اس افضلیت کے منکر کو کافر نہیں کہتے تھے یا اس پر حد نہیں لگاتے تھے لیکن اس کے گمراہ اور بدعتی ہونے میں انہیں کوئی شک نہیں تھا۔ سادساً یہی قول نقل کرنے کے بعد صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ معمر کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ افضلیتِ شیخین کا عقیدہ ظنی ہے قطعی نہیں (صواعق محرقہ صفحہ ۵۸)۔ علامہ ابن حجر مکی نے اس قول سے ثابت کیا ہے کہ تفضیلِ شیخین کا انکار کفر نہیں۔ یہ بات ہمیں مضر نہیں۔ سابعاً: علامہ پرہاروی علیہ الرحمہ نے مرام الکلام میں معمر کا یہی قول تردید کی غرض سے نقل کیا ہے۔ آپ نے اس قول کو لے لیا ہے اور اسکی

Islam The World Religion

تردید ہڑپ کر گئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ وَيَرُدُّ عَلَيْهِ تَعْنِيفُ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ مَنْ فَضَّلَهُ عَلَيْهِمَا یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تفضیلیوں پر سختی کرنا اور انہیں کوڑے مارنا معمر کی نرمی کو رد کر رہا ہے (مرام الکلام صفحہ ۴۷)۔ یہاں پھر تفضیلیوں کا طرزِ استدلال قادیانیوں جیسا ہے کہ مردود کو پکڑ لیا اور تردید کو ہضم کر گئے۔ ثامناً اب ذرا وکیع کے بارے میں بھی سن لیجیے جس نے معمر کا قول پسند کیا۔ وکیع نے یہ من گھڑت روایت بیان کی کہ نبی کریم ﷺ کو دفن کرنے میں دیر کی گئی تو آپ ﷺ کا جسم مبارک عام میتوں کی طرح متاثر ہو گیا۔ مکہ شریف کے مفتی عبدالمجید بن روادنے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔ اس وقت کے حاکم عثمانی نے اسے سولی پر چڑھانے کا پروگرام بنایا مگر کسی کی سفارش کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا۔ پھر حاکم اسے چھوڑنے پر شرمندہ ہوا اور وکیع مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ حاکم نے مدینہ والوں کو لکھا کہ جس وقت وکیع تمہارے پاس پہنچے اسے فوراً سنگسار کر دو۔ وکیع کو راستے میں اس کی خبر ہو گئی تو وہ کوفہ کی طرف بھاگ گیا (نسیم الریاض جلد ا صفحہ ۳۹۰)۔ وکیع سے اگر اتنی بھاری خطا سرزد ہو سکتی ہے تو مسئلہ تفضیل میں ان کا سختی نہ کرنا کون سی بڑی بات ہے۔ تاسعاً تفضیلیوں کے تیرہویں سوال کے جواب میں اس چودھویں سوال کا جواب کافی حد تک موجود ہے، براہِ کرم مطالعہ فرمالیجیے۔ جس میں علماء نے انہیں جہنمی، لعنتی، مردود اور بوالفضول وغیرہ قرار دیا ہے۔ ایک معمر کا لَا أَعْنُفُهُ کہنا کس شمار میں رہ گیا۔ عاشراً: تفضیلیوں نے معمر کا قول پیش کر کے اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ افضلیت شیخین پر امت کا اجماع ہے اور معمر بھی اس سے متفق ہیں۔ پوری امت اس معاملے میں سختی کرتی ہے اور معمر سختی نہیں کرتے۔ اب سختی سے مراد کفر کا فتویٰ ہے یا قتل کی سزا یا کوئی دوسری حد، تفضیلی لوگ معمر کے ذریعے ان سختیوں سے جان چھڑاتے پھرتے ہیں لیکن افضلیتِ شیخین میں بہرحال کوئی شک نہیں۔

ایک زبردست علمی غلطی کی اصلاح

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم بھی افضلیتِ شیخین کو تسلیم کرتے ہیں مگر یہ جمہور کا عقیدہ ہے، اجماعی عقیدہ نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ تھا کہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی

Islam The World Religion

اللہ عنہا سب سے افضل ہیں (طبرانی اوسط)۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں (ترمذی)۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ اہل مدینہ میں سب سے افضل سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں (فضائل صحابہ)۔بعض علماء کا خیال ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ حضرت علی افضل ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔معلوم ہوا کہ یہ تمام عقائد درست ہیں کسی ایک کو اختیار کر لینے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔جب مختلف صحابہ کے بارے میں افضلیت کے اقوال موجود ہیں تو آپ لوگ صرف مولا علی کا نام آتے ہی کیوں سیخ پا ہو جاتے ہیں؟

جواب: آپ نے جتنے بزرگوں کے اقوال پیش کیے ہیں آپ نے ان کے تمام اقوال کو مدِ نظر نہیں رکھا اور ان کا صحیح مفہوم سمجھنے میں اخلاص اور تحقیق سے کام نہیں لیا۔

(۱)۔آپ نے پہلا قول ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پیش کیا ہے کہ وہ سیدۃ زہراء رضی اللہ عنہا کو افضل سمجھتی تھیں۔پوری صورتِ حال اس طرح ہے کہ:

یہی ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ میرے گھر میں تین چاند اترے ہیں۔نبی کریم ﷺ نے اسکی تعبیر یہ فرمائی کہ تمہارے گھر میں تین افراد دفن ہوں گے جو روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہوں گے الحدیث (مستدرکِ حاکم: ۴۴۵۶، ۴۴۵۵، موطا امام مالک صفحہ ۱۶۲)۔حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے اسکی تصدیق کی ہے۔

یہی ام المومنین روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی قوم کو زیب نہیں دیتا کہ ابوبکر کی موجودگی میں کوئی دوسرا نماز پڑھائے (ترمذی: ۳۶۷۳)۔

یہی ام المومنین روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور اسکے فرشتے ابوبکر کے علاوہ ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں (مسلم: ۶۱۸۱)۔اب بات سمجھنا بالکل آسان ہو گیا کہ ام المومنین نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بضع رسول ہونے کے حوالے سے جزوی فضیلت کا قول کیا ہے۔

(۲)۔آپ نے دوسرا قول سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا پیش کیا ہے کہ وہ حضرت جعفر

Islam The World Religion

طیار رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے تھے۔ یہاں بھی آپ نے پوری صورتِ حال کو نظر انداز کیا ہے۔ یہی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت فرماتے ہیں کہ: ابوبکر اس امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے (ابوداؤد: ۴۶۵۲، مستدرکِ حاکم: ۴۵۰۰)۔

یہی سیدنا ابو ہریرہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر کو جنت کے آٹھوں دروازوں سے آواز دی جائے گی (بخاری حدیث: ۱۸۹۷، مسلم حدیث: ۲۳۷۱)۔

یہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ہر کسی کے احسانوں کا بدل دے دیا ہے سوائے ابوبکر کے۔ اس کے مجھ پر ایسے احسانات ہیں کہ انکا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دے گا۔ مجھے ابوبکر کے مال نے اتنا فائدہ دیا ہے کہ کسی دوسرے کے مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا (ترمذی: ۳۶۶۱، ابن ماجہ: ۹۴)۔

آپ نے جو حدیث پیش کی ہے مسندِ احمد میں یہ حدیث اس طرح موجود ہے کہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت جعفر طیار کو نبی کریم ﷺ کے بعد جود و کرم میں سب سے افضل سمجھتے تھے یَعْنِی فِی الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ (مسندِ احمد: ۲۷۹۳)۔ واضح ہو گیا کہ اس حدیث میں حضرت جعفر طیار کی مسکین پروری کے حوالے سے جزوی فضیلت مذکور ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں بھی اس کی وضاحت اس طرح موجود ہے کہ یہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اَخْیَرُ النَّاسِ لِلْمِسْکِیْنِ جَعْفَرُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ (بخاری: ۳۷۰۸)۔ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ترمذی کی حدیث کا اطلاق بخاری کی اس حدیث کیساتھ مقید ہے (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۸۹) اسی سخاوت کی وجہ سے حضور ﷺ نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو ابوالمساکین کا لقب دیا تھا (ترمذی: ۳۷۶۶، فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۸۹)۔

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سات ہجری محرم میں مسلمان ہوئے تھے اور سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ آٹھ ہجری جمادی الاولیٰ جنگِ موتہ میں شہید ہو گئے تھے۔ آپ خود سوچ لیجیے کہ اتنے قلیل عرصے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اتنا بڑا فیصلہ کیسے کر سکتے ہیں؟

(۳)۔ آپ نے تیسرا قول سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا پیش کیا ہے کہ: ہم کہا کرتے

Islam The World Religion

تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے افضل حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں اور اس حدیث کو آپ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متعارض قرار دیا ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث میں وَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ حَیٌّ کے الفاظ موجود ہیں اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی اس حدیث میں یہ الفاظ موجود نہیں۔ تطبیق بالکل آسان ہے۔ وہ اس طرح کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ اس زمانے میں بولے ہیں جب شیخین رضی اللہ عنہما اس دنیا سے جا چکے تھے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: هُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰی اَنَّ ذٰلِكَ قَالَهٗ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ بَعْدَ قَتْلِ عُمَرَ یعنی یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ ابن مسعود نے یہ بات عمر فاروق کی شہادت کے بعد فرمائی (فتح الباری ۷ / ۶۸)۔

انتباہ: علماء نے یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ: لَا یَجُوْزُ لِلْعَامِیِّ اَن یَّأْخُذَ بِظَاهِرِ الْحَدِیْثِ لِجَوَازِ اَن یَّكُوْنَ مَنْسُوْخاً اَوْ مُأَوَّلاً اَوْ مَصْرُوْفاً عَنْ ظَاهِرِهٖ یعنی عام آدمی کے لیے جائز نہیں کہ حدیث کے ظاہری الفاظ سے خود استدلال کرتا پھرے اس لیے کہ ہوسکتا ہے وہ حدیث منسوخ ہو یا ماوّل ہو یا اپنے ظاہر پر محمول نہ ہو۔ عام آدمی سے مراد غیر مجتہد ہے۔ ویسے خواہ کتنا بڑا عالم کیوں نہ ہو۔ ائمہ نے نصوص میں تنسیخ، ترجیح اور تطبیق کے بعد حتمی فیصلے دیے ہیں ان کی مخالفت کرنا چٹان سے ٹکرانے کے مترادف ہے۔

(۴)۔ آپ نے چوتھی بات یہ لکھی ہے کہ بعض لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اور بعض حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور بعض حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو افضل کہتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں نے ایسی باتیں کہی ہیں، اہلسنت نے انہیں اہلسنت سے خارج قرار دیا ہے۔ جس فرقے نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو افضل کہا ہے اسکا نام خطابیہ ہے، جس فرقے نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل کہا ہے اس کا نام شیعہ ہے، جس فرقے نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو افضل کہا ہے اسکا نام راوندیہ ہے (فتح المغیث ۳ / ۱۲۹، تدریب الراوی ۲ / ۱۹۴)۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جس نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل کہا وہ اہل سنت میں سے نہیں ہے بلکہ اہل ایمان میں سے بھی نہیں ہے (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۲۱)۔ امام سخاوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ میرے شیخ نے فرمایا ہے کہ جس نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو افضل کہا وہ

Islam The World Religion

اہلِ سنت میں سے نہیں ہے بلکہ اہل ایمان میں سے ہی نہیں ہے لَیْسَ مِنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ بَلْ لَیْسَ مِنْ اَھْلِ الْاِیْمَانِ (فتح المغیث ۳/۱۲۹)۔

یہاں سے یہ تصور بھی ختم ہوگیا کہ سنی صرف مولا علی رضی اللہ عنہ کا نام آتے ہی سیخ پا ہوجاتے ہیں۔ آپ نے دیکھ لیا کہ افضلیتِ سیدنا عباس کے قائل پر کفر کا فتویٰ لگ چکا ہے۔ ہمارے علماء نے اہلِ سنت کی علامت افضلیتِ شیخین کو قرار دیا ہے۔ ان الفاظ پر غور فرمایئے تو واضح ہوگا کہ شیخین کے علاوہ کسی بھی صحابی کو افضل ماننا سنیت سے خروج ہے۔ مولا علی کی افضلیت کے قائلین کا نسبتاً زیادہ نوٹس اس لیے لیا جاتا ہے کہ باقی فرقے معدوم ہو چکے ہیں اور یہ فرقہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آ رہا۔ اسکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ باقی کسی فرقے سے روافض کی تائید نہیں ہوتی جب کہ یہ فرقہ روافض کا دستِ راست بنا ہوا ہے۔ آپ ہی غور فرمالیں! جب آپکے نزدیک سیدنا ابوبکر صدیق ہی افضل ہیں تو پھر آپ اس مسئلہ میں محض تشکیک پیدا کرنے پر کیوں زور لگا رہے ہیں؟ اور اسکے نتیجے میں آپ کس کی مدد کر رہے ہیں؟ اور کیا آپکی اس کاوش پر روافض خوش ہیں کہ نہیں؟

قرآن وسنت اور اجماع کی روشنی میں میں تحقیقاً، ائمہ اہلِ سنت کے مطابق تقلیداً، اور اگر آپ روافض کے ہتھکنڈوں سے واقف ہیں تو تغلیظاً آپ پر واجب ہے کہ افضلیتِ شیخین کے عقیدے سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹیں۔

آخر میں ایک سوال ہماری طرف سے بھی ہے کہ: اگر افضلیتِ شیخین کے انکار سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو کیا معاذ اللہ محبتِ ختنین کے انکار سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا؟ یہ دونوں تو ایک ہی عقیدے کے دو رخ ہیں!

تفضیلی جلد ہی رافضی ہوجاتا ہے

گمراہی کی سیڑھی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اہلِ سنت سے نکل کر تفضیلی ہو جاتا ہے تو اس کے لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینا کوئی بڑی بات نہیں رہتا۔ علماء نے فرمایا ہے کہ امیر معاویہ شرم وحیاء کا پہلا پردہ ہیں۔ جس نے اس پردے کو پھاڑ ڈالا اس کے لیے باقی صحابہ پر زبان درازی کرنا آسان ہوگیا اور واضح رافضی ہوگیا (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۷)۔

Islam The World Religion

اول تو تفضیلیوں کے دلائل سے رافضیت لازم آتی ہے، پھر آج جو لوگ خود تفضیلی ہیں یا ان میں تفضیل کے جراثیم پائے جاتے ہیں کل اگر وہ خود نہیں تو ان کی اولادیں ضرور رافضی ہو جائیں گی۔ ایسے لوگ رافضیوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھتے ہیں۔ ان کی محافل میں جاتے ہیں وہاں جا کر تقریریں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے ورنہ انشاءاللہ ان کا جنازہ رافضی ہی پڑھائیں گے اور ان کی موت کے بعد رافضیوں ں کی طرف سے بیانات شائع ہوں گے کہ الحمد للہ فلاں صاحب اثنا عشری ہو کر مرے اور ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ اس جملے میں ہم نے اپنے وسیع تاریخی تجربے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ خرد باید۔ کوفہ میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو دعوت دینے والے یہی غالی قسم کے عاشق تھے جو آپ رضی اللہ عنہ کو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف بھی دعوت دے چکے تھے۔ یہی لوگ بعد میں ترقی فرما کر ماتمی بنے اور تبرا کا تحفہ پہلے سے ہی ابن سبا نے تیار کر رکھا تھا جسے انہوں نے آسانی سے قبول کر لیا۔

حضرت عامر شعبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اَلرِّفْضُ سُلَّمُ الزَّنْدَقَةِ فَمَا رَأَيْتُ رَافِضِيًّا اِلَّا وَرَأَيْتُهٗ زِنْدِيْقاً یعنی رفض زندقہ کی سیڑھی ہے۔ میں نے جس رافضی کو بھی دیکھا ہے وہ زندیق نکلا (سبع سنابل صفحہ ۲۵)۔

یہی وجہ ہے کہ عصرِ حاضر میں ہر حکیم و دانا عالم پر اس فتنے کا سنجیدگی سے نوٹس لینا لازم ہے ورنہ محافلِ نعت میں دھمال مار مار کر، قلندری اور حبِ علی (رضی اللہ عنہ) کا نام استعمال کر کر کے اور ہاضمے کے نام پر زہر کی گولیاں کھلا کھلا کر عوام کو زندقہ کی راہ پر ڈال دیا جائے گا۔ حضور سیدنا قطب الاقطاب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: یہ لوگ شعروں کو طریقت کا قرآن قرار دیتے ہیں۔ خود کو قلندری اور حیدری کہتے ہیں اور اہلِ سنت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ یہ اہلِ سنت نہیں ہیں وَيَقُوْلُوْنَ: اَلْقُرْآنَ حِجَابٌ، وَالْاَشْعَارُ قُرْآنُ الطَّرِيْقَةِ ... ثُمَّ انْتَسَبَ بَعْضُهُمْ اِلٰى قَلَنْدَرَ وَبَعْضُهُمْ اِلٰى حَيْدَرَ الخ (سر الاسرار صفحہ ۵۸)۔

تفضیلیوں کو غلطی کہاں سے لگی

تفضیلیوں کو چند وجوہ کی بنا پر ٹھوکر لگی ہے۔

(۱)۔ کچھ لوگ وہابیہ کی تردید کرتے کرتے غالی ہوتے چلے گئے اور بے دھیانی میں

Islam The world Religion

تفضیل اختیار کر بیٹھے۔

(۲)۔ جب خوارج نے مولا علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی تو محدثین نے مولا علی کے مناقب کو کثرت سے بیان کرنا مناسب سمجھا اور بعض علماء کرام نے آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں مستقل کتابیں لکھ کر اجرِ عظیم پایا۔ اس کا سبب مولا علی کی افضلیت نہیں تھی بلکہ خوارج کا ناطقہ بند کرنا مقصود تھا۔ لیکن تفضیلی اس بات کو نہ سمجھ سکے اور یہ بات انکی گمراہی کا سبب بنی۔

بعض متشیع لوگوں نے صرف حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان تقابل کرتے ہوئے مولا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل زیادہ بیان کیے۔ یہ بذاتِ خود ایک خطاء تھی لیکن اس کا ضمنی اثر یہ بھی ہوا کہ ناسمجھ اور بدنیت لوگوں نے یہاں سے شیخین پر مولا علی کی افضلیت اخذ کر لی۔

لیکن یہاں یہ بات بھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ روافض نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں بے شمار احادیث گھڑ لی ہیں۔ اسی کے پیشِ نظر امام محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: إِنَّ عَامَّةَ مَا يُرْوىٰ عَنْ عَلِيٍّ الْكِذْبُ یعنی مولا علی کی طرف منسوب کی جانے والی اکثر روایات جھوٹ ہوتی ہیں (بخاری: ۳۷۰۷)۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ امام حاکم علیہ الرحمہ جیسے محدثین کا متساہل اور متشیع ہونا نہایت معروف اور مشہورِ عام بات ہے۔

اس میں روافض کے تقیہ اور سنیوں کے بھولے پن کو بہت بڑا دخل حاصل ہے۔ وہ تقیہ کر کے روایات گھڑتے رہے اور یہ محبتِ اہل بیت کی وجہ سے تسلیم کرتے چلے گئے۔ اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيْمٌ وَالفَاجِرُ خَبٌّ لَئِيْمٌ مومن بھولا اور مہربان ہوتا ہے جبکہ فاجر دھوکے باز اور شاطر ہوتا ہے (ابوداؤد: ۴۷۹۰، ترمذی: ۱۹۶۴)۔

(۳)۔ مولا علی کے بے شمار فضائل ایسے ہیں جن میں بعض یا اکثر دوسرے صحابہ بھی شامل ہیں۔ مگر روافض اور تفضیلی انہیں مولا علی کے خصائص بنا کر پیش کرتے ہیں۔ مثلاً حدیث باب العلم۔ حالانکہ تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں اور اس پر اجماع ہے کَمَا مَرَّ۔

(۴)۔ بے شمار احادیث جن میں قرآن وسنت، عترت، صحابہ اور سوادِ اعظم کے اتباع کا حکم موجود ہے۔ ان میں سے صرف قرآن وعترت بلکہ محض عترت وآل والی احادیث کو جدا کر لینا خالص تحریف اور اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ کا مصداق ہے۔

Islam The World Religion

صحیح صورتِ حال اس طرح ہے کہ فرمایا: (۱) ۔ تَرَکْتُ فِیْکُمُ الْاَمْرَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَ سُنَّۃَ نَبِیِّہٖ (۲)۔تَرَکْتُ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَ عِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ (۳)۔عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ (۴)۔فَاقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ (۵)۔اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ (۶)۔اِذَا رَأَیْتُمُ الْاِخْتِلَافَ فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ۔

اب یہ کل چھ چیزیں ہیں جن کا اتباع لازم ہے۔قرآن،سنت،ابوبکر وعمر،تمام صحابہ، اہل بیت اور سوادِ اعظم۔ان میں سے قرآن کو لے کر باقی سب کو چھوڑ دینے والے خارجی ہیں۔ قرآن وسنت کو لے کر باقی سب کا انکار کرنے والے غیر مقلدین،خوارج ہی کی ایک فرع ہیں۔ صرف اہل بیت کو لے کر باقی سب کو چھوڑ دینے والے رافضی ہیں،جنہوں نے قرآن کی صحت کا سرے سے ہی انکار کر رکھا ہے اور صحابہ کو تو گالیاں تک دیتے ہیں۔اور ان سب چیزوں پر بیک وقت ایمان رکھنے والے اہلِ سنت ہیں۔لوگوں کے خارجی یا رافضی ہونے کا سب سے بڑا سبب یہی بنا ہے کہ انہوں نے تمام احادیث پر بیک وقت نظر نہیں رکھی۔

روافض کی تردید کا ایک اصول ذہن نشین فرمالیجیے۔اکثر یہ لوگ جو بھی آیت یا حدیث یا عبارت اپنے حق میں پیش کریں اسی عبارت کے اندر یا آگے پیچھے اسکا جواب موجود ہوتا ہے۔ معمولی غور وخوض سے ان کی دھاندلی پکڑی جاسکتی ہے۔

(۵)۔مولا علی کے بعض خصائص کو تو مضبوطی سے پکڑ لیا گیا اور شیخین کے خصائص جو تعداد میں بہت زیادہ تھے انہیں پسِ پشت ڈال دیا گیا۔اسکی تفصیل ہم بیان کر چکے ہیں۔

(۶)۔بعض احادیث میں جہاں مولا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان ہوئے ہیں وہاں حدیث کے الفاظ کا مفہوم مخالف مراد لے لیا گیا ہے۔مثلاً: لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّأْیَۃَ غَداً رَجُلاً یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یَحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ پڑھنے کے بعد کسی نے دوسروں سے محبت کی یکسر نفی کر کے انہیں منافق کہہ دیا اور کسی نے سب سے اقویٰ محبت سمجھ لی۔اسی طرح حدیث باب العلم سے بھی غیر کے باب العلم ہونے کی نفی سمجھ لی گئی۔

اسی طرح مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَّوْلَاہُ میں بھی دیگر صحابہ کی ولایت کی نفی سمجھ

Islam The word of Religion

لی گئی۔

(۷)۔علماء نے مسئلہ تفضیل بیان کرتے وقت روافض ،معتزلہ اور تفضیلیہ کے اقوالِ مردودہ کو تحریر کرنے کے بعد اہلِ سنت کا مختار اور مفتیٰ بہ فیصلہ تحریر فرمایا تو مطلب پرستوں نے سوادِ اعظم کا فیصلہ چھوڑ کر مردود اور مرجوح اقوال کو غنیمت سمجھا اور انہیں دانتوں سے پکڑ کے ان اقوال کو مکسرِ اجماع قرار دے دیا۔منکرینِ اجماع کا یہی طریقۂ واردات ہوا کرتا ہے۔قادیانیوں نے بھی حیاتِ مسیح کے موضوع پر اسی طریقے سے فریب دیا ہے۔جس کا جی چاہے قادیانیت کا مطالعہ کر کے دیکھ لے۔

(۸)۔اجماعی مسائل ان پر کشفی طور پر متحقق نہیں ہوئے تھے تاکہ یہ لوگ وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ کا مصداق بنتے۔ روحانی کم ظرفی اور محدود خیالی نے گلشنِ مصطفی کے دوسرے پھولوں کی خوشبو اور رنگت سمجھنے نہ دی۔ہم نے کسی بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور مزید حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے لکھے ہوئے اسی شعر پر اکتفا کرتے ہیں کہ

آں کرمے کہ در سنگے نہاں است
زمین و آسمان او ہماں است

(۹)۔بعض لوگ روافض کے ساتھ دوستیاں کرنے لگ گئے اور ان کی صحبت ان پر اثر کر گئی۔حدیثِ پاک میں ہے کہ :اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ یعنی آدمی اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے۔خوب غور کر لیا کرو کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا کن لوگوں میں ہے (ابو داؤد :۴۸۳۳ ،ترمذی :۲۳۷۸ ،مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۴۰۶ حدیث :۸۰۴۸ ،شعب الایمان للبیہقی :۹۴۳۶)۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ٹل جائے اور رافضی کا دوست رافضی نہ ہو۔

(۱۰)۔ان لوگوں نے شانِ اہلِ بیت بیان کرنے کیلیے روافض کی کتب کا مطالعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔نتیجہ یہ نکلا کہ شانِ اہلِ بیت کے ساتھ ساتھ رفض کے جراثیم بھی نگل لیے گئے اور موضوع روایات کو فروغ ملا۔اور یہ بیماری کثرت سے پائی جاتی ہے۔

(۱۱)۔اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا یعنی بے شک

Islam The World Religion

گمان اور ظن حق سے بے نیاز نہیں کر سکتا (یونس : ۳۶) حدیث پاک میں بھی ہے کہ دَعْ مَا یُرِیْبُكَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُكَ یعنی واضح اور لاریب بات کے مقابلے پر مشکوک اور کچی پکی باتوں کو ترک کر دو (ترمذی: ۲۵۱۸، نسائی: ۵۷۱۱، سنن الدارمی: ۲۵۳۵، مسند احمد ۱ / ۲۰۰ حدیث: ۱۷۲۸، مشکوٰۃ: ۲۷۷۳)۔

علماء کرام علیہم الرحمہ نے یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ ہمیشہ متشابہ کو محکم کی طرف لوٹایا جائے۔ بلکہ جب نجران کے عیسائیوں نے لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اور اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ وغیرہ کی تصریحات کے مقابلے پر کلمۃ اللہ اور روح اللہ جیسے الفاظ کے سہارے الوہیتِ مسیح ثابت کرنے کی کوشش کی تو اللہ کریم نے عین اس موقع پر سورۃ آلِ عمران کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں اور محکم کو متشابہ کے ماتحت کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ : اَلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ یعنی جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں تاکہ فتنہ بازی کر سکیں۔

ہر باطل فرقے نے یہیں سے ٹھوکر کھائی ہے یا جان بوجھ کر فراڈ چلایا ہے کہ محکمات اور تصریحات کے ہوتے ہوئے متشابہات بشمول موضوعات، اسرائیلیات اور تواریخ کا سہارا لیا ہے اور اجماع کے مقابلے پر شاذ اور مردود اقوال پر اپنی خرافات کی بنیاد رکھی ہے۔

علامہ ابنِ کثیر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اَهْلُ السُّنَّةِ یَاْخُذُوْنَ بِالْمُحْكَمِ وَ یَرُدُّوْنَ مَا تَشَابَهَ اِلَیْهِ، وَ هٰذِهٖ طَرِیْقَةُ الرَّاسِخِیْنَ فِی الْعِلْمِ كَمَا وَصَّفَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ كِتَابِهٖ، وَهٰذَا الْمَوْضِعُ مِمَّا زَلَّ فِیْهِ اَقْدَامُ كَثِیْرٍ مِّنْ اَهْلِ الضَّلَالَاتِ، وَ اَمَّا اَهْلُ السُّنَّةِ فَلَیْسَ لَهُمْ مَذْهَبٌ اِلَّا اتِّبَاعَ الْحَقِّ وَ یَدُوْرُوْنَ مَعَهٗ كَیْفَمَا دَارَ یعنی اہل سنت ہمیشہ محکم کو پکڑتے ہیں اور متشابہ کو اسکی طرف لوٹاتے ہیں، یہ علم میں رسوخ رکھنے والوں کا طریقہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کی تعریف فرمائی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اکثر گمراہوں کے قدم پھسلے ہیں، مگر اہل سنت کا مذہب، حق کے اتباع کے سواء کچھ نہیں، جس طرف کو حق گھومتا ہے، اہل سنت بھی حق کے ساتھ ساتھ گھوم جاتے ہیں (البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۴۸ فصل فی الآیات والاحادیث المنذرۃ بوفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

Islam The World Religion

اس قاعدے کو اچھی طرح ذہن نشین فرما لیجیے۔ اب دیکھیے، مناقبِ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دارومدار قرآن وسنت، بخاری مسلم ترمذی وغیرہ پر ہے اور آپ کے مخالفین کی ساری خرافات جنگِ جمل اور جنگِ صفین کی تاریخ کے من مانے انتخابات اور محض بدگمانی کے گرد گھومتی ہیں۔ افضلیتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر قرآن کی نص وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى موجود ہے، احادیث میں تصریحات موجود ہیں، مولا علی رضی اللہ عنہ کے واضح ارشادات موجود ہیں، اسی پر تمام صحابہ وتابعین وجمیع امت کا اجماع ہے، مگر مخالفین کے پاس ایسی کوئی تصریح موجود نہیں بلکہ کبھی سب سے پہلے ایمان لانے والے مرجوح قول کو اپنے نظریے کی بنیاد بنائیں گے اور کبھی زوجِ بتول رضی اللہ عنہا ہونے سے استدلال کریں گے، کبھی سلاسلِ طریقت کے اجراء کا سہارا لیں گے، کبھی فضیلت اور افضلیت میں فرق نہ کرتے ہوئے جاہلانہ استدلال کریں گے اور کبھی یہاں تک کہہ دیں گے کہ سب کچھ ٹھیک ہے مگر دل نہیں مانتا۔

ان روافض کے علاوہ غالی روافض کا بھی یہی حال ہے کہ اہل سنت کے پاس قرآن و سنت موجود ہے جبکہ ان کی تمام رسومات اور شعار تاریخی واقعات کے گرد گھومتے ہیں۔

پادری فانڈر کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تصریح پسند نہیں آئی اور اس نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے تین خدا ثابت کرنے کی کوشش کی۔ مرزا قادیانی کو آیت خاتم النبیین نظر نہیں آئی اور اس نے اس کے مقابلے پر درودِ ابراہیمی وغیرہ سے نبوت کا اجراء ثابت کرنا چاہا۔

یاد رکھیے کہ: اس طرح کے دلائل ہر موضوع پر دستیاب ہو سکتے ہیں اور اجماع کے مقابلے پر مردود اقوال بھی ہر موضوع پر مل سکتے ہیں۔ اگر ہمارے بیان کردہ قاعدے کو مدنظر نہ رکھا گیا تو دین کی دھجیاں بکھر جائیں گی۔ معاذ اللہ

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وہ مسائل بالکل قلیل ہیں جن میں کوئی قولِ شاذ خلاف پر نہ مل سکے۔ بہت مسائل مسلمہ مقبولہ جنہیں ہم اہلِ حق اپنا دین و ایمان سمجھے ہوئے ہیں ان کے خلاف میں بھی ایسے اقوال مرجوحہ، مجروحہ، مہجورہ، مطروحہ بتلاش مل سکتے ہیں۔ کتابوں میں غث وسمین، ورطب ویابس کیا کچھ نہیں ہوتا مگر خدا سلامت طبع دیتا ہے تو صحیح وسقیم میں امتیاز میسر ہوتا ہے ورنہ انسان ضلالِ بدعت ووبالِ حیرت میں سرگرداں رہ جاتا ہے۔ اگر

Islam The World Religion

شریر طبیعتوں، فاسد طینتوں کا خوف نہ ہوتا تو فقیر اپنی تصدیقِ دعویٰ کو چند مسائل اس قسم کے معرضِ تحریر میں لاتا۔ مگر کیا کیجیے کہ بعض طبائع اصل جبلت میں حساسہ جسّاسہ بنائی گئی ہیں کہ شب و روز تتبع اباطیل و تفحص قال و قیل میں رہتے ہیں کما قال ربنا تبارك و تعالیٰ: اَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ یہ طبیعتیں جہاں اپنی شرارت سے ادنیٰ موقع رخنہ اندازی کا پاتی ہیں، ہدمِ بنیانِ اسلام کے لیے کمر بستہ ہوجاتی ہیں اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ شَرِّ هِنَّ آمِیْن (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۷۴، ۷۵)۔

باقی رہا ان لوگوں کا اپنے آپکو رافضی یا تفضیلی تسلیم نہ کرنا، تو اسکے جواب میں گزارش ہے کہ قادیانی یہی کہتے ہیں کہ وہ ختمِ نبوت کے منکر نہیں، پرویز بھی کہتا تھا کہ وہ حدیث کا منکر نہیں اور بعض باقاعدہ تبرا بولنے والے رافضی بھی صحابہ کرام کے ناموں کے ساتھ حضرت لکھ ہی دیتے ہیں۔ لہٰذا امت کے اجماعی فیصلوں کے خلاف تفضیلی باتیں لکھ کر پھر خود کو تفضیلی نہ ماننا بھی ایسی ہی حرکت ہے اور یہ جدال المنافق کے سواء کچھ نہیں۔

تفضیلیوں کے بارے میں شرعی حکم

اس موضوع پر اجماع کے قطعی یا ظنی ہونے کی بحث

قرآن وسنت کی بنیاد پر بلاشبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت مجمع علیہ ہے۔ بعض احادیثِ مرفوعہ متواتر ہیں کما مر۔ خود سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دنوں میں کئی مجالس میں افضلیتِ شیخین کو بالترتیب بیان فرمایا اور اگر کسی کو اس عقیدہ کے خلاف ظنِ فاسد تھا تو آپ نے اس پر سختی فرمائی اور فقہائے صحابہ حاضر تھے، ان صحابہ میں سے کسی ایک کی طرف سے بھی اعتراض ظاہر نہ ہوا، اور یہ آثار حدِ تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں فقهائے صحابه حاضر بودند واز کسے منعے واعتراضے ظاهر نه شد وایں آثار بحد تواتر رسیده اند (ازالۃ الخفاء جلد ا صفحہ ۳۱۳)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان: خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ متواتر ہے اور اسے اسی (۸۰) افراد نے روایت کیا ہے (ازالۃ الخفاء جلد ا صفحہ ۳۱۳)۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اگر علماءِ اہل سنت ابوبکر وعمر کی

Islam The World Religion

افضلیت بلکہ قطعیت پر استدلال کرنے کے لیے ان دلائل پر اکتفا کرلیں تو یہ دلائل اس مقصد کے لیے کافی وافی ہیں: "گر علماء اہل سنت وجماعت در افضلیت ابوبکر وعمر بلکہ در قطعیت آں بہماں اکتفا نمایند واستدلال کنند کافی وافی بود (تکمیل الایمان صفحہ ۶۴)۔

یہ عقیدہ پوری امت میں تواتر کیساتھ منقول ہوتا چلا آ رہا ہے، اور آج بھی جمعہ کے خطبات میں افضلیتِ شیخین کے اعلان سے پوری دنیا گونج رہی ہے اور صوفیاء کے مکاشفات اسکی تائید کررہے ہیں۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جس نے رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے صحابہ میں سے کسی ایک کو بھی ابوبکر وعمر سے افضل کہا اس نے تمام مہاجرین وانصار کو گناہگار کہا (طبرانی اوسط للطبرانی: ۸۳۲)۔ یہی بات امام سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے بھی فرمائی ہے (ابوداؤد: ۴۶۳۰)۔ صحابہ اور تابعین سے کثرت کے ساتھ مروی ہے کہ ابوبکر اور عمر کی افضلیت اور محبت اسلامی عقائد میں سے ہے (السنہ لعبداللہ بن احمد بن حنبل: ۱۲۹۶، شرح اصولِ اعتقادِ اہل السنۃ: ۲۳۱۹، ۲۳۲۰، ۲۳۲۱، ۲۳۲۲، ۲۳۲۳، ۲۳۲۴)۔ السنہ کا لفظ عقائد پر بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ میں عقائد پر کتاب السنہ موجود ہے۔ عقائد پر کئی مستقل کتابوں کے نام بھی السنہ ہیں، جیسے السنہ لعبداللہ بن احمد بن حنبل، السنہ لابن ابی عاصم، السنہ للامام الطحاوی جسے عقیدہِ طحاویہ بھی کہتے ہیں۔

حدِ مفتری والی حدیث سے بھی اس مسئلہ کی قطعیت ظاہر ہورہی ہے۔ اس لیے کہ ظنی امور کے انکار پر حد جاری نہیں ہوسکتی۔ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: ان الفاظ سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ قطعی ہے، اس لیے کہ اجماع سے ثابت ہے کہ امورِ ظنیہ میں سزا نہیں (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۳۸۳)۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِدْرَءُوا الْحُدُوْدَ یعنی حدود کو ٹالنے کی کوشش کرو۔ اسکے باوجود سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا افضلیتِ شیخین کے منکر پر حد جاری کرنا اس عقیدہ کے قطعی ہونے کا ثبوت ہے (الحاصل الزلال الانقی صفحہ ۹۵)۔

اسی لیے بڑے بڑے علماء وفضلاء بلکہ ائمہ عقائد نے اس افضلیت کو قطعی قرار دیا

Islam The World Religion

ہے۔ان علماء میں امام العقائد ابوالحسن اشعری علیہ الرحمہ سرفہرست ہیں۔بے شمار علماء نے لکھا ہے کہ :عَنِ الْاَشْعَرِیِّ اَنَّ تَفْضِیْلَ اَبِیْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرَ عَلٰی بَقِیَّۃِ الْاُمَّۃِ قَطْعِیٌّ (صواعق محرقہ صفحہ ۵۷، الیواقیت والجواھر صفحہ ۴۳ ۷، مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔یعنی امام ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں کہ ابوبکر اور عمر کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کا بھی یہی عقیدہ ہے بلکہ فرماتے ہیں کہ ملتِ اسلامیہ میں افضلیتِ شیخین کا مسئلہ قطعی ہے افضلیتِ شیخین در ملتِ اسلامیہ قطعی است (ازالۃ الخفاء جلد ا صفحہ ۳۰۱)۔

علامہ عبدالعزیز پرھاروی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ : اس عقیدے کو ظنی کہنے والے غلطی پر ہیں۔هُوَ مِنْ سُوْءِ الظَّنِّ بِالسَّلَفِ بَلْ اَجْمَعَ الصَّحَابَۃُ عَلَیْھَا لِلْاَحَادِیْثِ الَّتِیْ سَمِعُوْھَا مِنَ النَّبِیِّ ﷺ فَاَیْنَ الظَّنُّ؟ یعنی اس اجماع کو ظنی کہنا اسلاف سے بدظنی ہے۔اصل بات یہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان افضلیتِ شیخین پر متفق اس لیے ہوئے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس موضوع پر واضح احادیث سن لی تھیں۔لہٰذا اب ظن کہاں رہا (مرام الکلام صفحہ ۴۷)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ: صدیق کی افضلیت شیخ ابوالحسن اشعری کے نزدیک قطعی ہے جبکہ قاضی باقلانی اور امام الحرمین اسے ظنی قرار دیتے ہیں۔لیکن جو شخص ان احادیث پر نظر ڈالے گا جو تواتر کے درجے کو پہنچ چکی ہیں اور اسلاف کے اجماع کو دیکھے گا، وہ سمجھ جائیگا کہ حق اشعری کے ساتھ ہے۔کیوں نہ ہو جبکہ وہ اہل سنت کے امام ہیں اور مسائل کی تحقیق میں بہت بڑے مجاہد ہیں اور اپنے مخالفوں سے پہلے ہو گزرے ہیں۔لہٰذا وہ احادیث کی حقیقت اور اجماع سے دوسروں کی نسبت زیادہ آگاہ ہیں۔اس کی تائید امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے ہوتی ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے۔فرمایا ابوبکر پھر عمر۔پھر فرمایا اس میں شک ہی کیا ہے اَوَ فِیْ ذَالِکَ شَکٌّ (مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔

امام ذہبی لکھتے ہیں: اَجْمَعَتْ عُلَمَآءُ السُّنَّۃِ اَنَّ اَفْضَلَ الصَّحَابَۃِ الْعَشَرَۃُ الْمَشْھُوْدُ لَھُمْ وَ اَفْضَلَ الْعَشَرَۃِ اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانُ بْنُ

Islam The World Religion

عَفَّانَ ثُمَّ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ ، وَلَا یَشُکُّ فِیْ ذَالِکَ اِلَّا مُبْتَدِعٌ مُنَافِقٌ خَبِیْثٌ یعنی علمائے اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ میں افضل عشرہ مبشرہ ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کرسکتا سوائے بدعتی، منافق کے اور خبیث کے (الکبائر از امام ذہبی صفحہ ۲۳۶)۔

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق کا باقی تمام صحابہ سے افضل ہونا قطعی ہے۔ اسکے بعد قطعیت کو اپنا مختار بیان کرتے ہوئے اسے اختلافی مسئلہ کہنے والوں کا رد کرتے ہیں اور اپنی کتاب السیف المسلول میں اس مسئلے پر کی گئی بحث کا ذکر کرتے ہیں: قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ الْاَشْعَرِیُّ تَفْضِیْلُ اَبِیْ بَکْرٍ عَلٰی غَیْرِہٖ مِنَ الصَّحَابَۃِ قَطْعِیٌّ الخ (تفسیر مظہری جلد ۷ صفحہ ۲۹)۔

امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں: جب اجماع قطعی ہوا تو اس کے مفاد یعنی تفضیل شیخین کی قطعیت میں کیا کلام رہا؟ ہمارا اور ہمارے مشائخ طریقت و شریعت کا یہی مذہب (مطلع القمرین صفحہ ۸۱)۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث جو ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۸۸، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ اور بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۳ پر موجود ہے اس میں کُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَیٌّ کے الفاظ قابل غور ہیں۔ کُنَّا جمع کا صیغہ ہے اور بعض روایات میں وَنَحْنُ مُتَوَافِرُوْنَ کے الفاظ بھی ہیں۔ ان الفاظ سے علماء نے صحابہ کا اجماع ثابت کیا ہے (مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔ پھر نقول کا لفظ بتا رہا ہے کہ یہ اجماع قولی ہے۔ جو قطعیت کو ثابت کرتا ہے۔ اسی حدیث کی بنا پر علماء نے فیصلہ دیا ہے کہ افضلیتِ شیخین کا عقیدہ قطعی ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس اجماع کو سکوتی ثابت کرے تو پھر بھی ہمیں مضر نہیں اس لیے کہ صحابہ کا سکوتی اجماع بھی قولی کے قریب قریب ہوتا ہے۔ ہم نے بھی تو از راہِ احتیاط تفضیلیوں کو کافر نہیں کہا بلکہ اہل سنت سے خارج قرار دیا ہے۔

صحابہ کے قول یا سکوت کے چکر میں پڑ کر اس کی قطعیت میں رخنہ ڈالا جا سکتا ہے مگر حدیث کے الفاظ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَیٌّ اور طبرانی کے الفاظ فَلَا یُنْکِرُ عَلَیْنَا نے اس اجماع کو عرش کے پار پہنچا دیا ہے اور اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی سے تصدیق فراہم کر دی ہے۔ اُدھر آسمانوں میں بھی یہی اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ صحابہ کے ساتھ اس اجماع

Iqan The World Religion

میں نبی کریم ﷺ بھی شامل ہیں اور فرشتوں کیساتھ اس اجماع میں اللہ کریم جل شانہ بھی شامل ہے یَأْبَی اللّٰہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ (مسلم:۶۱۸۱)۔

اس قدر مضبوط دلائل کے باوجود محقق علمائے کرام کی احتیاط دیکھیے کہ انہوں نے اس اجماع کے منکر کو کافر نہیں کہا بلکہ بدعتی قرار دیا ہے، یعنی اس کا منکر کافر تو نہیں مگر اہلسنت سے خارج ہے۔

ان پر لفظِ رافضی کا اطلاق

جو لوگ صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں انہیں آج کل کی اصطلاح میں رافضی اور جو شیخین کی افضلیت کے منکر ہیں انہیں تفضیلی کہا جاتا ہے۔ مگر یہ دونوں ایک ہی مذہب کے فرقے ہیں۔ ملاحظہ ہو ردالرفضہ وغیرہ۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

اَلتَّشَیُّعُ فِیْ عُرْفِ الْمُتَقَدِّمِیْنَ هُوَ اِعْتِقَادُ تَفْضِیْلِ عَلِیٍّ عَلٰی عُثْمَانَ، وَاَنَّ عَلِیًّا کَانَ مُصِیْباً فِیْ حُرُوْبِهٖ، وَاَنَّ مُخَالِفَهٗ مُخْطِئٌ، مَعَ تَقْدِیْمِ الشَّیْخَیْنِ وَتَفْضِیْلِهِمَا..... فَمَنْ قَدَّمَهٗ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ فَهُوَ غَالٍ فِیْ تَشَیُّعِهٖ، وَیُطْلَقُ عَلَیْهِ رَافِضِیٌّ، وَاِلَّا فَشِیْعِیٌّ، فَاِنْ اِنْضَافَ عَلٰی ذٰلِكَ السَّبُّ اَوِ التَّصْرِیْحُ بِالْبُغْضِ۔ وَهُوَ التَّشَیُّعُ فِیْ عُرْفِ الْمُتَاَخِّرِیْنَ۔ فَغَالٍ فِی الرِّفْضِ یعنی متقدمین کے عرف میں شیعہ اسے کہا جاتا تھا جو حضرت علی کو حضرت عثمان سے افضل کہتا تھا، جو انہیں ابوبکر اور عمر سے افضل کہے وہ غالی شیعہ ہے اور اسے رافضی بھی کہا جاتا ہے اور اگر شیخین کو گالیاں دے اور ان سے بغض رکھے تو غالی رافضی ہے (تہذیب التہذیب جلد ۱ صفحہ ۹۴، ہدی الساری جلد ۲ صفحہ ۲۴۰، حاشیہ الرفع والتکمیل صفحہ ۱۴۶، فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۲۸ صفحہ ۸۷)۔

امام شعرانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: مَا تُثْبِتُ بِهِ الرَّوَافِضُ فِیْ تَقْدِیْمِهِمْ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ الخ الحاصل سیدنا علی کو سیدنا ابوبکر سے افضل ثابت کرنے والے رافضی ہیں (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۴۳۷)۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: هُوَ اَفْضَلُ الْاَوْلِیَآءِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ

Islam The World Religion

وَالآخِرِيْنَ وَ قَدْ حُكِيَ الْاِجْمَاعُ عَلٰى ذٰلِكَ. وَلَا عِبْرَةَ بِمُخَالَفَةِ الرَّوَافِضِ هُنَالِكَ یعنی صدیق اکبر اگلے پچھلے تمام اولیاء سے افضل ہیں، اس پر اجماع ہے اور اسکی مخالفت کرنے والے رافضی ہیں، ان کی مخالفت کا یہاں کوئی اعتبار نہیں (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۱)۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صدیق اکبر کو افضل نہ ماننے والا رافضی ہے اور اس کا عقیدہ خبیث ہے (الحاصل الحاوی للفتاویٰ جلد ا صفحہ ۳۱۸)۔

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وَفِي الرَّوَافِضِ اَنَّ مَنْ فَضَّلَ عَلِيًّا عَلَى الثَّلٰثَةِ فَمُبْتَدِعٌ یعنی روافض کے بارے میں یہ حکم ہے کہ جس نے سیدنا علی المرتضیٰ کو تین خلفاء پر فضیلت دی وہ بدعتی ہے (فتح القدیر جلد ا صفحہ ۳۶۰)۔ اس عبارت میں ایسے تفضیلیوں کو رافضی کہا گیا ہے۔ تبیین الحقائق میں بھی یہی عبارت ہے کہ: وَفِي الرَّوَافِضِ اَنَّ مَنْ فَضَّلَ عَلِيًّا عَلَى الثَّلٰثَةِ فَمُبْتَدِعٌ (تبیین الحقائق جلد ا صفحہ ۱۳۵)۔

امام سید ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اِنَّ الرَّافِضِيَّ اِذَا كَانَ يَسُبُّ الشَّيْخَيْنِ وَيَلْعَنُهُمَا فَهُوَ كَافِرٌ وَاِنْ كَانَ يُفَضِّلُ عَلِيًّا عَلَيْهِمَا فَهُوَ مُبْتَدِعٌ یعنی رافضی اگر شیخین کو گالیاں دیتا ہو اور ان پر لعنت بھیجتا ہو تو کافر ہے، اور اگر حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دیتا ہو تو بدعتی ہے (فتاویٰ شامی جلد ۳ صفحہ ۳۲۱)۔ اس عبارت میں بھی رافضی کا لفظ دکھانا مقصود ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ: اَلرَّافِضِيُّ اِذَا كَانَ يَسُبُّ الشَّيْخَيْنِ وَيَلْعَنُهُمَا وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ فَهُوَ كَافِرٌ وَاِنْ كَانَ يُفَضِّلُ عَلِيًّا كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهٗ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَكُوْنُ كَافِرًا اِلَّا اَنَّهٗ مُبْتَدِعٌ وَالْمُعْتَزِلِيُّ مُبْتَدِعٌ یعنی رافضی اگر شیخین کو گالیاں دیتا ہو اور ان پر لعنت بھیجتا ہو تو کافر ہے اور اگر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل کہتا ہو تو بدعتی ہے اور معتزلی بھی بدعتی ہے (فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۶۴)۔

عالمگیری کی اس عبارت میں بھی تفضیلی کو رافضی کہا گیا ہے، مبتدع کہا گیا ہے، معتزلہ کی طرح اہل سنت کا مقابل بدعتی کہا گیا ہے۔

Islam The World Religion

حضرت میر سید عبد الواحد بلگرامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جو شخص حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ نہ مانے وہ خارجی ہے اور جو شخص کہ انہیں حضرت امیر المومنین ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے وہ رافضیوں میں سے ہے (سبع سنابل صفحہ ۱۰)۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں: شیخین کی افضلیت یقینی ہے اور حضرت عثمان کی افضلیت اس سے کم تر ہے۔ لیکن احوط یہی ہے کہ حضرت عثمان کی افضلیت کے منکر بلکہ شیخین کی افضلیت کے منکر کو بھی کفر کا حکم نہ کریں بلکہ بدعتی اور گمراہ جانیں۔ کیونکہ اسکی تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے اور اجماع کے قطعی ہونے میں قیل وقال ہے۔ شیخین کی افضلیت کا منکر یزید بد بخت کا ساتھی اور بھائی ہے کہ اسی احتیاط کے باعث علماء نے اسکے لعن میں توقف کیا ہے۔ جو ایذاء پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلفاء راشدین کی جہت سے پہنچی ہے وہ بالکل اسی ایذاء کی طرح ہے جو امام حسن اور حسین کی جہت سے پہنچی ہے علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات (مکتوبات امام ربانی جلد ا صفحہ ۵۵۶ مکتوب نمبر ۲۶۶)۔

اگر کوئی تفضیلی یزید پر لعن کے وجوب کا قائل ہو تو حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا یہ فتویٰ اس کے لیے مزید قابل غور ہے خرد باید۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ فرماتے ہیں: ائمہ دین نے تفضیلیہ کو روافض سے شمار کیا (فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۹)۔

علامہ غلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں: جو شخص حضرت علی کو حضرت ابو بکر و عمر سے افضل کہے وہ رافضی ہے (تذکرۃ المحدثین صفحہ ۲۸۲)۔

اہل سنت کی علامت اور شناخت

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اہل سنت و جماعت کی پہچان کیا ہے تو فرمایا کہ: اَنْ تُحِبَّ الشَّیْخَیْنِ وَلَا تَطْعَنَ الْخَتَنَیْنِ وَ تَمْسَحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ یعنی اہل سنت کی پہچان یہ ہے کہ تم شیخین سے محبت کرو اور ختنین پر تنقید نہ کرو اور موزوں پر مسح کرو (فتاویٰ قاضی خان جلد ا صفحہ ۴۶، مرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۷۷)۔

Islam The World Religion

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت کی علامت ہے : تَفْضِیْلُ الشَّیْخَیْنِ وَ حُبُّ الْخَتَنَیْنِ یعنی ابوبکر وعمر کو افضل ماننا اور عثمان وعلی سے محبت کرنا (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰، التمہید لابی الشکور السالمی صفحہ ۱۶۵، قاضی خان جلد ا صفحہ ۴۶، تکمیل الایمان صفحہ ۷۸، نبراس صفحہ ۳۰۲، شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳، فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۱، البحر الرائق جلد ا صفحہ ۲۸۸، بنایہ جلد ا صفحہ ۱۴۶)۔

یہ اہلِ سنت کی نشانی، پہچان اور خاصہ اس طرح ہے کہ شیخین کی افضلیت کا انکار رافضیت ہے اور ختنین کی محبت کا انکار خارجیت ہے اور دونوں باتوں کو ماننا سنیت ہے۔

یہ ہے سنیت کا سرٹیفکیٹ، آج ہر احمق اٹھ کر لوگوں کو سنیت کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے لگتا ہے۔ اگر افضلیتِ شیخین کا منکر اہل سنت سے خارج نہیں تو پھر محبتِ ختنین کا منکر بھی اہل سنت سے خارج نہ ہوگا، اور جب یہ اہل سنت سے خارج ہے تو پھر وہ بھی خارج ہے اور یہی حق ہے۔ اور یہ قاعدہ افضلیتِ شیخین میں تشکیک پیدا کرنے والوں کیلئے بہترین نکیل ہے۔ افضلیتِ مولا ابوبکر وعمر اور محبتِ مولا عثمان وعلی رضی اللہ عنہم ایک ہی عقیدے کے دو رخ ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شیخین سے مطلق افضل کہنے کو علماء نے رافضیت قرار دیا ہے۔ اب مولا صدیق اکبر کو صرف سیاسی خلیفہ اور مولا علی کو روحانی خلیفہ قرار دینا مذکورہ رافضیوں سے بڑھ کر رافضیت ہے اس لیے کہ اگلے رافضیوں نے صدیق اکبر کو ولایت میں کم تر مانا اور بعد والے رافضیوں نے ان کی ولایت کی ہی نفی کر دی۔

یہ معمولی مسئلہ نہیں

حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ يَدُوْرُ عَلَيْهَا اِبْطَالُ مَذْهَبِ الشِّيْعَةِ فَاِنَّ اَوَّلَ اُصُوْلِهِمْ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَفْضَلُ الْكُلِّ ..... وَ فَسَادُهٗ اَشَدُّ مِنْ مَفَاسِدِ مَذْهَبِ الْمُعْتَزِلَةِ وَالْجَبْرِيَّةِ وَاَشْبَاهِهِمْ فَيَجِبُ عَلَى الْعُلَمَآءِ الْاِهْتِمَامُ بِمَسْئَلَةِ الْاَفْضَلِيَّةِ..... وَ حَسْبُكَ دَلِيْلاً عَلَى الْاِهْتِمَامِ بِمَسْئَلَةِ الْاَفْضَلِيَّةِ اَنَّهَا مِنْ

Islam The World Religion

عَلَامَاتِ اَھْلِ السُّنَّۃِ (نبراس صفحہ ۳۰۲)۔

ترجمہ: یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس پر شیعہ مذہب کے ابطال کا دارومدار ہے، انکا پہلا اصول ہی یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں، جو افضل ہو خلافت کا حقدار وہی ہوتا ہے، اور جو حقدار کو خلافت نہ دے وہ غاصب اور ظالم ہوتا ہے، اور جو ظالم ہو وہ عادل نہیں ہوتا اور جو عادل نہ ہو اسکا روایت کردہ دین بھی معتبر نہیں ہوتا۔ شیعہ مذہب کے پاس عوام کو گمراہ کرنے کی یہ ترتیب ہے۔ اس عقیدے کا فساد معتزلہ، جبریہ اور ان جیسے مذاہب سے بڑھ کر شدید ہے، لہٰذا علماء پر واجب ہے کہ افضلیت کے مسئلے کو خصوصی اہمیت دیں ..... اس مسئلے کو خاص اہمیت دینے کیلیے تمہارے پاس یہی دلیل کافی ہے کہ علماء نے شیخین کی افضلیت اور ختنین کی محبت کو اہلِ سنت کی علامت قرار دیا ہے۔

صاحبِ نبراس نے اہلِ سنت کو بیدار کرنیکا حق ادا کر دیا ہے۔ دین کی غیرت رکھنے والے ذمہ دار علماء پر لازم ہے کہ اس موضوع کی اہمیت کو سمجھ جائیں اور اٹھ کھڑے ہوں۔

افضلیتِ شیخین کے منکرین کیلئے علماء نے جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں اور ہم محض ان الفاظ کو نقل کرنے کے روادار ہیں: غالی شیعہ اور رافضی (تہذیب التہذیب جلد ۱ صفحہ ۹۴، ہدی الساری جلد ۲ صفحہ ۲۴۰، الرفع والتکمیل صفحہ ۱۴۶، فتاویٰ رضویہ جلد ۲۸ صفحہ ۸۷)۔ رافضی (فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۳۶۰، تبیین الحقائق جلد ۱ صفحہ ۱۳۵، شامی جلد ۳ صفحہ ۳۲۱، سبع سنابل صفحہ ۷۷)۔ بدعتی منافق خبیث (امام ذہبی کتاب الکبائر صفحہ ۲۳۶)۔ خبیث عقیدہ (علامہ سیوطی الحاوی للفتاویٰ ۱/ ۳۱۸)۔ بنائے تو در رفض محکم تر است (سبع سنابل صفحہ ۱۰)۔ صحابہ کے اجماع کے منکر سے خدا و مصطفیٰ بے زار ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے دربار سے جلد ہی مردود ہو جاتا ہے، اسکی بدبختی کی گرہ کو نہیں کھولا جا سکتا، صحابہ کا انکار خدا و مصطفیٰ کا انکار ہے، جس کا راستہ سنت کے خلاف ہے اسکی گردن میں لعنتوں کا طوق ہے (سبع سنابل صفحہ ۱۸)۔ ملعون، روسیاہ، احمق (سبع سنابل صفحہ ۱۸)۔ تفضیلی یزید بدبخت کا ساتھی ہے (مکتوباتِ امام ربانی مکتوب نمبر ۲۶۶)۔ اہلِ سنت سے خارج (اعلیٰ حضرت مطلع القمرین صفحہ ۷۰)۔ اہلسنت سے خارج (کئی علماء، فضائل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صفحہ ۴۶ تا ۵۱)۔

Islam The World Religion

الحاصل:

تفضیلیوں کے بارے میں کم از کم حکم یہ ہے کہ تفضیلی فرقہ اہلِ بدعت کا فرقہ ہے۔اس بدعت کا تعلق عمل سے نہیں بلکہ اعتقاد سے ہے۔اسکا الٹ سنت نہیں بلکہ اہلِ سنت ہے۔اسکا مرتکب اہلِ سنت سے اسی طرح خارج ہو جاتا ہے جس طرح جبری، قدری، معتزلے اور خارجی وغیرہ۔حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضرت علی کو شیخین کی نسبت ولایت کا زیادہ حقدار قرار دیا، اس نے ابوبکر، عمر اور مہاجرین وانصار کو گناہگار مانا۔میں نہیں سمجھتا کہ ایسے گندے عقیدے کے باوجود اس کا کوئی عمل اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو گا (ابوداؤد حدیث : ۴۶۳۰)۔شیخین کی افضلیت کو علماء نے نہ صرف اہلِ سنت کا عقیدہ قرار دیا ہے بلکہ اسے اہلِ سنت کی شناخت، شعار اور پہچان قرار دیا ہے۔گویا جس کا یہ عقیدہ نہیں وہ اہلِ سنت سے خارج ہے۔ حَیْثُ جَعَلُوْا مِنْ عَلَامَاتِ اَھْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ تَفْضِیْلَ الشَّیْخَیْنِ وَمَحَبَّةُ الْخَتَنَیْنِ (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰) علمائے دین تفضیلیہ کو سنیوں میں شمار نہیں کرتے (مطلع القمرین صفحہ ۷۰)۔تفضیلی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔اگر کسی نے پڑھ لی تو دوہرانا پڑے گی کُرِهَ اِمَامَةُ الْعَبْدِ وَالْاَعْرَابِیِّ وَالْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَالْاَعْمٰی وَوَلَدِ الزِّنَا (کنز الدقائق صفحہ ۲۸)۔حکم نماز کا ان کے پیچھے وہی ہے جو مبتدعہ کے پیچھے، یعنی مکروہ بکراہتِ شدیدہ (مطلع القمرین صفحہ ۸۸)۔بہت سے علمائے اہلِ سنت کا یہی فتویٰ کتاب فضائل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے صفحہ ۴۶ تا ۵۱ پر موجود ہے۔اور ایسے بدعتی کی نمازِ جنازہ جائز نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۵۳ مطبوعہ آرام باغ)۔بلکہ بدعتی کا ادب واحترام کرنا بھی منع ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ وَّقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ یعنی جس نے صاحبِ بدعت کا احترام کیا اس نے اسلام کو ڈھا دینے میں مدد کی (شعب الایمان للبیہقی : ۹۴۶۴، مشکوٰۃ:۱۸۹)۔

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چودھویں صدی کے جیدترین علمائے کرام ومشائخ عظام کے فیصلے

(۱)۔حضرت غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ:

سیدنا صدیق اکبر وسیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفضیل جمیع صحابہ کرام بشمول حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے۔اس عقیدہ کا مخالف سنی نہیں ہے۔اس کی اقتداء جائز نہیں ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ فاسق کہنے والا ہرگز سنی نہیں ہے۔تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق واجب الاحترام ہیں۔اس لیے ایسے شخص کی اقتداء بھی درست نہیں۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہ 9 اگست 1969ء

(۲)۔استاذ المحدثین مفتی اعظم علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ علیہ الرحمہ

جو شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دیتا ہے وہ گمراہ اور گمراہی پھیلانے والا ہے۔وہ ہرگز اہل سنت سے نہیں۔ایسے شخص کو امام بنانا ہرگز جائز نہیں۔اور جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق کہتا ہے اور مطعون کرتا ہے وہ خود فاسق ہے اس کو امام بنانا گناہ ہے۔

واضح رہے کہ علماءِ اہل سنت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فاسق ہونیکی نفی کر رہے ہیں اور انکو کافر کہنا تو بہت بڑی بات ہے،اس سے یقیناً کہنے والا خود کافر لعنتی ہو چکا ہے۔

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد عفی عنہ 11 اکتوبر 1969ء

(۳)۔حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی علیہ الرحمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق و فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتانے یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق کہنے والا شخص بالکل بے دین ہے۔

Islam The World Religion

فقیر احمد یار بدایونی نعیمی 23 اکتوبر 1969ء

(۴)۔شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب علیہ الرحمہ جامعہ رضویہ

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد امتِ مسلمہ کا حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلتِ اولیہ پر اتفاق ہے۔اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل ثقہ اور صالح صحابی ہیں ۔سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر آپ کی حقیقی ہمشیرہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔آپ بڑے عالم اور مجتہد صحابی ہیں۔آپ کے لیے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی۔آپ کی شان میں گستاخی کرنا اور آپ کو برا کہنا رفض ہے۔ایسا شخص ہرگز ہرگز سنی نہیں ہے۔اس کے پیچھے ہرگز ہرگز نماز نہ پڑھی جائے۔واللہ ورسولہ اعلم

غلام رسول غفرلہ قادری رضوی 31 اگست 1969ء

(۵)۔شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی علیہ الرحمہ

اجماعِ صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت علیٰ جمیع الصحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) پر ہے۔اس اجماع کا منکر شُذَّ فِی النَّارِ کی وعید کے تحت ہے۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب مسلم الثبوت ہیں۔ان کی شان میں گستاخی کرنا اگر التزام کفر نہیں تو لزوم کفر میں ضرور داخل ہے۔حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ یا دیگر اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے دشمنی کی، انہیں سب وشتم کراتے یا کرتے تھے سراسر غلط، ضلالت اور جہالت پر مبنی ہے۔جو نضر بن مزاحم، یونس بن خباب اور مرحوب وغیرہم جیسے رافضیوں کی روایات پر مبنی ہے۔

فرمانِ ذیشان آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ" کوئی مسلمان نہیں بھول سکتا۔فقط واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

محمد قمر الدین السیالوی غفرلہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ

Islam The World Religion

(۶)۔آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

تفضیلِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمیع اہل سنت و جماعت کا مسلک ہے۔اسکے خلاف کرنے والا مبتدع ہے۔جسکی امامت مکروہ ہے اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی تفسیق توہین، مسلک اہل سنت کے خلاف اور بدعت ہے خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جن کے عادل وصالح ہونے کے لیے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خلافت تفویض کرنا بیّن ثبوت ہے۔ورنہ فاسق کو تفویض خلافت کرنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے شایانِ شان نہیں ہے۔

کتبہ فیض احمد مقیم آستانہ عالیہ گولڑہ شریف/ الجواب صحیح

محمد فاضل چشتی آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

(۷)۔مناظرِ اعظم حضرت علامہ محمد عمر صاحب اچھروی علیہ الرحمہ

سیدنا ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافتِ حقہ کا منکر اسلام سے خارج ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان سے افضل سمجھنے والا بے دین گمراہ ہے۔اور حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سب وشتم اور بکواس کرنے والا بھی اسلام سے خارج ہے۔

فقط محمد عمر اچھروی یکم محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

(۸)۔حضرت علامہ مولانا محب النبی صاحب علیہ الرحمہ

اہل سنت و جماعت کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابوبکر وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل سمجھنے والا گمراہ، فاسق وفاجر ہے اور فاسق وفاجر شرعاً واجب الاہانت ہے (یعنی ایسے عقیدے والے شخص کی عزت وتعظیم نہ کی جائے)۔نیز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنے والا بھی اہل سنت سے نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ مذہبِ اہل سنت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کل صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا سراپا عدل وحق ہونا امرِ مسلم ہے۔

فقط: محب النبی

Islam The World Religion

(۹)۔شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ صاحب ازہری

جوشخص سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کوحضرت صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بہتر کہے وہ سنی نہیں اور ایسا شخص محبِ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی نہیں۔ چنانچہ صواعق شریف میں امام ابنِ حجر فرماتے ہیں: (ترجمہ) جس بات پر ملت کے بزرگ اور امت کے عالم متفق ہیں وہ یہ ہے کہ اس امت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس صحابی اور نزدیکی رشتہ دار ہیں۔ صرف پانچ واسطوں سے ان کا نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب شریف سے جا ملتا ہے۔ یہ کاتبِ وحی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سالے ہیں۔ ان کے جنتی ہونے کی نوید قرآن مجید نے دی۔ وہ مجتہد صحابی ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت ان کو دی اور آپ خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ اب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جو شخص برا کہتا ہے وہ درحقیقت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو برا کہتا ہے۔ ایسا شخص رافضی یا خارجی ہے اور کبھی بھی ایسا شخص اہل سنت سے نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ صحابہ اور اہلِ بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے یہی لوگ عداوت رکھتے ہیں۔ سنی تو ان دونوں (صحابہ اور اہلِ بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے محبت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

فقیر عبدالمصطفیٰ ازہری

(۱۰)۔حضرت صاحبزادہ پیر میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری

مجھے علماءِ اہلِ سنت کی مذکورہ بالا تحقیقات وتصدیقات سے پورا اتفاق ہے اور یہی حق و صواب ہے۔ یعنی تفضیلِ شیخین، احترام واکرام جمیع اہل سنت کا مسلک ہے بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واجب التعظیم صحابیٔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور منکر اہلِ سنت سے خارج ہے اور لائق امامت نہیں۔

میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

ان تمام بزرگوں کی مفصل تحریریں کتاب فضائل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

Islam The World Religion

صفحہ ۴۶ سے لیکر صفحہ ۵۱ تک پر موجود ہیں۔جس کے مصنف رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود صاحب ہزاروی علیہ الرحمہ ہیں۔

آخر میں ہم تفضیلی رافضیوں سے پوچھتے ہیں کہ افضلیتِ شیخین کا عقیدہ رکھنے والی پوری امت پر تمہارا کیا فتویٰ ہے؟ اور اسکی کیا دلیل ہے؟

ثانیاً ہم یہ بھی پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی خارجی مولا علی کو صرف سیاسی خلیفہ کہے اور روحانی خلیفہ نہ مانے تو تمہارا اس عقیدے والے پر کیا فتویٰ ہوگا؟ ایسے شخص پر جس قدر تم ملامت کرو گے اور اس پر جس قدر منافقت کا الزام لگاؤ گے اس سے اَسی گنا تم خود ملامت اور منافقت کے فتوے کے حق دار ہو۔اگر ایسی بات کہنے والا شخص خارجی ہے تو پھر تم یقیناً رافضی ہو۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰينَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

خُصُوْصاً عَلٰى خُلَفَائِهِ الْاَرْبَعَةِ اَبِىْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانُ وَعَلِيٍّ

وَعَلٰى جَمِيْعِ اُمَّتِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت علامہ دوست علی بروہی سکندری مدظلہ العالی

صدر مدرس جامعہ راشدیہ، خانقاہِ راشدیہ پیر جو گوٹھ ضلع خیر پور سندھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی حبیبہ الکریم

و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین اما بعد!

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امت میں سے سب سے افضل اور خلیفہ بلافصل ہونا قرآن کریم کی آیات و حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات و عمل سے ثابت و مسلم ہے۔ اور یہی تمام صحابہ کرام بشمول سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، سلف صالحین اور تمام اکابرین اہل سنت و جماعت کا متفقہ عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ کے خلاف عقیدہ رکھنے والا سنی نہیں بلکہ بے دین، گمراہ اور واجب الاہانۃ ہے۔ اسی موضوع پر استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر مولانا پیر سائیں غلام رسول قاسمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب ضربِ حیدری کو پڑھا اور اسے تحقیق کے مطابق بہت ہی عمدہ اور حق پایا۔ والحق احق ان یتبع۔ اللہ تعالیٰ پیر صاحب کی سعی کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اس کتاب کو مسلمانوں کے لیے باعثِ استقامت اور گمراہوں کے لیے باعث ہدایت بنائے آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

دوست علی بروہی سکندری

صدر مدرس جامعہ راشدیہ، خانقاہِ راشدیہ پیر جو گوٹھ

28 ذوالقعدۃ 144 ہجری بمطابق 31/07/2019ء

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

جامع المنقول والمعقول شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء

حضرت علامہ ابوالفضل محمد فضل سبحان القادری مدظلہ العالی

جامعہ قادریہ مردان پاکستان

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

قطب ربانی، ہیکل صمدانی، عارف باللہ تعالیٰ سیدی عبد الوہاب الشعرانی قدس سرہ النورانی اپنی تصنیفِ لطیف" الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر" کے صفحہ نمبر 508 پر لکھتے ہیں کہ: شیخ تقی الدین ابوالمنصور اپنے عقیدہ میں فرماتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ ابوبکر صدیق تمام امتِ محمدیہ سے اور انبیاء کرام کی ساری امتوں اور ان کے اصحاب سے افضل ہیں کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس طرح لازم تھے جس طرح سایہ جسم کو لازم ہوتا ہے حتیٰ کہ میثاقِ انبیاء میں۔ اور اسی لیے آپ نے سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول پاک ہونے کی تصدیق کی (الیواقیت الجواہر فی بیان عقائد الاکابر صفحہ نمبر 508)

مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہوا کہ مسئلہِ تفضیل بڑا صاف اور روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ اس میں چوں و چرا اور چھیڑ خانی سے گریز کرنا چاہیے۔ ویسے بھی اہلِ علم و دانش، اہل بصیرت اور زیرک ہستیوں کا یہ وطیرہ رہا ہے (اور ہونا بھی چاہیے) کہ وہ اتفاقی مسائل کو نہیں چھیڑتے اور نہ ہی تحقیق کے نام پر اس میں اپنی رائے ٹھونستے ہیں۔ بلکہ متفق علیہ مسائل سے صرفِ نظر کرتے ہیں اور امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن نت نئے مسائل اور چیلنجز کا سامنا ہوتا ہے ان مسائل اور چیلنجز سے نمٹنے کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی مختلف وقتوں اور مختلف علاقوں میں ایسے افراد جنم لیتے ہیں جو کہ مختلف اتفاقی مسائل میں چھیڑ خانی کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں موجودہ دور میں امتِ محمدی جن مسائل اور فتنوں سے دوچار ہے وہ تو ایک طرف رہے خود مسلمانوں میں ایسے افراد اور گروپ پیدا ہوئے کہ بجائے اس کے کہ مسائل کے گرداب میں پھنسے مسلمانوں کی دادرسی کرتے اور ان کی کشتی کو بھنور سے نکالتے، الٹا امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی کم فہمی

Islam The World Religion

اور غلط فہمی کی بناء پر دوسرے مسائل میں الجھا رہے ہیں۔

قائم ہے اک روایت دیرینہ ظلم کی
بازو بدل گئے کبھی خنجر بدل گئے

موجودہ پرفتن دور میں بھی مسئلہِ تفضیل پر بعض ناسمجھ اور نادان دوستوں نے بحث و مباحثے وعظ وتقریر اور تصنیف اور تالیف کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ دین کا لبادہ اوڑھ کر سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن شکر صد شکر کہ ہر فرعون را موسیٰ کے مصداق موجودہ دور کے ان نادان لوگوں سے نمٹنے کے لئے اللہ تعالیٰ بعض ہستیوں کو چن لیتا ہے تا کہ ان بے دین اور گمراہ لوگوں کی کوششوں کو خاک میں ملا دیں اور ہر فورم پر ان لوگوں کو منہ توڑ جواب دیا کریں۔

ان ہستیوں میں ایک ہستی محقق اسلام پیر سائیں غلام رسول قاسمی صاحب بھی ہیں۔ قاسمی صاحب نے تصنیف وتالیف کا جو بے مثال اور لازوال سلسلہ شروع کیا ہے اس کی امتیازی شان یہ ہے کہ قاسمی صاحب نے نہ صرف عبادات کے متعلق تصنیفات کی ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ معاشرتی واخلاقی برائیوں، اخلاق وآداب، شریعت وطریقت اور دین ودنیا کے تقریباً تمام شعبہ جات کے متعلق انمول تصنیفات لکھی ہیں۔ ان کا اندازِ تحریر اتنا سادہ اور عام فہم ہے کہ کوئی بھی قاری ان کی تصنیفات پڑھتا ہے تو ان کو تسکین قلبی اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ ان کا طرزِ تحریر اتنا دلکش اور دلنشین ہے کہ مطالعہ کا ذوق وشوق رکھنے والے قاری ان کی تصنیفات پڑھنے سے نہیں اکتاتے بلکہ بار بار پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے جو کہ قاسمی صاحب نے مسئلہِ تفضیل کے متعلق تصنیف فرمائی ہے۔ قاسمی صاحب نے اس کتاب کو قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے مزین فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ علماءِ کرام اور اولیاء عظام کے اقوال مبارک سے بھی سجایا ہے۔ اس کے علاوہ سونے پر سہاگہ کے مصداق مخالفین کے تمام تر دلائل وبراہین اور دعووں کا بھرپور انداز میں جواب دیا ہے اور انداز بھی ایسا کہ جو بات کی جائے وہ ٹھوس، جامع اور دلائل سے بھرپور ہو۔ تمام قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا جائے اور تمام

Islam The World Religion

متعلقین اور دوست واحباب کو اس کتاب کا مطالعہ کرنے کی تاکید کی جائے۔آخر میں اللہ تعالیٰ سے خصوصی دعا کی جاتی ہے کہ اللہ کریم قبلہ قاسمی صاحب کی ان مساعی جمیلہ کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے۔آمین بجاہ رسولہ الامین۔

خادم علوم الدین المنقول والمعقول
فقیر ابوالفضل محمد فضل سبحان القادری
جامعہ قادریہ مردان پاکستان

☆.....☆.....☆

تقریظ

فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا غلام محمد صاحب سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ
(چیئرمین قرآن بورڈ حکومتِ پنجاب پاکستان)
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذلك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم (القرآن)

شیخ الحدیث والتفسیر پیرِ طریقت حضرت علامہ غلام رسول صاحب دامت برکاتہم العالیہ المعروف ''پیرسائیں'' عالم باعمل اور صوفی باصفا ہیں اور بلند پایہ علمی و دینی شخصیت کے مالک ہیں۔حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے فرمان ''نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین'' کے مطابق تواضع، انکساری اور سادگی کا پیکر ہیں۔میں قبلہ پیرسائیں کی علمی شخصیت سے اس وقت متعارف ہوا جب مجھے ان کا تحریر کردہ رسالہ ''اصولِ فقہ'' پڑھنے کا اتفاق ہوا اور بے حد متاثر ہوا۔اسی وقت میرے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ ان کی خدمتِ عالیہ میں جا کر ان کی زیارت کا شرف حاصل کروں گا۔ چنانچہ بسیار مصروفیات کے باوجود شدرحال کر کے سرگودھا میں ان کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا اور ان کی بالمشافہ زیارت اور عالمانہ گفتگو سن کر میری عقیدت میں مزید اضافہ ہوا۔بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تفسیر واصولِ تفسیر، حدیث واصولِ حدیث، فقہ واصولِ فقہ اور دیگر علومِ عربیہ سے وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔تحریر وتقریر کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انہیں مافی الضمیر کی ادائیگی کا جو ملکہ عطا فرمایا ہے اس لحاظ سے میرے نزدیک ہم عصروں میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔

Islam The World Religion

عقائدِ اہلِ سنت و جماعت اور دیگر دینی وعلمی موضوعات پر آپ نے جو کتب اور رسائل مدلل مگر عام فہم انداز سے تصنیف فرمائے ہیں انہیں پڑھ کر جہاں ایک طرف قاری کو قلبی اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔ وہاں دوسری طرف اس کے ذہن میں عقائد کی پختگی پیدا ہوتی ہے۔ ان کا اندازِ تحریر اتنا دلنشین ہے کہ ان کی تصنیف کردہ کتب یا رسائل کو پڑھنے والا سیراب نہیں ہوتا بلکہ بار بار پڑھنے کا شائق رہتا ہے۔ یوں تو ان کی ہر تصنیف لاجواب ہے مگر بالخصوص افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ''ضربِ حیدری'' کے عنوان سے جو کتاب تحریر فرمائی ہے بلا شک وشبہ یہ کتاب اسم بامسمی ہے۔ یہ کتاب نہ صرف قرآن وحدیث کے دلائل سے مبرہن اور اقوالِ علماء واولیاء کرام سے مزین ہے بلکہ مخالفین کے اعتراضات وشبہات کا قلع قمع کرنے کیلئے بھی کافی ووافی ہے۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان، سلف صالحین اور اکابرین اہلِ سنت و جماعت کا متفقہ عقیدہ یہی ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ساری امت سے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں اور خلیفہ بلافصل ہیں۔ تمام خلفاءِ راشدین بشمول سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی یہی مؤقف تھا چنانچہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مبارک "لاینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یومھم غیرہ" سے صاحب لمعات نے آپ کی افضلیت اور خلیفہ بلافصل ہونے پر استدلال کیا ہے اور تائید میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان نقل کر کے مخالفین پر ''ضربِ حیدری'' لگائی ہے کہ:

"قدمك رسول الله ﷺ فی امر دیننا فمن الذی یوخرك فی امر دنیانا"، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آپ کو ہمارے امورِ دینیہ میں آپ کو مقدم فرمایا ہے تو پھر ہم میں سے کون ہے جو آپ کو اپنے دنیاوی امور میں مؤخر کرے اور صاحبِ مرقاۃ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے بھی حدیث شریف مذکور سے دلیل پکڑتے ہوئے کہا ہے کہ جہاں اس حدیث پاک سے آپ کی افضلیت ثابت ہو رہی ہے۔ وہاں آپ کا استحقاق خلافت بھی ثابت ہو رہا ہے کیونکہ فاضل کی موجودگی میں مفضول کو خلیفہ بنانا صحیح نہیں۔ المختصر قبلہ پیر سائیں کی اس عنوان پر انتہائی محققانہ انداز سے تصنیف کردہ کتاب ''ضربِ حیدری'' لاجواب ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مخالفین کو بھی ''ضربِ حیدری'' پڑھ کر حق وسچ قبول کرنے کی

Islam the World Religion

توفیق عطا فرمائے اور اہلِ سنت و جماعت کو قبلہ پیر سائیں کی علمی و دینی اور روحانی شخصیت کی قدر شناسی کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ قبلہ پیر سائیں کو صحت وسلامتی کے ساتھ عمرِ دراز عطا فرمائے تا کہ اہلِ سنت و جماعت ان کے علمی و دینی اور روحانی فیوضات سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں۔(آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین الکریم ﷺ)

ادنیٰ خادم العلماء الکرام غلام محمد سیالوی

چیئرمین قرآن بورڈ حکومتِ پنجاب پاکستان

سابق ناظم امتحانات تنظیم المدارس اہلِ سنت پاکستان

☆.....☆.....☆

تقریظ

حضرت علامہ مفتی شیر محمد خان صاحب مدظلہ العالی

(رکن متحدہ علماء بورڈ حکومتِ پنجاب ..... دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف)

فکرِ انسانی میں تنوع ہر دور میں پایا جاتا رہا ہے لیکن فقط اسی فکر اور سوچ کو دوام اور قبولیت عام نصیب ہوا جو اس پہلو پر غور وفکر کی صلاحیت رکھنے والے افراد کی اکثریت اور جمہور کی رائے قرار پائی۔ زیرِ نظر کتاب ''ضربِ حیدری'' جس موضوع کو اجاگر کرنے کے لیے تحریر کی گئی ہے وہ ہے مسئلہِ تفضیل۔ اس موضوع پر بھی فیصلہ انہی لوگوں کا معتبر اور قابل قبول ہوگا جو سب سے پہلے اس موضوع کو بخوبی سمجھنے کی صلاحیت رکھتے تھے اور وہ مقدس جماعت، صحابہ رسول ﷺ کی جماعت ہے۔ جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے افضلیت کے بارے جو ترتیب قائم کی اور اسے لوگوں کے سامنے بیان فرمایا اور اس پر اجماع قائم کیا حتیٰ کہ خود شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے بھی اسی فیصلہ کے مطابق اپنی رائے کا برملا اظہار فرمایا اور اس فیصلہ پر ہمیشہ کاربند بھی رہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے سزائیں بھی تجویز فرمائیں تو اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ قرآن وحدیثِ رسول ﷺ کا نچوڑ تھا۔ اور قرآن وحدیث سے جماعتِ صحابہ نے یہی سمجھا۔ لہٰذا بقیہ امت کو بھی دربارِ نبوت سے فیض پانے والی جماعت

Islam The World Religion

صحابہ کرام اور خصوصاً مولائے کائنات شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کا احترام کرنا لازم اور ضروری ٹھہرا۔ اسی لیے امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ اس فیصلہ کا احترام فرمایا اور اسکا برملا اظہار بھی فرماتے رہے۔ کہ انبیاءِ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد امت میں افضل حضرت صدیق اکبر ہیں۔ اوران کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔ شیخین کریمین کے بعد باوجود اختلافِ اقوال کے اکثریت کی رائے یہ ہے کہ تیسرے نمبر پر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ اور چوتھے نمبر پر مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ پوری امت میں افضل ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان میں سے ہر ایک کی خصوصی شان اور عظمت سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی اور ہر ایک کو امتیازی شرف سے نوازا۔ البتہ مجموعہِ کلام سے غلامانِ مصطفی علیہ اطیب التحیۃ والثناء نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے اسے یوں بیان فرمایا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول اللہ فنخیر ابابکر ثم عمر ثم عثمان بن عفان (بخاری شریف جلد ا باب فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ اور ایسا نتیجہ اخذ کرنے کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کی اس آیت کو سمجھ رکھا تھا۔ "لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا یعنی تم لوگوں میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جنگ لڑی ان کا درجہ بہت بڑا ہے بہ نسبت ان لوگوں کے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جنگ لڑی (الحدید)۔

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا واضح ثبوت ہے (قرطبی، بیضاوی)۔ نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی قدر بھی سن رکھے تھے۔

(۱)۔ مروا ابابکر فلیصل بالناس (بخاری جلد ا باب اھل العلم احق بالامامة)۔ (۲)۔ لا ینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یؤمھم غیرہ (ترمذی)۔ (۳)۔ ان من امن الناس علی ابوبکر (ترمذی)۔ (۴)۔ لیس احد امن علی فی نفسه وماله من ابی بکر (بخاری)۔ (۵)۔ ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال

ابی بکر (ترمذی)۔(۶)۔لو کنت متخذاً خلیلا لا تخذت ابابکر خلیلا (بخاری، مسلم)۔(۷)۔ ابوبکر خیر الناس بعدی الا ان یکون نبیا (طبرانی)۔(۸)۔ ماطلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر (۹)۔خیر ھذہ الامۃ ابوبکر وعمر (دارقطنی)(۱۰)۔ ما فضلکم ابوبکر بکثرۃ صوم ولا صلوٰۃ ولکن بشیء وقر فی صدرہ (الیواقیت والجواہر)۔

اور انتہائی پسندیدہ اور فیصلہ کن تبصرہ امام غزالی اور محدثِ وقت علامہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں :اس مسئلہ میں حقیقی فضیلت سے مراد ان حضرات کا عنداللہ مقام ومرتبہ ہے اور اس پر صرف اللہ کے رسول ﷺ ہی مطلع ہو سکتے ہیں اور اس بارے میں بہت ساری اخبار وارد ہوئی ہیں اور فضیلت اور اس ترتیب کا ادراک فقط وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے وحی کا مشاہدہ کیا اور اگر ان حضرات (صحابہ کرام) کو اس شرف اور فضیلت کا علم نہ ہوتا تو اس ترتیب سے یہ فضل وشرف بیان نہ کرتے ۔اسی طرح محدثِ وقت علامہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ذہن کو کھولنے اور قلبی تسکین کے لیے کافی ہے۔فرماتے ہیں : افضل الشیخین بتفضیل علی ایاھما علی نفسہ والا لما فضلتھما و کفابی وزرا ان احبہ ثم اخالفہ یعنی حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے جب خود شیخین (ابوبکر وعمر) کو اپنے اوپر فضیلت دی ہے تو میں کیوں نہ فضیلت دوں اور میرے لیے بہت بڑا بوجھ ہے کہ میں حضرت علی سے محبت بھی کروں اور ان کی بات بھی نہ مانوں (صواعقِ محرقہ)۔

لہٰذا موجودہ دور کے تفضیلیوں کے لیے بھی نہج البلاغہ میں موجود شیرِ خدا کا فرمان شافی وکافی ہونا چاہیے کہ اسلام میں افضل حضرت ابوبکر صدیق اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما ہیں۔اور مستدرکِ حاکم میں شیرِ خدا کے اس فرمان کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔رضینا لدنیانا ما رضی النبی ﷺ لدیننا کہ اللہ کے حبیب نے جسے ہمارے دین کا امام بنایا ہماری دنیا کا بھی وہی امام ہے۔

حضرت علامہ شیخ الحدیث والتفسیر پیر سائیں غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی نے جس انداز میں اس مسئلہِ تفضیل کو واضح فرمایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ہر اہم بات کو دلیل اور برہان سے

Islam The World Religion

واضح کیا اور تفضیلیوں کے سوالات کے جوابات دینے میں کمال کر دیا جبکہ نوکِ قلم بھی انتہائی محتاط رہا اور میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اللہ رب العزت ان کی اس کاوش کے ذریعے امتِ مسلمہ کو ذہنی اور قلبی سکون عطا فرمائے گا۔ اللہ کریم ان کی اس محنت و کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور امتِ مسلمہ کے لیے زیادہ سے زیادہ نفع رساں بنائے اور ان کی عمر اور ان کے کام میں برکت پیدا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الرؤف الرحیم۔

شیر محمد خان
خادم دارالافتاء المحمدیہ الغوثیہ
بھیرہ الشریفہ ضلع سرگودھا

☆.....☆.....☆

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی سعیدی الازہری صاحب مدظلہ العالی
(رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان)

زندہ اور باشعور لوگ متفق علیہ مسائل کو چھیڑنے کی بجائے امتِ مسلمہ کو درپیش مسائل کی طرف توجہ دیتے ہیں اور یوں وہ ملتِ اسلامیہ کے مشکور قرار پاتے ہیں۔

یہ وہ طریقہ ہے جو انتشار و اختلاف کی مکدر فضا کا راستہ مسدود کرتا اور انسانیت کے کے لیے جدید مسائل کے حل کی صورت میں نفع رسانی کا باعث بنتا ہے۔ علمی اور تحقیقی حلقوں میں اہل سنت کے افراد کا بکثرت موجود ہونا ضروری ہے۔ لیکن بدقسمتی سے کچھ احباب اہل سنت کے مسلمہ و متفق علیہ مسائل کو اپنی جدتِ فکر کا لباس پہنا کر ملت میں انتشار کا بیج بو رہے ہیں اور کچھ نادان اِحقاقِ حق کے زعم میں محراب و منبر اور سٹیجوں پر ان مسائل کو چھیڑ کر طلبِ شہرت کا بھونڈا طریقہ اپنائے ہوئے ہیں اور یوں یہ دونوں قسم کے لوگ انتشار و افتراق کی فضا پیدا کر رہے ہیں۔

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول قاسمی مدظلہ نے نہایت دانشمندی کا ثبوت دیتے ہوئے اعتزالی سوچ کا مثبت انداز میں رد کیا بلکہ ان کی کتاب مستطاب ''ضربِ حیدری'' کا مطالعہ کرنے

Islam The World Religion

والے شخص کو اس کتاب سے بہت بڑا علمی ذخیرہ دستیاب ہوتا ہے۔

انہوں نے سیدنا حضرت صدیق اکبر اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کی فضیلت کے حوالے سے اہل سنت و جماعت کے مؤقف کو نہایت عمدہ پیرائے میں دلائل قاہرہ سے ثابت کر کے اعتزالی سوچ کا موثر رد کیا ہے اور اس مسئلہ کو سٹیج پر اچھالنے کی بجائے علم و آگہی کی شاہراہ کا انتخاب کیا ہے۔

الحمد للہ! راقم اسی عقیدہ کا حامل ہے اور اسی پر کاربند ہے جو آپ نے اپنی کتاب مستطاب ''ضربِ حیدری'' میں ذکر کیا اور راقم اس کتاب اور اس کے مندرجات کی بھرپور تائید کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ قاسمی زید مجدہ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور ان کے قلم کی جولانیوں کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین

محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری
(رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان)
استاذ الحدیث جامعہ ہجویریہ (مرکز معارف اولیاء) داتا دربار لاہور

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

شیخ القرآن حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(مشیر وفاقی شرعی عدالت حکومتِ پاکستان)

ضربِ حیدری کا چند مقامات سے مطالعہ کر سکا کیونکہ ساؤتھ افریقہ کا سفر قریب ہے جس کی وجہ سے وقت کی قلت ہے۔

حضرت سائیں غلام رسول قاسمی صاحب (مدظلہ العالی) کی کاوش کو اہلِ سنت کے موقف افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بہترین محسوس کیا اور دلائل سے بھرپور پایا۔

میں نے بھی افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر افضلیتِ صدیق اکبر کے نام 1968ء میں کتاب لکھی تھی جو کہ انشاءاللہ اب دوبارہ پرنٹ کرائی جائے گی۔

بلاشبہ اہلِ سنت کا مذہب کہ حضرت صدیق اکبر تمام لوگوں سے انبیاء کے بعد افضل ہیں اور پھر حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی بالترتیب افضل البشر ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور یہ کتاب ہر سنی کے گھر کی زینت ہونی چاہیے۔

والسلام

شیخ القرآن حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب

(مشیر وفاقی شرعی عدالت حکومتِ پاکستان)

مورخہ 25-4-2009

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

استاذ العلماء حضرت علامہ محمد عبدالرشید صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ

قطب آباد شریف جھنگ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد! ''ضربِ حیدری'' کے چند مقامات بغور پڑھے۔ مسئلہ خلافت بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واضح ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگرچہ کسی کو خلیفہ بلافصل متعین نہیں فرمایا۔ لیکن اجماعِ صحابہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق ہی خلیفہ بلافصل ہیں۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے (''الیواقیت والجواہر'' جلد ۲ صفحہ ۷۲ مصنفہ الامام العارف الربانی سید عبدالوہاب الشعرانی) روایت ہے کہ

ودلیل اھل السنۃ فی تفضیل ابی بکر علیٰ علی رضی اللہ عنہ الحدیث الصحیح ما فضلکم ابوبکر بکثرۃ صوم ولا صلوٰۃ ولکن بشی وقر فی صدرہ وھو نص صریح فی انہ افضلھم یعنی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا اے میرے صحابہ ابوبکر صدیق تم سے زیادہ روزے رکھنے یا زیادہ نماز پڑھنے سے فضیلت نہیں لے گئے۔ بلکہ ان کے سینے میں ایک چیز موقر ہے جس سے تم سب پر وہ فضیلت لے گئے ہیں۔

یہ حدیث نص صریح ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علی الاطلاق تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ دنیاوی اعتبار سے بھی اور ولایت کے لحاظ سے بھی۔ اس میں کوئی تقسیم نہیں کہ دنیاوی سیاست کے لحاظ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل ہوں اور ولایت باطنی کے لحاظ سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ بلافصل ہوں۔ یہ تقسیم روافض کا مذہب یا معتزلہ کا۔

اسی چیز کو علامہ شعرانی الیواقیت والجواھر میں یوں فرماتے ہیں: ان افضل الاولیاء المحمدیین بعد الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضوان اللہ علیھم اجمعین وھذا الترتیب بین ھؤلاء

Islam The World Religion

الاربعة الخلفاء قطعی عند ابی الحسن الاشعری، ظنی عند القاضی ابی بکر الباقلانی۔ محمدی اولیاء میں انبیاء کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم۔ خلافت کی ترتیب جو ان خلفاء اربعہ میں ہے شیخ ابوالحسن اشعری کے نزدیک قطعی ہے اور قاضی ابوبکر باقلانی کے نزدیک ظنی ہے۔

آگے فرماتے ہیں: ومما تثبت به الروافض فی تقدیمهم علیا رضی الله عنه علی ابی بکر رضی الله عنه حدیث انه صلی الله علیه وسلم اتی بطیر مشوی فقال اللهم ائتنی باحب خلقك الیك یاکل معی من هذا الطیر فاتاه علی رضی الله عنه۔

روافض جس حدیث سے علی المرتضیٰ کی تقدیم کو ابوبکر صدیق پر ثابت کرتے ہیں یہ حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھونا ہوا پرندہ لایا گیا۔ (لانے والی حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا تھیں) تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ میرے ساتھ اس پرندے کو کھانے میں وہ شخص شریک ہو جو تجھے مخلوق سے محبوب ہو تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔

وهذا الحدیث ذکره ابن الجوزی فی الموضوعات وافرد له الحافظ الذهبی وقال ان طرقه کلها باطلة۔ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا۔ اور محدث ذہبی نے مفرد طور پر جزؤاً بیان کیا اور فرمایا اس حدیث کے تمام اسناد باطل ہیں۔

واعترض الناس علی الحاکم حیث ادخله فی المستدرك۔ تمام لوگوں نے حاکم پر اعتراض کیا کہ اس نے مستدرک میں اس حدیث کو کیوں داخل کیا۔

تلخیص مستدرک جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ مکتبہ مطابع النصر الحدیثیہ الریاض میں ہے۔

فجاءت ام ایمن فوضعته بین یدی رسول الله ﷺ فقال یا ام ایمن ما هذا قالت طیر اصبته فصنعته لك قال اللهم ائتنی باحب خلقك الی والیك یاکل معی من هذا الطیر وضرب الباب وقال یا انس انظر من علی الباب وقال انس فذهبت فاذا علی بالباب فادخلته قال یا انس قرب الیه الطیر قال فوضعته بین یدی رسول الله ﷺ فاکلا جمیعا۔

Islam The World Religion

ام ایمن رضی اللہ عنہا ایک بھونا ہوا پرندہ لائیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے رکھ دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے ام ایمن یہ کیا ہے؟ ام ایمن نے عرض کیا ایک پرندہ مجھے میسر ہوا ہے، آپ کے لیے میں نے اس کو تیار کیا، تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ اپنی مخلوق میں سے محبوب ترین جو مجھے اور تجھے ہو میرے پاس بھیج جو اس پرندے کو میرے ساتھ کھائے۔ اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے انس دیکھ دروازے پر کون ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں، میں جب گیا تو علی المرتضیٰ دروازے پر موجود تھے۔ میں نے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: یہ پرندہ ان کے قریب کر دے میں نے ایسا کیا اور دونوں نے مل کر کھایا۔

اس حدیث کی جو حیثیت ہے وہ پہلے واضح ہو چکی۔

شیعوں کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر یہی حدیث ہے۔ لیکن اہل سنت و جماعت کے نزدیک وہ صحیح حدیث ہے جو علامہ شعرانی نے بیان کی جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

بخاری شریف میں باب فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ یہ حدیث ہے جو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے۔

قال کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول اللہ ﷺ فنخیر ابابکر ثم عمر ثم عثمان بن عفان۔ بخاری شریف جلد ا صفحہ ۵۱۶ مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔

کہ ہم لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہلے نمبر پر پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مختار سمجھتے تھے۔

بین السطور میں ہے۔ وزاد الطبرانی فیسمع النبی ﷺ ولا یکرہ

محدث طبرانی نے مزید یہ فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سنتے اور ناپسند نہ کرتے۔

قسطلانی میں اسی حدیث کے ماتحت ہے۔

المراد بالبعدیۃ ھھنا بعدیۃ الزمانیۃ واما البعدیۃ فی الرتبۃ فیقال فیھا افضل الامۃ بعد الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام ابوبکر وقد

Islam The World Religion

اطبقوا علی انه افضل الامة حکی الشافعی وغیرہ اجماع الصحابة والتابعین علی ذالك۔

بعدیت سے مراد یہاں بعدیت زمانی ہے۔اور بعدیت رتبی میں سب کا اجماع ہے کہ بعد از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ابوبکر افضل الامۃ ہیں۔اس میں امام شافعی وغیرہ نے حکایت کیا کہ اجماعِ صحابہ اور تابعین اسی پر ہے۔

اور بخاری شریف جلد ا صفحہ ۵۱۸ پر ہے:عن محمد بن الحنفیة قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبیﷺ قال ابوبکر قلت ثم من؟ قال عمر وخشیت ان یقول ثم عثمان قلت ثم انت؟ قال ما انا الا رجل من المسلمین۔

حضرت علی المرتضیٰ کے فرزند ارجمند محمد بن حنفیہ سے روایت کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا لوگوں میں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کون افضل ہے؟ فرمایا ابوبکر صدیق۔ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا عمر فاروق۔ مجھے خطرہ ہوا کہ اگر میں ثم من کہوں تو حضرت عثمان کا نام نہ لے لیں۔ میں نے کہا پھر آپ؟ آپ نے فرمایا میں تو مسلمانوں کا ایک فرد ہوں۔

قسطلانی کے حوالے سے بین السطور میں ہے۔وقد وقع الاجماع بین اھل السنة علی ان ترتیبھم فی الفضل کترتیبھم فی الخلافة۔

یعنی اہل سنت و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ فضیلت کی ترتیب وہی ہے جو خلافت کی ہے۔یعنی ترتیب افضلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی خلافت کی ترتیب ہوئی۔

نیز افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علی الاطلاق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان سے جس کو امام مسلم نے یوں تحریر فرمایا:عن عائشة رضی الله عنها قالت قال لی رسول اللهﷺ فی مرضه ادعی لی ابابکر اباك واخاك حتی اکتب کتابا وانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولی ویابی الله والمومنون الا ابابکر (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ مطبوعہ اصح المطابع)۔

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ

Islam The World Religion

الصلوٰۃ والسلام نے مرض الوفات میں مجھے فرمایا: جا اپنے باپ ابوبکر صدیق اور اپنے بھائی کو بلا لاؤ تا کہ میں کچھ لکھ دوں مجھے خطرہ ہے کہ تمنا کرنے والا تمنا نہ کر بیٹھے۔ اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں بہتر ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور تمام مومنین اس چیز کا انکار کریں گے سوائے ابوبکر صدیق کے۔ لیکن آپ کے مرض کی کمزوری کی وجہ سے میں نے نہ بلایا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر صدیق کو اپنے مصلے پر نماز کے لیے مقرر فرمایا اور حکم دیا۔ مروا ابابکر یصلی بالناس۔

اہل سنت کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری زندگی میں صدیق اکبر نے سترہ نمازیں پڑھائیں۔ روافض کے نزدیک بھی شرح نہج البلاغہ الدرۃ النجفیۃ میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری زندگی میں دو دن نمازیں پڑھائیں۔ صلی ابوبکر یومین۔

نیز اسی نماز پڑھانے کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خلافت ظاہری کے لیے دلیل بنایا۔ اب جو تقسیم ظاہری و باطنی کی کرتا ہے اور ظاہری خلافت دنیاوی صدیق اکبر کے لیے مانے اور ولایت باطنی کے لحاظ سے خلافت بلافصل مولا علی کے لیے سمجھے وہ اجماعِ امت اور حدیث پاک اور مولا علی کی مخالفت کرے گا۔ اس کو متنبہ کیا جائے اگر قیاسی غلطی ہے تو توبہ کرے۔

اس مسئلے کو جس طرح شیخ الحدیث والتفسیر علامہ غلام رسول قاسمی صاحب مدظلہ العالی نے مبرھن دلائل قویہ واضحہ باہرہ سے بیان فرمایا ہے، اہل سنت و جماعت پر بہت بڑا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید ان کو دین متین کی خدمت کے لیے اسی جذبہ کے ساتھ قائم ودائم رکھے۔

آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم الامین الرؤف الرحیم ﷺ

اللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

فقط: محمد عبدالرشید رضوی — المرقوم: مہتمم جامعہ قطبیہ رضویہ

۱۹ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ — قطب آباد شریف

بروز جمعۃ المبارک ۲۸ مارچ ۲۰۰۸ء — چک نمبر ۲۳۳ تحصیل وضلع جھنگ

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

حضرت علامہ شیخ الحدیث ابوالحسنات محمد اشرف صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

الحمد لمن هو اول قديم بلا ابتداء وآخر كريم بلا انتهاء والصلوٰة والسلام على من كان نبيا وآدم بين الطين والماء وعلى آله واصحابه الكرماء والشرفاء والتابعين لهم بالاحسان الى يوم الجزاء اما بعد۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ جو صدیوں سے درسی کتب میں پڑھا پڑھایا جا رہا ہے اور کتاب وسنت کے دلائل حقہ اور اجماعِ امت کے ساتھ مبرہن انداز میں بیان کیا جاتا ہے وہ یہی ہے افضل البشر بعد الانبياء ابوبكر الصديق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذو النورين ثم علی المرتضیٰ یعنی انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام امتوں سے یہ حضرات افضل ہیں۔ اور ان میں باہمی تفاضل کی صورت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اول درجے میں ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دوسرے درجے میں ہیں اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ تیسرے درجے میں ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چوتھے درجے میں ہیں۔

اس عقیدے کو اپنانے والے حضرات صدیقین بھی ہیں اور شہداء وصالحین بھی جو کہ اس عقیدے پر قائم رہے اور اس کا پرچار بھی کرتے رہے۔ اور ہم نمازوں میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے انعام یافتہ سعادت مند حضرات کی راہ پر چلا۔ اور ان سعادت مندوں میں یہ تینوں جماعتیں بھی شامل ہیں۔ تو پھر ہمیں ان کی راہِ ہدایت پر گامزن ہونے اور ثابت قدم رہنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہونا چاہیے۔ اور یہ تسلیم کرنا لازمی اور ضروری ہے کہ فلاح ونجات کا راستہ وہی ہے اور برحق مذہب ومسلک وہی ہے جو ان حضرات نے اپنایا کیونکہ ایسی مقدس ہستیاں ارشاداتِ خداوندی اور فرموداتِ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے قطعاً گریز وفرار اور احتراز وانحراف نہیں کرسکتیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حقيقة الفضيلة ما هو عند الله وذلك

Islam The World Religion

مما لا يطع عليه الا رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد ورد فى الثناء عليهم اخبار كثير ولا يدرك دقائق الفضل والترتيب فيه الا المشاهدون للوحى والتنزيل بقرائن الا حوال فلولا فهم ذلك لما رتبوا الامر كذلك اذا كان لاتاخذهم فى الله لومة لائم ولا يصرفهم عن الحق صارف (شرح مقاصد جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)۔

زیر بحث افضلیت سے مراد ان حضرات کا عند اللہ مرتبہ ومقام اور قربت و مکانت ہے۔ اور اس پر صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مطلع ہو سکتے ہیں۔ اور ان کی مدح ثناء اور تعریف وتوصیف میں بہت سی احادیث اور روایات وارد ہیں اور فضل وشرف کے دقائق اور اس میں ترتیب کا ادراک اور قطعی علم قرائن احوال کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف انہیں حضرات کو ہوسکتا تھا۔ جو وحی اور تنزیل کا مشاہدہ کرنے والے تھے۔ اگر ان حضرات کو قرائن احوال اور شواہدِ حقیقت سے اس شرف اور فضل کا علم وادراک اور فہم نہ ہوتا تو وہ اس ترتیب سے یہ شرف اور فضل قطعاً بیان نہ کرتے کیونکہ ان حضرات کو اللہ کی رضا وخوشنودی والے امور سے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اپنی گرفت میں نہیں لے سکتی اور حق وصواب اور صدق وراستی والی راہ سے دنیا کی کوئی طاقت انہیں برگشتہ نہیں کر سکتی تھی (بحوالہ شرح مقاصد جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)۔

لہٰذا ان مقدس ہستیوں میں شرف وفضل باہمی کی یہ ترتیب قرآن مجید اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مغز اور خلاصہ ہے اور اس کو اختیار کرنے میں ہماری فلاح اور کامیابی اور اخروی نجات کا سامان ہے۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ترتیب اور افضلیت میں تو بعض حضرات کا مؤقف یا اختلاف منقول ہے لیکن شیخین کی افضلیت میں کسی کا اختلاف منقول نہیں۔ سوائے شیعہ اور معتزلہ کے۔ تو کیا کوئی سنی کہلانے والا شخص یہ باور کر سکتا ہے کہ عند اللہ ان حضرات کے شرف وفضل کا علم وعرفان شیعہ اور معتزلہ کو تو ہو گیا مگر ہمارے اسلاف اور اکابرین اس علم وعرفان سے عاری اور خالی تھے العیاذ باللہ اور بلا دلیل اور بغیر حجت و برہان کے اس ترتیب پر مجتمع اور متفق ہو گئے۔ حاشا للہ

مولائے مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اپنے لختِ جگر حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے

Islam The World Religion

استفسار کا جواب بخاری شریف میں مروی ہے۔ وہ پوچھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل شخص کون ہے؟ تو آپ فرماتے ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ وہ پوچھتے ہیں ان کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ تو آپ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ جب انہیں یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ اب اگر میں سوال کروں کہ ''ان کے بعد افضل کون ہے؟'' تو آپ یہ نہ کہہ دیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ تو آپ نے سوال کا انداز بدل کر عرض کیا ثم انت پھر آپ ان کے بعد سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے افضل ہیں تو آپ نے فرمایا "ما انا الا رجل من المسلمین" میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام سا مرد ہوں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خط کا جواب دیتے ہوئے مولائے مرتضیٰ نے فرمایا "ان افضلهم فی الاسلام کما زعمت وانصحهم لله ولرسوله الخليفة الصديق ثم خليفة الخليفة الفاروق ولعمری ان مکانهما فی الاسلام لعظيم وان المصاب بهما لجرح فی الاسلام شديد (نہج البلاغہ)۔ یعنی تمام اہلِ اسلام سے بالعموم اور صحابہ وغیرہم سے بالخصوص افضل ترین جیسے کہ تم نے کہا اور سب سے بڑے مخلص اللہ تعالیٰ کے (دین کے) اور رسولِ خدا ﷺ کے خلیفہ صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ان کے بعد ان کے خلیفہ حضرت عمر فاروق سب سے افضل اور بڑے مخلص ہیں۔ مجھے میری زندگی کے خالق کی قسم ان دونوں کا مرتبہ و مقام اسلام میں بہت بڑا ہے اور انکا وصال اسلام کیلئے ایسا کاری زخم ہے جو مندمل ہونے والا نہیں ہے۔ وغیر ذلک۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ ان پر اپنے فضیلت دینے والے کو مفتری اور بہتان تراش سمجھتے تھے اور اس پر حدِ افترٰی لگانے کا اعلان فرماتے تھے۔ تو کیا مولائے مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت اس امر کی متقاضی نہیں ہے کہ ان کے نظریہ کو بھی اپنایا جائے اور ان کی اقتداء اور اتباع بھی کی جائے اور جس نظریہ اور عقیدہ کو بھی وہ غلط اور بے بنیاد سمجھیں اور لائقِ حد و تعزیر سمجھیں اس سے کوسوں دور بھاگا جائے بلکہ خود نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہی تعلیم دی اور ان کے خداداد مرتبہ و مقام سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا: یا علی ان ابابکر وعمر خير الاولين والآخرين واهل السموت والارضين الا النبيين

Islam The World Religion

والمرسلین۔ اے علی بے شک ابوبکر اور عمر تمام اولین و آخرین سے افضل ہیں۔ اور تمام آسمانوں اور زمین والوں سے افضل ہیں۔ ماسوائے انبیاء اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے، تو مولا مرتضیٰ رضی اللہ عنہ خود یہ عقیدہ کیوں نہ اپناتے اور اپنی اولادِ امجاد کو اس پر کاربند کیوں نہ فرماتے اور ہم پر یہ عقیدہ اور نظریہ اپنانا کیونکر ضروری اور لازم نہ ہوگا؟۔

تنبیہ: اس افضلیت والے ارشادات میں یہ پہلو متعین نہیں کیا گیا کہ وہ خلافت کے لحاظ سے ہے اور روحانی مراتب و درجات کی رو سے نہیں۔ لہٰذا ایسی تاویل وتوجیہ کی یہاں کوئی گنجائش نہیں۔ جن حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے انکا انتخاب کیا اور ان کی بیعت کی انہیں پہلے سے کیسے یقین ہو گیا تھا اور یہ علمِ غیب کیسے حاصل ہو گیا تھا کہ وہ خلافت وحکومت اور سلطنت وامارت میں منفرد اور ممتاز مقام کے مالک ثابت ہوں گے۔ لہٰذا یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح اور عیان ہے کہ انہوں نے صرف اور صرف ارشاداتِ مصطفویہ کے تحت اور ان کی قربانیوں اور خدماتِ اسلام کی وجہ سے ہی اور محبوبِ خدا کی ان پر رحمت وشفقت اور خصوصی نظرِ عنایت اور نگاہِ التفات کے تحت ہی یہ عقیدہ اپنایا ہوا تھا کہ یہ حضرات سب سے افضل ہیں۔ اور اسی عقیدے کے تحت ان کا نیابتِ مصطفویہ اور خلافت کے لیے انتخاب اسی ترتیب کے مطابق وقوع پذیر ہوا۔ اور یہ حقیقت تو خلافت کا بارِ گراں سنبھالنے کے بعد کھل کر سامنے آئی کہ یہ حضرات اس منصب کے لحاظ سے بھی امتیازی اور انفرادی مقام کے مالک ہیں۔ لہٰذا اسکو وجہِ انتخاب قرار دینا کیونکر جائز ہوسکتا ہے۔

حضرت رہبرِ شریعت، شیخ طریقت علامہ پیر غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی و دامت برکاتہم العالیہ نے بڑے مدلل اور مبرہن انداز سے اس نظریہ اور عقیدہ کو بیان فرمایا ہے اور منکرین ومخالفین کے تمام شکوک وشبہات کو ھباءً منثوراً فرما دیا ہے۔ اور اہل سنت کے مذہب و مسلک کو مہرِ نیمروز کی طرح روشن اور واضح فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیں ان کے فیوض و برکات اور علمی جواہر پاروں سے بیش از بیش استفادہ کی توفیق اور سعادت بخشے۔ آمین ثم آمین۔

اور تمام اہل السنۃ کو اس برحق عقیدہ ونظریہ اور سراسر راستی وصداقت پر مبنی مذہب و مسلک کو اپنانے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

Islam The World Religion

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

احقر الانام ابوالحسنات محمد اشرف السیالوی کان اللہ لہ

جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام کالج روڈ سرگودھا

☆.....☆.....☆

تقریظ

مناظر اسلام حضرت علامہ پیر سید محمد عرفان شاہ صاحب مشہدی مدظلہ العالی

اپنے عقائد وافکار اور نظریات کی دعوت وتبلیغ آزادد ینا ہر انسان کا بنیادی حق ہے مگر انسانی معاشرہ کا یہ بھی مسلمہ قاعدہ ہے کہ مبلغ اور داعی کو سچ اور اخلاص کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہیے۔ دورِ حاضر کی زوال پذیر اقدار میں یہ قدر بھی نہایت شرمناک ہے کہ دین و مذہب جو جھوٹ اور نفاق کی ملاوٹ کا کسی طرح بھی متحمل نہیں ہوسکتا اسکی دعوت وتبلیغ میں بھی جھوٹ اور بد یانتی کا سہارا لیا جاتا ہے، دیانت اور سچائی کا خون سر عام کیا جارہا ہے اور بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کذب اور دجل کے متعفن کچرے پر کھڑا ہوا شخص بھی الوالعزم مجاہدین جیسے اعزازات اپنے ہی ہاتھوں اپنے کندھوں پر سجائے نفس پرازہوس کو تھپکی دے رہا ہے۔ جاہ اور تعمیر ذات کے مرضِ استسقاء نے بہت سوں کو زندہ درگور کیا اور کتنوں کو تباہ وبرباد کیا۔ حرص وہوس خود پسندی، خودغرضی کی بیماری ایک بندے کو کہیں کا نہیں رہنے دیتی۔ یہ مرض اپنے بیمار میں بے یقینی اور بداعتمادی کی کیفیات پیدا کرتا ہے۔ ایسا مریض اگر کسی ہنر اور فن میں دستگاہ رکھتا ہو تو اپنے فن کو تعمیر ذات اور پرورش نفس کے لیے بروئے کار لاتا ہے۔ ایمان، عقیدہ، نظریہ، وفا، حمیت، غیرت جیسے الفاظ ایسے مریضوں کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتے۔ ادبِ عربی میں مقاماتِ حریری سے ہر طالب علم واقف ہے۔ اس کے کردار ابوزید سروجی کی ادبیت، دانش فصاحت و بلاغت جس کام آتی ہے ایسے کرداروں کے بھی ایسے ہی مقاصد ہوتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''ضربِ حیدری'' میں ایسے ہی عیار اور سیاہ دل لوگوں کے بے سروپا نظریات کا رد وابطال کیا گیا ہے جو اپنا ایمان اور نظریہ بھی اپنے دنیوی مفاد کے لیے فروخت کر

Islam The World Religion

دیتے ہیں۔

ذرا بھی نرخ ہو بالا تو تاجران ِحرم
یہ لوگ کیا ہیں کہ دو چار خواہشوں کے لیے
گلیم و جبہ و دستار بیچ دیتے ہیں
تمام عمر کا پندار بیچ دیتے ہیں

ضربِ حیدری کے مخاطبین میں ایک بھولا طبقہ ایسا بھی ہے جو اپنی روحانی تکمیل کا ذریعہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے نظریہ کو سمجھتے ہیں ان کی راہنمائی کے لیے ضربِ حیدری میں بہت کچھ ہے۔

تفضیلیوں کا ایک گروہ جو نسبی تفاخر کے عفریت کے چنگل میں بری طرح جکڑا ہوا ہے اور اپنے مذموم مقاصد کے لیے مسلم سماج کی رگوں سے لہو نچوڑنے کے لیے اہلِ اسلام میں ''برہمن'' کا روپ دھارے ہوئے ہے ان پر بھی یہ کتاب حجت ہے۔

تفضیلیہ میں ایک بد بخت ایسا بھی ہے جو ایک ہی وقت میں ولایتِ علی کی سبائی تعریفات وتوضیحات اور خلافت کی سیاسی اور روحانی تقسیم کا پرچم اٹھائے ہوئے ہے اور دوسری طرف وہابیہ خوارج کی نہ صرف اقتداء کے جواز کا قائل اور اس پر مصر ہے بلکہ عملاً اسکے اظہار پر بھی شرم محسوس نہیں کرتا اور تیسری طرف اہل سنت کی وہ تمام رسوم جنہیں وہابیہ خوارج شرک وکفر کہتے نہیں تھکتے ،ان کی بھی بڑے چاؤ کے ساتھ انجام دہی سے نہیں چوکتا۔ایسے متضاد افکار ونظریات و اعمال کو ایک شخص جب اعلانیہ تحریر وتقریر میں پیش کر رہا ہے تو احقر کو یہ لکھنے میں کوئی مشکل نہیں کہ عصر حاضر میں یہی شخص ابن اُبی ایوارڈ کا اولین مستحق ہے۔اس پرفتن دور میں جو بصارت ہی نہیں بلکہ بصیرت کے لیے بھی آشوب کا دور ہے ایسی پر نفاق روش کو محسوس کرنا اور اس پر مستزاد ردو ابطال کے لیے کمر بستہ ہونا اور احقاقِ حق کے لیے اپنی علمی استعداد اور قدرت کی طرف سے بخشی ہوئی بصیرت کو بروئے کار لاتے ہوئے قلم کو حرکت دینا اتنا مبارک ومسعود عمل ہے کہ حضرت مولانا غلام رسول قاسمی مدظلہ تو مخلص عالم، شیخ طریقت اور شیخ الحدیث ہیں، راقم الحروف تو سچے اور کھرے ''رند'' کو بھی دو غلے اور کھوٹے عالموں اور زاہدوں پر ترجیح دیتا ہے۔

Islam The World Religion

معزز قارئین دلائل کے گلہائے رنگا رنگ باغِ قاسمی سے خود چن لیں اور ان کی بھینی بھینی خوشبو سے مشامِ ایمان و جان کو معطر کریں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کتاب کو نفعِ تام اور قبولِ عام عطا فرمائے۔ آمین

الراجی الی رحمت ربہ المنان

محمد عرفان غفرلہ الرحمن

من احفاد موسیٰ بن جعفر

☆.....☆.....☆

تقریظ

حضرت علامہ ابوالفضل عبدالرحیم صاحب سکندری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ۔ اما بعد:

فقیر نے حضرت مولانا پیر غلام رسول قاسمی صاحب دامت برکاتہ کی تصنیف ضربِ حیدری کا از اول تا آخر مطالعہ کیا، جس کو بلا مبالغہ، افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے موضوع پر، منفرد پایا۔ از سلف تا خلف اکابرین اہلِ سنت و جماعت کی مولانا صاحب نے حقیقت پسندی سے خوب سے خوب تر ترجمانی فرمائی ہے۔ راقم الحروف ایک حوالہ پر اکتفا کرتے ہوئے ''ضربِ حیدری'' کی مکمل تائید کرتا ہے۔ علامہ فہامہ، قطب کامل، عارفِ واصل، حضرت مجدد منور امام ربانی، احمد سرہندی قدس سرہ مکتوبات شریف میں تحریر فرماتے ہیں: افضلیت ایشان بترتیب خلافت است، افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است۔ چنانچہ نقل کردہ اند آنرا اکابر ائمہ کہ یکے از ایشان امام شافعی است۔ شیخ ابوالحسن اشعری کہ رئیس اہلِ سنت است، فرماید کہ افضلیت شیخین بر باقی امت قطعی ست، انکار نکند افضلیت شیخین را، بر باقی مگر جاہل یا متعصب، حضرت امیر کرم اللہ تعالیٰ

Islam The World Religion

وجهه میفرماید که کسے که مرا برابی بکر و عمر فضل بدهد، مفتری است۔ او را تازیانه زنمر۔ چنانکه مفتری را زنند (مکتوبات شریف حصہ ہفتم دفتر دوم صفحہ ۴۸)۔

تمام صحابہ کرام و تابعین و اکابرین اہل سنت کا یہی عقید ہے۔ اس کے برخلاف جو بھی نیا عقیدہ نکالے گا وہ ضلالت و گمراہی ہے۔

اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه۔

العبد الراجی عفو ربہ القویم شاہ پور چاکر (سندھ)

فقیر عبدالرحیم سکندری ۱۸ جمادی الاول ۱۴۲۹ھ، ۲۴ مئی ۲۰۰۸ء

☆.....☆.....☆

تقریظ

مناظر اسلام حضرت علامہ محمد سعید احمد اسعد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد

الحمد للہ نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

فقیر نے حضرت قبلہ مفتی غلام رسول قاسمی صاحب کی کتاب مستطاب ضربِ حیدری کا مطالعہ کیا اور اس کو دلائل و براہین سے مرصع پایا اور اپنے موضوع پر لاجواب پایا حضرت قبلہ علامہ غلام رسول قاسمی صاحب نے پوری امت کی طرف سے حق ادا کر دیا ہے۔ اس کتاب کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی نے جو کچھ تحریر فرمایا بندہ اس سے مکمل اتفاق رکھتا ہے۔ اللہ کریم مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

محمد سعید احمد اسعد غفرلہ الاحد

مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد طیب ارشد صاحب مدظلہ العالی

مدرس مدرسہ اسلامیہ تھون سرائے عالمگیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی شرح صدورنا للاسلام بنور الایمان ونور قلوبنا بالعلم والعرفان وجعلنا من امۃ حبیبہ سید الانس والجان ھو ربنا یختار عبداً لاحقاق الحق و امحاق البطلان عند ظھور الفتن والطغیان والصلوٰۃ والسلام علی من نزل علیہ الکتاب فیہ لکل شیء التبیان ھو سیدنا خلق اللہ نورہ من نورہ قبل الاشیاء وکان نبیا وآدم بین الطین والماء اخبر بلسانہ ناطقا بما الیہ یوحی ان افضل الناس ابوبکر بعد الانبیاء فحقق ھذا الفضل فی الضرب الحیدری باعتصام الاصول العاصمی الشیخ غلام رسول القاسمی عند شغب التفضیلیۃ والجھال السنیۃ علی المنابر فی المساجد المنیفۃ والمحافل المذھبیۃ فجزاہ اللہ تعالیٰ عنی وعن سائر اھل السنۃ والجماعیۃ وابقیٰ فیضان تصانیفہ الی یوم القیامۃ۔ اما بعد۔

علم، اعمال دعاء، عبادات حسن اخلاق صحتِ اطوار تصنیف، تالیف وعظ، تبلیغ صورتِ درویشاں، سلوک راہِ نیکاں جیسی صفات کے حامل لوگ اس پر آشوب دور میں ہر شہر، ہر قریہ حتیٰ کہ سرِ راہ بھی بکثرت مل جاتے ہیں لیکن ان میں سے ما سوائے معدودے (من یشاء اللہ) اخلاص سے معریٰ نام آوری، ریاء سے محلیٰ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ حقیقت سے دور ہوتے ہوئے بھی نام آوری، نفس پرستی جیسے مقاصد پا لیتے ہیں۔ عزت، برتری کے خواہاں، مال، زر کے جویاں یہ لوگ اسلام کے نام اور اسلاف سے نسبت کے حوالہ سے مذہبی راہنما بھی کہلاتے ہیں جبکہ دراصل یہ لوگ ننگِ اسلاف ہوتے ہیں۔ عوام میں مقبولیت، شہرت اور حصولِ زر کی طمع، لالچ کیلیے مذہبی مجالس، محافل میں فنِ موسیقی کے اتار چڑھاؤ اور خوش آواز، شیریں لہجہ کیساتھ

Islam The World Religion

عامۃ المسلمین کے ضعفِ اعتقاد کی نازک تاروں کو چھیڑتے ہوئے اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلمہ عقائد، شرعی معمولات اور ضروریاتِ دین کے برعکس وہ جو چاہیں بیان کر دیتے ہیں۔ بعض تو وہ ہیں جو آیاتِ کریمہ کو بھی موسیقی کی سروں میں پڑھتے ہیں۔ انہیں نہ خوفِ خدا، نہ شرمِ مصطفی اور نہ احساسِ زیاں ہوتا ہے۔ وہ اپنی فاسد مخترعات، خود ساختہ تاویلات، موضوع روایات بیان کر کے جہالت، گمراہی کا خود تو نمونہ ہوتے ہی ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی گمراہی کی تاریک وادیوں کے کنارے پہنچا دیتے ہیں۔ کم علم، جاہل، پیشہ ور مقررین اور نعت خوانوں کا یہ طبقہ واقعاتِ کربلا، شانِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں اپنی من گھڑت روایات اور فاسق، فاجر رافضی ذاکروں کے قصائد، دوہڑے عوام اہلِ سنت کو سنا کر تفضیلیت، رافضیت کو فروغ دے رہے ہیں۔ اس طبقہ میں پڑھے لکھے بھی ہیں اور کم علم، ان پڑھ بھی ہیں لیکن اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائدِ حقہ سے صرفِ نظر کر کے عوام کی توجہ کے ہی طالب رہتے ہیں۔ قوم نے بھی جب وعظ، نعت سننے کا معیار علم کی بجائے خوش الحانی کو ٹھہرایا تو خوش الحان کم علم ہو یا جاہل و فاسق ہو، مذہبی اسٹیج پر اسے ہی پسند کیا جانے لگا ہے۔ مقامِ فکر ہے کہ علماءِ ربانیین مدارس، حجروں میں بیٹھ گئے، مشائخ طریقت خانقاہوں اور حلقہ مریدین تک محدود ہو گئے اور مذہبی اسٹیج پر ایسے کم علم، پیشہ ور مقررین اور داڑھی کترے، داڑھی منڈے، فاسق، فاجر نعت خوان آ گئے جو نصوصِ شرعیہ سے ثابت عقائد، معمولاتِ اہلِ سنت کو تفضیلیت، رافضیت اور خارجیت کی ناپاک گرد سے آلودہ کر رہے ہیں۔ عوام، خواص کی مجالس، محافل میں صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل سنا کر باور کرایا جانے لگا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہی مقام، مرتبہ ہے، یہی تو تفضیلیت ہے جسے علماءِ اہلِ سنت نے فسق فی العقیدہ، خلافِ واقع قرار دیا ہے اس پر علماءِ حقہ کی خاموشی اور جاہل، پیشہ ور مقررین، نعت خوانوں کی جسارت کا نتیجہ یہ ہے کہ عوامِ اہلِ سنت سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل اور بعد الانبیاء (علیہم السلام) آپکی افضلیت سے بے خبر ہوتے جا رہے ہیں۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے عظیم متاع کے اس نقصان کا ادراک کسی کو ہوا اور کوئی اس سے بے خبر رہا لیکن اس نقصان پر خاموشی ہر طرف سے رہی۔

Islam The World Religion

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

خداوند قدوس نے اس متاعِ عظیم کے احساسِ زیاں، اسکے تدارک کے لیے ایک ایسے شخص کا انتخاب فرمایا ہے جو علمِ نافع، عمل صالح، احیاءِ سنت، اماتتِ بدعت، تحفظِ ناموسِ اصحاب، اکرام شعائرِ اسلام، درس وتدریس، وعظ وتبلیغ، زہد وتقویٰ حب خیر البریہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خیر واصلاح، اطاعتِ خدا، اطاعتِ مصطفی، ابلاغِ ہدایت، ارشادِ طریقت اور عمل بالشریعۃ جیسی صفاتِ حسنہ سے متصف ہے۔ میں اس شخص کو مجدد نہیں کہہ سکتا حتیٰ کہ اشارۃً یا کنایۃً بھی اسے مجدد کہنے کا روادار نہیں اس لیے کہ تفضیلیت، رافضیت اور خارجیت کے منڈلانے والے خطرات سے مسلکِ حق کو تحفظ دینے اور احقاقِ حق، ابطالِ باطل کے لیے اس شخص کی تالیف ضربِ حیدری عظیم کارنامہ ہے۔

اہل سنت کے مسلمہ عقائد پر آنیوالی گرد ہٹانے، عقائدِ حقہ کو روشن کرنے کیلئے ضربِ حیدری منارۂ نور ہے لیکن ہم ضربِ حیدری کو حضور علیہ السلام کی نظرِ رحمت، مؤلفِ مذکور کے مشائخِ طریقت کی توجہِ عنایت سے اہل السنۃ والجماعۃ کیلئے عطیہ خداوندی اور مؤلف کیلئے عظیم اعزاز سمجھتے ہیں اور ایسے اعزازت عطا کرنے کیلئے خداوند کریم خود کسی خوش نصیب کا انتخاب فرماتا ہے۔

یہ عظیم، خوش نصیب شخص مفسرِ قرآن، شارحِ احادیث رحمتِ عالمیاں الفہیم الذکی جامع المستند فی الفقہ الحنفی شیخ طریقت علامہ حکیم غلام رسول قاسمی مدظلہ ہیں۔ حضرت مؤلف زید مجدہٗ نے ضربِ حیدری تالیف کر کے شرعی ضرورت پوری کی ہے۔ ضربِ حیدری میں اجماعی مسئلہ افضل الناس بعد الانبیاء ابوبکر کو دانستگی یا نادانستگی میں مخفی کرنے کی کوششوں کا سدِ باب کیا گیا ہے۔ ضربِ حیدری علماء، عوامِ اہل سنت کو دعوتِ احساس زیاں دیتی ہے کہ اس زیاں کے تدارک کے لیے مسلکِ اہل سنت کی ترجمانی وتحفظ اور منبرِ وعظ کے تقدس کے لیے مشائخ وعلماء اہل سنت اپنا فریضہ ادا کریں اور عوامِ اہل سنت جاہل، پیشہ ور مقررین، نعت خوانوں کی حوصلہ شکنی کریں اور انہیں مذہبی اسٹیج کی زینت بنانے سے اجتناب کریں۔ ضربِ حیدری میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امتیازی شان اور آپ کی خلافت بلافصل اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شانِ مرتضوی

Ahlus Sunnah World Religion

احادیثِ مبارکہ سے علم الکلام، علمِ اصولِ حدیث اور علم الفقہ کے اصول وقواعد کے تحت بیان کرتے ہوئے معتبر حوالہ جات، دلنشیں انداز میں صحابہ کرام کے ان مشترکہ فضائل اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ان خصوصیات سے آگاہ کیا گیا ہے جنہیں کسی بھی وجہ یا ذاتی اغراض سے کم علم مصنفین، مقررین نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔

حضرت مؤلف مدظلہ نے ضربِ حیدری میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل بڑی عقیدت، محبت اور وہبی علمی نکات کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ضربِ حیدری اہل السنۃ والجماعۃ کے لیے حجت اور مسلکِ حق کی ترجمان ہے۔

ربِ کریم بطفیلِ حبیب رؤف رحیم ﷺ رسالہ مبارکہ ضربِ حیدری کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے مشرف اور اہل السنۃ والجماعۃ کے لیے سند وحجت بنائے اور راہِ تحقیقات سے باغی، علم وعمل سے خالی، راہِ حق سے بھٹکے ہوئے، حرص ولالچ میں الجھے ہوئے اور مذہب ومسلک کو داغدار کرنے والے مقررین، نعت خوان، نعرہ باز لوگوں کے لیے ذریعہ ہدایت فرمائے۔

محمد طیب ارشد

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

حضرت علامہ محمد عبداللطیف صاحب جلالی مدظلہ العالی
شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام على من لا نبى بعده وعلىٰ آله واصحابه البررة لا سيما على افضل البشر بعد الانبياء بالتحقيق امير المومنين و امام المشاهدين لرب العلمين سيدنا الصديق الاكبر رضى الله تعالىٰ عنه وبعد!

کتاب مستطاب ضربِ حیدری اسم بامسمیٰ، دلائل سے اس کا مزین ہونا سونے پر سہاگہ، مطاعن کے جوابات مفتری اور متعصب کے لیے نازیانہ عبرت، غیر متعصب کے لیے راہِ ہدایت۔

اللہ قدوس آپ کو جزاء خیر عطا فرمائے کہ آپ نے ان گمراہوں کو صراطِ مستقیم کی طرف راہ نمائی فرمائی، خلیفہ راشد بلافصل کے فضائل وکمالات کو واضح فرمایا۔ حق یہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ظاہراً و باطناً خلیفہ اول بلافصل ہیں۔

جو کمالات اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم کے بعد کسی کو حاصل نہیں۔ اور بار بار سرورِ دنیا و دیں حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا: مروا ابابکر فلیصل بالناس اس پر شاہد عادل۔

اللہ قدوس اہل سنت کو علماء سوء کے شر سے محفوظ فرمائے۔

احقر محمد عبداللطیف غفرلہ خادم علوم دینیہ
بدارالعلوم جامعہ نعیمیہ لاہور
(۱۴ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد فضل رسول صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ لاری اڈہ سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ واصحابہ الھادیین المھدیین و علی علماء امتہ الذین فازوا بغایتہ سعادۃ الدارین اللھم اھدنا الصراط الذین انعمت علیھم بجاہ سید المرسلین علی نبینا و علیھم الصلوۃ والسلام احسن الصلوۃ والسلام الی یوم الدین۔ آمین

وبعد۔ اخی المکرم حضرت العلام مولینا پیر غلام رسول صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ کو اللہ تعالی نے تحریری مسائل میں یدطولیٰ عطا فرمایا ہے۔ اللھم زدفزد۔ ماشاءاللہ

بیان مسائل میں بلا مبالغہ ایسا اسلوب ہے کہ جسے کہا جائے خیر الکلام ما قلّ و دلّ کی پوری تصویر ہوتی ہے۔ تو پھر بھی اس کی ستائش کا حق ادا نہیں ہوتا۔

آپ کی تازہ تصنیف ضربِ حیدری بلا مبالغہ تحقیق کا شاہکار ہے۔ اس کے بارے میں مجھے فرمایا ہے کہ اس پر کچھ لکھ کر دو۔ چونکہ ہر آدمی کو اپنے بارے میں علم ہوتا ہے کہ میں کتنے پانی میں ہوں۔ بندہ بھی اپنے تئیں یہ لیاقت نہیں دیکھتا کہ اس کتاب کے بارے میں کچھ لکھنے کی جسارت کرے لیکن یہ بھی ناقدری ہوگی کہ اپنی بساط کے مطابق کچھ عرض نہ کیا جائے۔

یہ عجالہ حضرت ابوبکر صدیق رضی رضی اللہ عنہ کی مطلقاً بعد از انبیاء افضلیت کے بیان پر مشتمل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مصنف علام نے تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ دلائل کی ترتیب اور ان کے اندازِ بیان میں بھی اپنی مثال آپ ہے۔ بندہ نے اول سے آخر تک اسے بنظر غائر دیکھا ہے اس کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس کتاب نے متقدمین علماء وصلحاء کی یاد تازہ کر دی ہے۔

دو چیزوں کی حدود کا تعین عقل سے ممکن نہیں۔ ایک ہے مذہب کہ اس کی حدود وحی کے ذریعے متعین ہوتی ہیں۔ عقلِ سلیم ان کے سمجھنے کا آلہ اور ذریعہ ہے لیکن خود عقل اس پر قادر نہیں کہ

Islam The World Religion

مذہب کی حدود کا تعین کر سکے۔

دوسرا: ان پاک ہستیوں کے مراتب کا بیان جن خوش بختوں نے اللہ تعالی جل شانہ کے محبوب کریم کی معیت وخدمت وزیارت مع الایمان کا شرف پایا ہے۔ان کے مراتب بھی عقل کے پیمانے سے وراء ہیں۔ان کے مراتب کا تعین بھی وحی الٰہی سے ہوگا اور اسی طرح سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے ہوگا اور پھر اس کی تاکید وتصدیق مجتہدین وآئمہ کے ان بیانات سے ہوگی جو ان بزرگوں نے قرآن وحدیث سے سمجھے اور امت کی راہنمائی فرمائی وہی حق ہے اب جو آدمی اسکے علاوہ ان بزرگوں کے مراتب کا تعین کرے گا تو وہ ایسا ہے جو بت خانہ کے مکینوں سے ہدایت کا طالب ہو۔

تو کیا اسے ہدایت کا راستہ مل جائے گا؟ ہرگز ایسا ممکن نہیں ہے۔ایسے ہی جو آدمی قرآن وحدیث اور آئمہ کرام کی راہنمائی کے علاوہ ان کے مراتب کا بیان کرے گا وہ گمراہ اور گمراہ گر ہوگا۔اللہ تعالی ہمیں ان لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور خلفاءِ ثلاثہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے مراتب کا تعین وحی الٰہی کی رہنمائی کے بغیر ناممکن ہے۔

اس پر بندہ صرف ایک فیصلہ کن دلیل ذکر کرنے کے بعد اپنے معروضات ختم کرتا ہے۔

حضرت عرباض ابن ساریہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث منقول ہے جسے امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت فرمایا ہے صاحبِ مشکوۃ نے اسے باب اعتصام بالکتاب والسنۃ میں نقل فرمایا ہے۔اس میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **فانه من يعش منكم بعدى فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتى و سنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها و عضوا عليها بالنواجذ** (الخ)۔بے شک تم میں سے میرے بعد جو شخص زندہ رہے گا وہ کثیر اختلاف دیکھے گا پس تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاءِ راشدین کی سنت پر عمل کرنا لازم وفرض ہے۔اس پر سختی سے عمل کرنا۔جہاں تک سرکارِ دو عالم علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت کا تعلق ہے مصنف علام نے ان کے بیان کا حق ادا کر دیا ہے۔جس سے مطلقاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت دوپہر کے سورج کی طرح چمک اٹھی ہے لیکن

بروز گر نہ بیند شپرہ چشم　　چشمہ آفتاب را چہ گناہ

Islam The World Religion

جہاں تک خلفاء راشدین کی سنت وعمل کا تعلق ہے وہ بھی تمام امت پر واضح ہے کہ خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل جان کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی جس کے بعد یہ کہنا کہ حضرت صدیق اکبر صرف امورِ مملکت اور ظاہری خلافت میں مقدم ہیں اور باطنی خلافت میں حضرت مولیٰ مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم سب سے افضل ہیں بندہ کے ناقص خیال میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو جھٹلانے کی اس سے بڑی بے شرمی اور کوئی نہیں ہوگی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مطلقاً (خواہ خلافت ظاہری ہو خواہ باطنی) افضل ہونا یہ خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کے عمل اور عقیدہ سے واضح ہے۔ اب جو نیا عقیدہ نکالے گا وہ بدعتِ ضلالت اور گمراہی کا راستہ ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان عقائد پر استقامت نصیب فرمائے جن پر نجات کا دارومدار ہے اور بدعات اور گمراہ کن عقائد سے محفوظ رکھے۔ آمین

اللھم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنك رحمة نك انت الوھاب اللھم تقبل منا بجاہ حبیبك علیه الف الف صلوۃ وسلام۔

عبدہ المذنب محمد فضل رسول سیالوی۔

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

حضرت علامہ محمد مختار احمد صاحب قاسمی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مبسملا وحامداً ومصلیا ومسلما

حضرت علامہ مولانا مفتی پیر سائیں قبلہ غلام رسول قاسمی دامت برکاتہم العالیہ کا تصنیف شدہ رسالہ ''ضربِ حیدری'' کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے اس تصنیف کو بیش بہا علمی موتیوں سے مالا مال پایا۔ میں نے اس تصنیف میں نفسِ مسئلہ کے متعلق قرآنِ کریم، احادیث مبارکہ، اجماعِ امت اور قیاس سے دلائل کا ذخیرہ موجود پایا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے عقیدہ سے انحرافی یا روگردانی اہل سنت سے خروج کو مستلزم ہے کیونکہ یہی عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین، تابعینِ عظام، ائمہ مجتہدین، جمہور علماءِ سلف و خلف ہے۔ اور ''ضربِ حیدری'' اس موضوع پر ایک مکمل کتاب ہے جو کہ محققانہ، مدللانہ عالمانہ خصوصیت کے ساتھ نہایت جامع اور آسان تصنیف ہے۔ اس کتاب میں تفضیلیوں کے تمام سوالات کے جوابات احسن طریقے سے دلائل کے ساتھ دیے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کو پڑھنے اور سمجھنے والے کو اس موضوع پر کوئی تشنگی باقی نہ رہے گی انشاء اللہ۔ تفضیلی بھی اگر تعصب کی پٹی اتار کر حق اور سچ کا متلاشی بن کر پڑھے گا تو اس کے تمام شکوک وشبہات خدشات اور توھمات ختم ہو جائیں گے۔ **بعونہ وفضلہ تعالیٰ**

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ پیر صاحب کو دونوں جہانوں میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس کتاب کو مقبول ومنظور فرما کر ذریعہ نجات وہدایت بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

کتبہ الفقیر العبد المذنب

محمد مختار احمد القاسمی — نیو چوک دادو (سندھ)

دار العلوم انوار الاسلام قاسمیہ — ۲۵ جمادی الاول ۱۴۲۹ھ

Islam The World Religion

تقریظ

حضرت علامہ حافظ خادم حسین صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ: مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا للایمان والاسلام والصلوٰۃ والسلام

علی سیدنا محمد نبیہ الذی استنقذنا بہ من عبادۃ الاصنام

وعلی آلہٖ واصحابہ النجباء البررۃ الکرام۔

افضلیتِ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر امت کا اجماع ہے جیسا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکتوبات شریف میں رقم فرمایا: کہ حضرات شیخین کی افضلیت صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے بہتر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر فرمایا ایک اور شخص۔ تو آپ کے بیٹے نے (محمد بن حنفیہ) عرض کی پھر آپ! جواباً اپنے بیٹے کو فرمایا میں ایک مسلمان ہوں (مکتوبات امام ربانی جلد دوم، سوم صفحہ ۶۴ مکتوب ۱۵)۔

جب یہ بات اجماع سے ثابت ہو چکی کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے افضل ہیں تو اس اجماع پر خاموش ہو جانا چاہیے تھا، لیکن ابن الوقتوں کے ایک ٹولہ نے سستی شہرت کمانے اور غیروں کی ہمدردیاں حاصل کرنے اور ہر دلعزیز بننے کے لیے اجماع کی اس پختہ دیوار میں شگاف ڈالنے کی مذموم کوشش اور سعی نامشکور اور تجارۃ لن تبور کی اور افضلیت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا پرچار کرنے لگے اور لوگوں کو مطمئن کرنے اور سیلاب مخالفت کا منہ موڑنے کے لیے خلافت کی دو قسمیں کر دیں۔ سیاسی، روحانی۔

یعنی روحانی خلیفہ بلافصل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جبکہ سیاسی خلیفہ بلافصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس تلبیس ابلیس سے وہ سادہ لوح عوام کو اپنے دام تزویر میں لا کر شکوک وشبہات کے

Islam The World Religion

دلدل میں رکھنا چاہتے ہیں۔ ہر دور میں ایسے ابوالفضل اور فیضی پیدا ہوتے رہے لیکن علمائے حق نے ایسے افراد کے دجل وفریب کو ختم کر کے دفاعِ اسلام کا حق ادا کیا۔ جزاھم اللہ تعالیٰ خیراً آمین۔

حضرت قبلہ علامہ پیر غلام رسول قاسمی زید شرفہ نے سیف ذوالفقار لے کر ان کا تعاقب کر کے ان کی جسیم ولحیم تحقیق پر ضربِ حیدری لگائی اور ان کی کمر توڑ کے رکھ دی۔ شکوک وشبہات کی سیاہ رات کو دلائل وبراہین کے آفتاب سے روشن کر دیا۔ امید ہے کہ یہ کتاب تفضیلی یا جوج وماجوج کی فوج کے لیے ''سدِ سکندری'' ثابت ہوگی۔ میری دعا ہے:

یا الٰہی پیر سائیں کو بنا کلک ِ رضا
دشمن ِ دین یہ نہ سمجھیں کہ رضا جاتا رہا

حافظ خادم حسین رضوی (15-04-08)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

شہزادہِ غزالیِ دوراں شیخ الحدیث

حضرت علامہ سید ارشد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رحمۃ للعٰلمین سیدنا محمد اشرف الکائنات وعلی الہ واصحابہ ذوی الشرف والکمال الذین نصبوا انفسھم للدفاع عن بیضۃ الدین حتی رفعہ اللہ بھم منارہ اجمعین اما بعد

حضرت العلام شیخ الحدیث مولانا غلام رسول قاسمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف ''ضربِ حیدری'' جو کہ بقامت کہ وبقیمت مہ کی مصداق ہے، فقیر کے سامنے ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس میں علمی تحقیق کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت کیا گیا ہے تو اس نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ نہات ہی تجاہل کا ملانہ اور کج فہمی کا ثبوت دیا۔

ہاں حقیقت تو یہی ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرنے کا حق نہ تو آج تک ادا کیا جا سکا ہے اور نہ ہی آئندہ کبھی ادا کیا جا سکے گا۔ تاہم تصنیف و تالیف کے شاہسواروں میں فقیر کے لیے ایک نئی ابھرتی ہوئی شخصیت مصنف زید مجدہ کی ہے۔

معلوم کچھ یوں ہوتا ہے کہ انہوں نے صلاحیتِ بشریہ کو حتی المقدور بروئے کار لاتے ہوئے اور اپنے تئیں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے ہوئے شانِ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بیان کرنے میں بارگاہِ صدیقیت میں غلامی کا حق ادا کیا ہے۔

یہاں مصنف کی طرف سے وہ جملہ لکھنا پسند کروں گا کہ جب سیدی امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے شانِ صدیقیت میں کلام فرمایا اور الاتقی کے الف لام پر گفتگو فرماتے ہوئے اس تبحرِ علمی کا اظہار فرمایا جو محض اللہ تعالی نے انہیں اپنے کرم سے عطا فرمایا تھا اور پھر تحدیثِ نعمت اور بارگاہِ صدیقیت میں اظہارِ نیاز کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

فانہ نفیس فَتَحَ اللہُ بہٖ عَلَیَّ تائیداً للجنابِ الصدّیقی یقیناً یہ وہ نفیس

Islam The World Religion

کلام ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بارگاہِ صدیقیت کی تائید کے لیے منکشف فرمایا ہے۔

اہل سنت کا یہ مؤقف ہے کہ سیدنا حضرت علی حیدرِ کرار کرم اللہ وجہہ الکریم بعض ایسی خصوصیات اور فضیلتوں کے حامل ہیں جن کی بناء پر آپ دیگر صحابہ کرام میں منفرد اور یکتا ہیں اور اسی بات کو ہمارے اسلاف اس طور پر بیان کرتے چلے آئے کہ سیدنا حضرت علی حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کو بعض جزوی فضیلتیں حاصل ہیں مثلا سیدنا و مرشدنا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے عظیم اور پیاری صاحبزادی سیدۃ نساء العالمین فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا آپ کے نکاح میں آنا اور آپ کا مسلسل آغوشِ نبوت میں پرورش پانا، فاتح خیبر، لا فتی الا علی ولا سیف الا ذوالفقار جیسے عظیم القاب کا مصداق ہونا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان تمام محاسن اور خوبیوں کے باوجود اہل سنت کا یہ مؤقف کیوں ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل البشر بعد الانبیاء البتۃ ہیں یہ تصنیف پر لطیف دراصل اسی بات کی وضاحت کر رہی ہے، لیکن حصولِ برکت اور مداحینِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں اپنا نام درج کرانے کے لیے چند سطور پیش خدمت ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

کسی بھی تنظیم یا جماعت کے اولین وہ افراد جن کی خدمات اور قربانیوں کی بناء پر اس تنظیم یا جماعت کو فروغ ملا ہو اور وہ اس کے پروان چڑھنے میں عظیم الشان سبب اور وسیلہ بنے ہوں تو ان حضرات کی خدمات ناقابل فراموش ہوتی ہیں اور بعد میں آنے والا کوئی شخص ان کے احسانات کو فراموش نہیں کر سکتا اگرچہ وہ کتنا ہی خدمت گزار اور اپنی جماعت کے ساتھ وفادار کیوں نہ ہو اور نہ ہی ان پر سبقت کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ اس منصب پر فائز چند افراد ہی ہوا کرتے ہیں۔ باقی ان کے ہمنوا، ہمدرد و معاونین ہوتے ہیں۔

اس بات کو غزوہِ بدر کے پس منظر میں اس طرح سمجھنے کی کوشش کی جا سکتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوم بدر میں اس طرح دعا فرمائی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ

تُعْبَدْ« فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: حَسْبُكَ (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۵۶۴)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم بدر میں بارگاہِ ایزدی میں اس طرح عرض کیا کہ اے اللہ میں تیرا عہد اور تیرا وعدہ تیری بارگاہ میں دہراتا ہوں۔ اے اللہ اگر تو چاہے کہ تیری عبادت نہ کی جائے (تو ان بدری صحابہ کی مدد و نصرت نہ فرما) پس حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ (مبارک) سے (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو پکڑ لیا پھر عرض کیا (اللہ) آپ کو کافی ہے۔

یعنی ہمارا عبادت کرنا دراصل بدری صحابہ کرام کا مرہونِ منت ہے۔ ظاہر ہے کوئی شخص دین کا کتنا ہی خدمت گزار کیوں نہ ہو جائے ان صحابہ کرام کے مقام کو کیسے پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا تو اپنا ایمان بھی ان حضرات کے صدقے اور وسیلے سے ہے۔

عرض مدعا اتنا ہے کہ سابقین کاملین کو فراموش کرنا یا ان پر تقدم کا دعویٰ کرنا قطعاً مناسب اور درست نہیں ہوتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہ لیا جائے کہ ہم سیدنا حضرت علی حیدرِ کرار کرم اللہ وجہہ الکریم کو سابقین اولین میں شامل نہیں مانتے ہیں کیونکہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ بچوں میں پہلے ایمان لانے والے آپ ہیں۔

مزید یہ کہ حضرت ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد یا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد آپ ایمان لائے ہیں۔ علیٰ حسب الروایات المختلفۃ، بلکہ عرض یہ ہے کہ اعلانِ نبوت کے وقت سیدنا حضرت علی حیدرِ کرار کرم اللہ وجہہ الکریم کی عمر مبارک بہت چھوٹی تھی اور آپ بچے تھے۔ یعنی بچپنے کی بناء پر آپ کیلئے اس وقت اس انداز پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کرنا ممکن نہ تھا جس کا ثبوت اور اظہار سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرتِ طیبہ میں ملتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت جس والہانہ محبت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی جان مال اور اولاد سے ایسی بے مثال خدمت کی جسکی نظیر عالم اسلام میں نہیں ملتی۔ حتیٰ کہ میرے آقا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے خود بھی اس بات کو ارشاد فرمایا: ان امن الناس علی فی مالہ و صحبتہ ابو بکر۔

بے شک لوگوں میں سب سے زیادہ اپنے مال اور اپنی ہم نشینی کے ساتھ مجھ پر احسان

Islam The World Religion

کرنے والے ابوبکر ہیں۔

مزید یہ کہ! سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دیگر بے شمار فضائل ومکارم رکھنے کے ساتھ ساتھ بعض ایسی خصوصیات کے بھی حامل ہیں جن میں آپ بے مثال اور یکتا نظر آتے ہیں۔ مثلاً مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے سب سے پہلے حرم کعبہ میں لوگوں کو تبلیغ اسلام کرنا اور دورانِ ہجرت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے کندھوں پر سوار کرنا اور با حفاظت مدینہ منورہ پہنچانا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یارِ غار ہونا اور ثانی اثنین میں ثانی ہونے کے باوجود ذکر کئے جانے میں پہلے ہونا، جیسا کہ غلام اپنے آقا کے آگے بغرضِ حفاظت چلے اور خلیفۃ الرسول ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثانی ہونا، یہ اور دیگر ایسی خصوصیات ہیں جنہوں نے آپ کو دوسرے صحابہ کرام سے ممتاز کر دیا ہے۔ جیسا کہ روایت میں ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کثرتِ صوم وصلوٰۃ کی بناء پر نہیں تھی بلکہ شئٌ وقر فی قلبہ

اس شے یعنی محبت وعقیدت کی بناء پر تھی جو ان کے دل میں پائی جاتی تھی۔

اس بات سے کسی شخص کو مفر نہیں ہوسکتا کہ فضیلت دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور صحابہ کرام کا معیارِ فضیلت دلوں کا تقویٰ ہے اور اسی بات کو آیتِ کریم أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوٰى (سورۃ الحجرات: ۳)۔ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے پرکھ لیا ہے، میں بیان فرمایا ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ تقویٰ کا مقام قلب ہے اور اگر آپ چاہیں تو اسے نفس یا روح سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں (جیسا کہ امام غزالی نے اس بات کی تصریح بھی فرمائی ہے)۔

گویا یوں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے قلوب اور نفوس کو تقویٰ کے لیے پرکھ لیا ہے اور صحابہ کرام میں تقویٰ کا تفاوت ایک ایسا امر مسلّم ہے جس کا انکار ممکن نہیں، تو ظاہر ہے کہ سب سے زیادہ متقی کا قلب، تقویٰ کے لیے سب سے بہتر محل اور جگہ ہوگا اور جو سب سے زیادہ متقی یعنی اتقیٰ ہوگا یقیناً اس کی شان تمام صحابہ کرام میں امتیازی ہوگی اور اس میں ان تمام کے مقتدیٰ بننے کی صلاحیت ہوگی۔ اب آپ خود ملاحظہ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے شانِ صدیقیت میں و سیجنبھا الاتقیٰ اور عنقریب اس جہنم کی آگ سے سب سے بڑا متقی بچ جائے گا کی آیت

Islam The World Religion

کریمہ نازل فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ کو الاتقیٰ (سب سے بڑا متقی) فرما کر تمام صحابہ کرام میں امتیازی حیثیت عطاء فرمائی اور پھر اپنے نزدیک بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان آیتِ کریمہ: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگی والا (افضل) وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے (الحجرات: ۱۳)۔ میں أَكْرَمَكُمْ یعنی افضلکم اور أَتْقَاكُمْ فرما کر بیان فرمائی۔ مزے کی بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا سورۃ والیل کی آیت نمبر ۱۷ میں جانبِ مخالف کے علماء نے زیادہ تر زور اس بات پر خرچ نہیں کیا کہ اس آیتِ کریمہ کے الاتقیٰ میں حکم عمومی ہے اور اس سے فردِ واحد کی افضلیت کو بیان نہیں کیا جا رہا بلکہ انہوں نے زور اس بات پر لگایا کہ اس آیتِ کریمہ کا مصداق حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ حیدرِ کرار کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں۔

اس بارے میں از قبیل خطابیات اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے علی رضی اللہ عنہ اپنی عظمت و شان میں اس بات کے مقتضی نہیں کہ جو آیات دیگر صحابہ کرام کے حق میں نازل ہوئیں کھینچا تانی کر کے ان کا مصداق بھی میرے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو قرار دیا جائے۔

اس موضوع پر فقیر راقم الحروف نے آج سے تقریباً ڈیڑھ سال قبل چند دروس دیئے تھے جو آج بھی چار سیڈیز میں موجود ہیں اور اس میں دیگر کتابوں کے علاوہ بالخصوص سیدی امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کا رسالہ الحبل الوثیق فی نصرۃ الصدیق اور امام رازی کی تفسیر کبیر سے استعانت کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی تھی کہ الاتقیٰ سے محض حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں اور یہاں ضربِ حیدری کے ہوتے ہوئے اس کی مزید وضاحت کی ضرورت محسوس نہیں کرتا ہوں۔

الحاصل یہ کہ کسی بھی کتاب کی تقریظ لکھنے کا مقصد مسئلہ مبحوث عنہا کے بارے میں ہلکے پھلکے انداز میں اپنا مؤقف و نظریہ کو بیان کرنا اور بالخصوص کتاب مذکور کی محاسن کو ذکر کر دینا ہوتا ہے۔

اس حقر الناس نے مسئلہ مذکورہ کو انتہائی عام فہم اور مختصر انداز میں پیش کیا ہے یعنی اس میں علمی اور تحقیقی انداز کو ملحوظ نہیں رکھا۔

فقیر نے اپنی بے شمار مصروفیات اور ذمہ داریوں کے باوجود اس کتاب کا اکثر مقامات

Islam The World Religion

سے مطالعہ کیا اور ضربِ حیدری کو اسم با مسمی پایا اور یہ اپنے موضوع پر ایک مکمل تحقیق ہے چنداں کسی مزید تفصیل و وضاحت کی متقاضی نہیں اور دل کی بات زبان پر لاتے ہوئے صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ یہ کتاب اپنے موضوع میں اتنی کامل ہے کہ الفاظ کے دامن میں اس کی کما حقہ تعریف کرنے کی گنجائش نہیں پاتا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت العلام شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا ظلِ عاطفت علمی ضیاء پاشیاں فرمانے کے لیے اہل سنت پر تادیر سلامت باکرامت رکھے۔

آمین بجاہ سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وبارك وسلم

احقر الناس فقیر ارشد سعید کاظمی

خادم الحدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان پاکستان

(6 جولائی 2009ء)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

حضرت صاحبزادہ پیر سید عظمت علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت کیلیانوالہ شریف گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج ضربِ حیدری کا کچھ مقامات سے مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ بہت قوی دلائل ہیں۔ وقت کی اہم ضرورت کو پورا فرمایا۔ مفتی اہل سنت علامہ غلام رسول صاحب نے بہت محنت سے نئے فتنہ کی سرکوبی فرمائی ہے۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کا فیض عام فرمائے اور مفتی صاحب کو مزید مختلف مسائل پر اس طرح مزید تحریر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دعا گو: السید عظمت علی شاہ

دربار عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

حضرت علامہ صاحبزادہ پیر سید محمد نواز شاہ صاحب کرمانی القادری رحمۃ اللہ علیہ

زیبِ سجادہ آستانہ عالیہ پنن وال شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

فتنہ سامانیوں اور فتنہ سازیوں کے دور میں ''ضربِ حیدری'' خوشگوار ہوا کا دلنواز جھونکا ہے۔ ضربِ حیدری نہایت اعتدال سے اپنے مسلک کی حقانیت پر پرزور دلائل اور علمی نکات مدبرانہ انداز سے پیش کرنے کی لاجواب کاوش ہے۔

خداوندِ قدوس اپنے محبوب پاک نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں حضرت علامہ مولانا غلام رسول قاسمی صاحب کو اس عظیم علمی کارنامہ پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ضربِ حیدری اپنے مسلک کے تحفظ و بقا اور برادرانِ اہلِ سنت کو موجودہ روش سے باخبر رکھنے اور اپنے مسلک پر کاربند رہنے کی گرانقدر تحریر ہے۔ اللہ تعالیٰ قاسمی صاحب کی سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبولیت کا شرف عطا فرمائے اور اہلِ سنت کے لیے نافع بنائے۔ آمین۔

اس کتاب کی قدر و منزلت کا اندازہ ملک کے مایہ ناز، بلند پایہ علماءِ کرام کی تقاریظ سے کر سکتے ہیں۔ یہ حضرات اس کتاب کی افادیت و اہمیت پر حد درجہ رطب اللسان ہیں۔

درحقیقت موجودہ فضا میں ضربِ حیدری ایک اہم ضرورت تھی۔ تفضیلیت کے رد میں دلائل و براہین سے مرصع نہایت قابلِ قدر تصنیف ہے۔

فقیر جملہ برادرانِ اہلِ سنت سے نہایت اخلاص سے اس کے مطالعہ کی استدعا کرتا ہے۔ مولا تعالیٰ قاسمی صاحب کو اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آمین۔

اسلام ما اطاعتِ خلفائے راشدین دینِ ما محبتِ آلِ محمد است

والسلام دعا گو

درویش بے نوا محمد نواز شاہ کرمانی القادری

آستانہ عالیہ قادریہ پنن وال شریف

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

حضرت علامہ پیر سید شبیر احمد صاحب خوارزمی سیالوی مدظلہ العالی
خلیفہ مجاز سیال شریف، کھیوڑہ ضلع جہلم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رحمۃ للعالمین محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد! محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی لکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجداً یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا

محبت کا صحیح معیار اور علامت یہ ہوتی ہے کہ انسان جس سے محبت رکھتا ہے اس سے تعلق اور صحبت رکھنے والی ہر چیز اسے محبوب ہو جاتی ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ سے محبت رکھنے والے حضرات کو آپکی اولاد، آپ کے اصحاب، آپکے ارشادات و افعال، آپکے شہر اور آپ کے وطن عزیز کو جان و دل سے محبوب رکھنا چاہیے۔ اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی طرف منسوب ہر چیز کا احترام فرض سمجھنا چاہیے۔ اہلِ سنت کے نزدیک بالاتفاق رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کے چاروں خلفاء بالترتیب تمام امت سے افضل ہیں اور ان کے بعد عشرہ مبشرہ جن میں یہ چاروں بھی شامل ہیں، پھر اس کے بعد اہلِ بدر کو تمام صحابہ پر بزرگی و فضیلت حاصل ہے۔ جن کی تعداد تین سو تیرہ ہے، جن میں چاروں خلفاء اور عشرہ مبشرہ بھی داخل ہیں۔ اللہ رب العزت نے اہلِ بدر کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرما کر برأت کی سند لکھ دی ہے۔ پھر ان کے بعد اہلِ اُحد کو بزرگی حاصل ہے۔ پھر ان کے بعد ان حضرات کو بزرگی اور فضیلت ہے جنہوں نے ببول کے درخت کے نیچے اپنی بیش بہا اور پیاری جانیں اور عزیز مال اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی راہ میں قربان کرنے پر نہایت ہی خوشی سے بیعت کی۔ جن کی بنا پر خداوند کریم نے اپنی خوشنودی اور رضا مندی کی خبر قرآن پاک میں یوں بیان فرمائی: ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ اس سورت کے دوسرے مقام پر یوں بیان فرمایا: لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونك تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم۔ ان لوگوں کی

Islam The World Religion

تعداد تیرہ سو ہے۔جن میں خلفاءِ اربعہ اور عشرہ مبشرہ بدری اور اُحدی بھی داخل ہیں۔ پھر آپکے باقی اصحاب تمام امت سے افضل ہیں۔

فقیر کا عقیدہ ہے کہ جس طرح اہل بیت عظام کی محبت مسلمانوں کا فرضِ منصبی ہے اسی طرح تمام اصحابِ رسول ﷺ کی دوستی بھی فرضِ عین ہے۔اہل بیت کرام اور صحابہ کرام کی محبت عین رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے اور ان حضرات سے عداوت عین رسولِ پاک ﷺ سے عداوت ہے۔ایمان ونجات کے لیے دونوں کی محبت کا ہونا لازمی وضروری ہے۔جیسے نیکی و بدی، سفیدی و سیاہی کا اکٹھا ہونا ناممکن ہے۔اسی طرح ایک دل میں حبِ اہل بیت اور بغضِ صحابہ جمع نہیں ہو سکتے۔چنانچہ ارشادِ نبوی ہے:**لا یجتمع حب علی و بغض ابی بکر و عمر فی قلب مومن** یعنی حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی محبت اور شیخین جلیلین ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بغض کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہوسکتا۔

رسولِ پاک ﷺ نے اہل بیت اطہار کو امت کے لیے درجہ کشتیِ نوح کا دیا اور صحابہ کرام کو نجومِ ہدایت فرمایا۔لہٰذا نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ دریا کشتی کے بغیر عبور نہیں کیا جا سکتا۔اور کشتی کا ستاروں کی رہبری کے بغیر ساحل مراد تک پہنچنا ناممکن ہے تو لامحالہ تسلیم کرنا ہوگا کہ اہل بیت کی ارادت واحترام کی کشتی میں سوار ہونے کے بغیر اور ہدایت کے چمکتے ہوئے ستاروں (صحابہ کرام) کی رہنمائی اور ہدایت کے بغیر ہم نجات حاصل نہیں کر سکتے۔خدا کا ہزار ہا شکر ہے کہ یہ طرہِ امتیاز فقط اہلِ سنت کو حاصل ہے کہ ہم اہلِ بیت کی محبت کی کشتی میں سوار بھی ہیں اور ایمان کے دریا میں ہماری نظر نجومِ ہدایت پر بھی ہے۔

اہلِ سنت کا ہے بیڑا پار ، اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

یاد رہے کہ علماءِ حق نے ہمیشہ باطل قوتوں کے خلاف فکری وعملی جہاد کا مقدس فریضہ انجام دیا اور اللہ رب العزت نے ہمیشہ اہلِ حق کو فتح ونصرت سے سرفراز فرمایا۔بزرگانِ دین نے اپنی زندگیاں وقف کر کے زندگی کے ہر موڑ پر امتِ مسلمہ کی رہنمائی فرماتے رہے۔اور اس مقصد کے لیے انہوں نے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا۔ان کی زندگی کا مقصد فقط اللہ اور

Islam The World Religion

اسکے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا وخوشنودی کا حصول ہے۔

فقیر نے علالتِ طبع کے باوجود پیر سائیں حضرت علامہ غلام رسول قاسمی دامت برکاتہم عالیہ کی کتاب ''ضربِ حیدری'' کا مطالعہ اول سے آخر تک کیا۔ پیر سائیں کی یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت ہی عمدہ کتاب ہے۔ رافضی اور تفضیلی لوگ بغض وعناد سے بالاتر ہوکر اور تعصب کی عینک اتار کر اس کو پڑھیں تو یقینی طور پر ایمان کی نعمت سے مزین اور نجاتِ اُخروی سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پیر سائیں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی اس دینی کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

چہ خوش کردی دلِ غمگین مارا
جزاک اللہ فی الدارین خیرا

خادم الشریعۃ المحمدیۃ والطریقۃ السیالویہ
فقیر ابوالحسن السید شبیر احمد الخوارزمی السیالوی
خطیبِ اہل سنت کھیوڑہ ضلع جہلم

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد ایوب ہزاروی صاحب مدظلہ العالی

حامداً و مصلیاً۔

اصحابِ رسول ﷺ میں معیار افضلیت کیا ہے۔ اسبقیت فی الاسلام، انفاق فی سبیل اللہ، جہاد فی سبیل اللہ، شجاعت، سخاوت، خدمتِ دین، محبتِ رسول، علم، صحبتِ رسول، آپ از روئے قرآن وحدیث مذکورہ اوصاف میں سے جس کو بھی افضلیت کا معیار ٹھہرائیں گے۔ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو اس وصف میں دوسروں سے فائق پائیں گے (دیکھیے تاریخ الخلفاء)۔ سیدنا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اندر ایک ایسی خوبی موجود ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سوا کسی بھی دوسرے صحابی میں موجود نہیں اور وہ خوبی ہی آپ کی افضلیت کی برہانِ قاطعہ ہے۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: آدمی کو جس مٹی سے پیدا کیا جائے وہ اسی میں دفن ہوتا ہے (تفسیر مظہری سورۃ طٰہٰ)۔ سیدنا حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ روضہِ اقدس میں حضور علیہ السلام کے ساتھ مدفون ہیں۔ معلوم ہوا ان کو اسی خمیر سے پیدا کیا گیا جس سے آپ ﷺ کی تخلیق فرمائی گئی۔ ایک ہی خمیر سے پیدا ہونا ایسی خوبی ہے جو شیخین کے سواء کو حاصل نہیں۔ یہ وحدتِ خمیر ہی ان کی افضلیت کی دلیل ہے۔

حضرت علامہ شیخ القرآن والتفسیر پیر غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی سرگودھا کی مؤلفات میں سے میں نے ''ضربِ حیدری'' کا سرسری نظر سے مطالعہ کیا۔ الحمد للہ حضرت پیر صاحب موصوف نے بغیر کسی تقیہ اور بخل کے مسلکِ حقہ اہل سنت و جماعت کہ سیدنا حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ بعد از انبیاء جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے افضل ہیں، کو بہت عمدہ طریقہ سے بیان فرمایا ہے۔ ان کی افضلیت پر قرآن وحدیث واقوالِ علماءِ امت سے مفصل کلام فرمایا ہے اور تفضیلیوں کے رکیک شبہات کے مسکت جوابات ارشاد فرمائے۔ قولِ حق یہ ہے کہ اس کتاب کے از اول تا آخر صدقِ نیت سے مطالعہ کرنے کے بعد اس موضوع پر لکھی گئی کسی دوسری کتاب کی حاجت باقی نہیں رہتی اگر کوئی تفضیلی بھی ضد کی عینک اتار کر اس کا مطالعہ کرے گا تو اس کی اصلاح

Islam The World Religion

کی بھی قوی امید ہے۔

اللہ تعالیٰ قبلہ حضرت صاحب کو اس دینی خدمت کا بہترین صلہ نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

الراقم: محمد ایوب ہزاروی خطیب و مدرس دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ

(4اپریل2009ء)

☆.....☆.....☆

تقریظ

حضرت علامہ پیر میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

آستانہ عالیہ حضرت شیر ربانی علیہ الرحمہ شرقپور شریف شیخوپورہ

کتاب ''ضربِ حیدری'' دیکھی، بعض مقامات کو ملاحظہ کیا۔ علالت کے باعث زیادہ نہ پڑھ سکا۔ تاہم میرا موقف وہی ہے جو امام ربانی حضرت مجدد الفِ ثانی سرہندی نقشبندی علیہ الرحمہ کا ہے کہ بعد از انبیاء ورسل افضل ترین ہستی و شخصیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے۔ خلفائے راشدین علی الترتیب افضل ہیں۔ مکتوباتِ امام ربانی علیہ الرحمہ کا قریب قریب یہی مفہوم ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا الموصوف غلام رسول قاسمی مدظلہ کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور قارئین کو حق پر استقامت مرحمت کرے۔ آمین ثم آمین۔

میاں جمیل احمد شرقپوری مجددی نقشبندی

آستانہ عالیہ حضرت شیر ربانی علیہ الرحمہ شرقپور شریف (شیخوپورہ) 24/04/2009

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

حضرت علامہ محمد منشاء ثابش قصوری صاحب رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مستطاب ''ضربِ حیدری'' پیش نظر ہے جسے حضرت علامہ مولانا پیر سائیں غلام رسول قاسمی دامت برکاتہم نے بڑے تحقیقی انداز میں قلمبند فرمایا ہے۔ یہ کتاب افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل وشمائل اور محامد ومحابین پر مشتمل ہے جسکی ذاتِ اقدس کی افضلیت پر تمام صحابہ کرام معہ اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تا حیات قائم رہے۔ اسی عدیم المثال شخصیت کو اس کتاب کا موضوع بنایا گیا ہے۔ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے جو اظہر من الشمس ہے ذرا ملاحظہ فرمایئے:

صدیق عکسِ حسنِ کمال محمد است　　فاروق ظلّ جاہ و جلال محمد است

عثمان ضیائے شمع جمال محمد است　　حیدر بہار باغِ خصال محمد است

اسلام ما اطاعتِ خلفاء راشدیں　　ایمان ما محبتِ آلِ محمد است

محبِ صادق وہی ہے جو محبوب کے اشاروں پر عمل پیرا رہے، اسکے ہر حکم وارشاد پر سر تسلیم خم کرے اسکی ادا ورضا کو پیش نظر رکھے۔ جو محبوب کا نظریہ وعقیدہ ہو اسے اپنائے، اور جو دعوائے محبت کرے مگر محبوب کی پسند کو ناپسند، محبوب کے عمل سے گریز، محبوب کے فرمان کا باغی ہو اور پھر بھی محبت کا دم بھرے اسے اپنی خواہشات کا محب یا غلام کو کہا جا سکتا ہے مگر محب صادق قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ابلیس نے بھی محبِ خدا ہونے کا ایسا دعویٰ کیا کہ رب العزت کے ارشاد کو پرکاہ کی بھی حیثیت نہ دی لیکن محبت کا ایسا عملی ثبوت دیا کہ پکار اٹھا میں تیرے سوا آدم کیا کسی کو بھی سجدہ نہیں کروں گا خواہ کتنی ہی دفعہ مجھے حکم دے۔ بس میں تیرا ہوں صرف تیرا۔ مجھے کسی اور سے کوئی سروکار نہیں، اس مواحد کا جو حشر ہوا کسی سے پوشیدہ نہیں قیامت تک خدائی لعنتوں کا تمغہ سجائے محب ہونے کے راگ الاپتا رہے گا۔ بتایئے وہ محب رہا؟ نہیں نہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے راندہ درگاہِ الٰہ ہوا۔

یوں ہی محبانِ علی المرتضیٰ کی کیفیت ہے۔ وہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی

Islam The World Religion

محبت کا دم بھرتے ہیں مگر آپ کے ارشادات ومعمولات پر عمل کرنے سے بیزار ہیں۔ باب مدینۃ العلم، سیدنا صدیق اکبر، فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کی افضلیت کا برملا اعلان فرماتے ہیں کہ جو بھی کوئی شخص مجھے ان دونوں پر فضیلت دے گا وہ مفتری ہے اور اس پر میں مفتری والی شرعی حد نافذ کروں گا۔ مگر ابلیسی ذریت عملاً حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہہ رہی ہے تم لاکھ کہتے رہو جو دل میں آئے فرماتے جاؤ ہم تمہارے ارشادات تسلیم کر کے اپنی محبت کا جنازہ نہیں نکال سکتے۔ سبحان اللہ، یہ کیسے محب ہیں اور ان کی محبت کیسی ہے؟ حالانکہ محب صادق تو وہی ہوتا ہے جو محبوب کے اشارۂ ابرو پر قربان ہونے پر آمادہ نظر آئے۔ محبوب کی رضا کا ہر لحہ طالب رہے، نفس کا غلام بھی ہو اور محب ہونے کا دعویٰ بھی اگلے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

پنجابی کا ایک مشہور شعر ملاحظہ فرمائیے اور پھر اپنے ایمان کو فیصل ٹھہرائیے کیا جواب ملتا ہے۔

جویں پیارا راضی ہووے مرضی ویکھ سجن دی
جے توں مرضی اپنی لوڑیں ایہہ گل کدی نہ بن دی

نئے نئے فتنے حشرات الارض کی مانند ظہور پذیر ہو رہے ہیں، ان میں تازہ فتنہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر حضر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی آڑ میں پر پرزے نکال رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سیاسی طور پر افضل ہیں جبکہ حضرت علی المرتضیٰ روحانی سطح میں افضل تھے جبکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سیاسی وروحانی طور کی حدود قیود سے صرفِ نظر کرتے ہوئے مطلقاً اپنی ذات والا برکات سے افضل قرار دے چکے ہیں۔ اگر بالفرض سیاسی وروحانی حیثیت سے بھی دیکھا جائے تو اس سلسلہ میں بھی حضرت علی المرتضیٰ واضح فرما رہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے دین کے لیے انہیں ہمارا امام بنایا ہم اپنی دنیا کیلیے آپ کو حکمران تسلیم کرتے ہیں۔ بصورتِ دیگر اس سے یہی مستفاد ہوا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روحانیت میں انہیں ہمارا امام بنایا ہم اپنی سیاست کے لیے بھی انہیں امام ٹھہراتے ہیں۔

محبانِ صادقین کے لیے تو محبوب کی رضا پر راضی رہنا ہی معراج ایمان ہے۔ اور وہ کیسا محب ہے جو محبوب کو اپنی خواہشات نفسانیہ سے زیر کرنے کی سعیٔ ناتمام میں مبتلا ہو۔ ایسے نام نہاد محب کو سوائے ندامت وملامت اور ناکامی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

Islam The World Religion

لہٰذا اس سلسلہ میں محبانِ صادق کے لیے دین و دنیا اور آخرت میں اسی عمل میں خیر ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ملفوظات و ارشادات کے عین مطابق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو تسلیم کرتے ہوئے مولائے کائنات کی رضا اور خوشنودی کو حاصل کریں، جو دراصل اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا و خوشنودی کے مترادف ہے۔

ممالک عرب میں یہودی، ہندو، عیسائی اور دیگر غیر مسلم بڑا زہریلا پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ جملہ انبیاء و رسل علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام محض سیاسی لیڈر تھے۔ ممکن ہے انہی کے تتبع میں صدیق اکبر اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو سیاسی و روحانی سطح پر تقسیم کر کے کل کلاں یہ کہنا بھی شروع کر دیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایک سیاسی رہنما تھے۔

ڈریے اس وقت سے جب اللہ تعالیٰ ایسے شاتمین پر ان بطش ربك لشديد کا کوڑا برسائے گا۔ پھر توبہ کی توفیق تک نہیں ملے گی۔ لہٰذا خیر اسی میں ہے کہ جن مسائل پر طلوعِ اسلام سے لے کر آج تک امت کا اجماع ہے ان پر قیاس آرائی نہ کی جائے اور اپنی ذات کو عقل کل نہ بنایا جائے بلکہ

عقل قربان کن بہ پیش مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

یومنون بالغیب پر ایمان نہیں تو پھر دلائل و براہین کا مرقع ''ضربِ حیدری'' کا مطالعہ کیجیے۔ اگر قسمت نے یاوری کی تو حق واضح ہو جائے گا۔ پھر گراں قدر ارشادات کے سامنے سوائے تسلیم کے کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ راقم حضرت مصنف مدظلہ کی اس محنت شاقہ و مساعیٔ جمیلہ پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے قارئین کرام سے ملتمس ہے کہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت شیرِ خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے فرامین پر عمل کر کے محبین کی صف میں جگہ حاصل کریں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم امت کو افتراق انتشار سے بچائے آمین ثم آمین۔

فقط محمد منشا تابش قصوری — جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ — ۳۰ اپریل ۲۰۰۹ء

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت خطیبِ اسلام حضرت علامہ صاحبزادہ
پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب نقوی حافظ آبادی رحمۃ اللہ علیہ
مہتمم جامعہ حسینیہ تبلیغ الاسلام حافظ آباد ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ منڈیالہ شریف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

بندہ ناچیز نے ضربِ حیدری کے عنوانات کو دیکھ کر چند اوراق کا مطالعہ کیا۔ حضرت قاسمی صاحب مدظلہ العالی نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے پر خوب دلائل دیے ہیں۔ جزا کم اللہ فی الدارین۔

قرآن پاک کے الفاظ ہیں: وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم یعنی وعدہ دیا اللہ نے انہیں جو ایمان لائیں اور جو تم میں سے عملِ صالح کریں ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو خلافت دی۔ قرآن پاک کے الفاظ سے واضح ہو رہا ہے کہ خلافت دینے کا وعدہ اللہ کریم فرما رہا ہے۔ لہٰذا اس خلافت میں کسی قسم کے نقص کا امکان نہیں ہوسکتا کیونکہ نہ تو اللہ بھولتا ہے اور نہ اللہ کریم کو دھوکا ہوسکتا ہے اور نہ ہی کوئی طاقت کی وجہ سے اس سے من مانی کروا سکتا ہے۔ لہٰذا خلفاءِ رسول ﷺ کی ترتیب میں شک کرنا یا اعتراض کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ معترض یا تو اللہ کریم کو کمزور مانے گا یا پھر وہ یہ عقیدہ رکھے گا کہ معاذ اللہ، اللہ بھول گیا یا دھوکا ہو گیا معاذ اللہ۔ تو یہ عقیدہ کفریہ ہے لہٰذا ہر صاحبِ ایمان خلفاءِ رسول ﷺ کی ترتیب پر ہی ایمان رکھے گا۔ اور فرمانِ رسول ﷺ سے بھی اسی ترتیب کی تصدیق ہوتی ہے۔

وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال لی رسول اللہ ﷺ فی مرضہ ادعی لی ابابکر اباك واخاك حتی اکتب کتاباً فانی اخاف ان یتمنی متمن و یقول قائل انا اولیٰ ویابی اللہ والمومنون الا ابابکر یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے مرض میں فرمایا (کہ اے عائشہ) اپنے باپ

Islam The World Religion

ابوبکر اور بھائی کو بلاؤ تا کہ میں تحریر لکھ دوں۔ مجھے ڈر ہے کہ کوئی چاہنے والا چاہے گا اور کہنے والا کہے گا کہ میں ہوں (خلافت کا حقدار) جبکہ اللہ تعالیٰ اور مومن نہیں مانیں گے مگر ابوبکر کو (مسلم، مشکوٰۃ)۔

تو فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن پاک کے ان الفاظ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی خلیفہ بلافصل تھے۔ چونکہ اللہ جو دیتا ہے ماتحت الاسباب دیتا ہے جیسے کوئی زمیندارہ کرتا ہے، کوئی مزدوری کرتا ہے، کوئی ملازمت وغیرہ مگر روزی اللہ دیتا ہے۔ اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنایا ہے مگر ماتحت الاسباب وہ سبب اجماعِ صحابہ ہوا مگر یہ اعزاز اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر کو بخشا ہے۔ اور اس پر شیعہ کتب بھی گواہ ہیں فقال ان ابابکر یلی الخلافة بعدی ثم بعدہ ابوك فقالت من انبأ هذا؟ قال نبانی العلیم الخبیر یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے حفصہ (رضی اللہ عنہا) میرے بعد خلیفہ ابوبکر ہوں گے اور اس کے بعد تیرا باپ (عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے) حضرت ام المومنین نے عرض کیا آپ کو یہ خبر کس نے دی ہے؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرے اللہ علیم وخبیر نے دی ہے (تفسیر صافی صفحہ ۱۶۷ سورۃ تحریم پارہ نمبر ۲۸ آیت نمبر ۳)۔

اتنے روشن دلائل کے باوجود اگر کوئی شخص گمراہی میں مبتلاء ہونا چاہتا ہے تو پھر اسکی نامرادی کے سواء اور کیا ہوسکتا ہے۔ مگر جہاں تک رافضی نواز لوگ جو خود کو اہل سنت کہلواتے ہیں اور اپنے رافضی آقاؤں کو خوش کر کے مال کمانے کے چکر میں یہ شور مچا رہے ہیں۔ خلافت ظاہری میں تو خلیفہ بلافصل صدیق اکبر ہیں مگر باطنی طور پر روحانیت میں خلیفہ بلافصل حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ لہٰذا روحانیت میں افضلیت مولائے کائنات جناب علی المرتضیٰ کو حاصل ہے اور خلافت ظاہری میں جنابِ صدیق اکبر افضل ہیں۔ تو میں عرض کروں گا کہ اگر یہ اتنا ہی ضروری تھا تو پھر اللہ اور اس کے رسول نے کیوں نہیں بیان فرمایا؟ اگر اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ضروری نہیں تھا تو پھر آپ کو یہ عقیدہ ایجاد کر کے مسلمان میں انتشار پھیلانے کا حق کس نے دیا ہے؟ سواء اسکے اور کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کیلئے مسلمانوں میں ایک فتنہ پیدا کر رہے ہیں۔ اور پھر یہ لوگ جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مقامِ عظمت وشان کا

Islam The World Religion

بھی انکار کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ تو وہ حقیقت ہے جسکا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا کہ سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بلا واسطہ فیض حاصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔ روحانیت علم وفضل سب کچھ سب نے بغیر کسی واسطے کے حضور نبی کریم ﷺ سے حاصل کیا ہے لہٰذا سب صحابہ اپنی جگہ پر خلیفہ بلافصل ہوں گے۔ پھر اس میں جنابِ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی کیا تخصیص رہ گئی پھر تو سب صحابہ برابر ہو گئے جیسے ایک پیر کے متعدد خلفاء ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ سب مفروضے منافقت کی علامت ہیں۔

مگر اللہ کریم نے حضرت مولانا پیر سائیں غلام رسول قاسمی صاحب مدظلہ العالی کو یہ توفیق دی جنہوں نے بروقت اس فتنے کی سرکوبی فرمائی ہے۔ اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اپنے حبیبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ حضرت مولانا کے علم عمل میں مزید برکت فرمائے اور ہر نظرِ بد سے محفوظ فرمائے آمین ثم آمین۔

دعا گو پیر سید شبیر حسین شاہ نقوی حسینی حافظ آبادی
مہتمم جامعہ حسینیہ تبلیغ الاسلام حافظ آباد
خطیب مرکزی مسجد الفاروق حافظ آباد۔ سجادہ نشین آستانہ عالیہ منڈیالہ شریف

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالکریم صاحب نقشبندی مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ دارالایمان شیخوپورہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رحمۃ للعالمین

وعلیٰ الہ الطیبین واصحابہ الھادین اما بعد

اس پرفتن دور میں جبکہ ہر طرف عقائد واعمال کے فتنوں کی یلغار ہے اہم ترین فتنے عقائد کے ہیں جو کہ یہدی الی النار ہیں۔ اس دور میں صدائے حق بلند کرنا عظیم کاوش ہے۔ اس دور میں چند رافضی نماء سنی جو عارضی وسائل کی بنیاد پر روافض کی وکالت میں ناکام سعی میں مصروف ہیں اور اپنے گلے میں وہ قلادہ ڈال رہے ہیں جو کتبِ روافض حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان من لم یقل لی انی رابع خلفاء فعلیہ لعنۃ اللہ سے ثابت ہے۔ ان فتنوں کے سدِباب کے لیے حضرت العلام پیر سائیں غلام رسول قاسمی صاحب مدظلہ کی نُوْرٌ عَلیٰ نُوْر تصنیف ''ضربِ حیدری'' عظیم کاوش ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی سعی جمیل میں مزید برکات عطاء فرمائے۔ آمین۔

محمد عبدالکریم نقشبندی: مہتمم جامعہ دارالایمان گلشن علی پارک شیخوپورہ

سابق صدر مدرس جامعہ حضرت میاں صاحب شرقپور شریف

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

حضرت علامہ صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری صاحب مدظلہ العالی

مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف (اوکاڑہ)

امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اس امر پر اجماع ہے کہ انبیاء و رسل (علیہم السلام) کے بعد سب سے اعلیٰ، سب سے برتر اور سب سے افضل، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے۔ اس عظمت و رفعت کا اعلان خود سید الانبیاء والمرسلین حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بایں الفاظ فرمایا: ما طلعت شمس ولا غربت علیٰ احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)۔

حضرت سیدی محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے اپنے والد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا: ای الناس خیر بعد النبی ﷺ ''حضور ﷺ کے بعد سب لوگوں سے بہتر و برتر کون ہے''؟ آپ نے فرمایا: ابوبکر (صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلا)۔

اسی طرح اہلِ سنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ خلفائے راشدین میں افضلیت کی ترتیب وہی ہے جو ان کی خلافت کی ترتیب ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی نظریہ تھا۔ چنانچہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول اللہ ﷺ فنخیر ابابکر ثم عمر ثم عثمان بن عفان (صحیح بخاری، باب فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ)۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے کمالاتِ ظاہری و باطنی کے مظہرِ اتم اور صرف سیاسی ہی نہیں، دینی و روحانی اعتبار سے بھی خلیفہ بلافصل ہیں۔ خود حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے آپکی خلافت پر اسی پہلو سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا تھا: فاخترنا لدنیانا من رضیہ النبی ﷺ لدیننا، فکانت الصلوٰۃ اصل الاسلام، قوام الدین، وھو امین الدین فبایعنا ابابکر فکان لذلک اھلا (مختصر تاریخ

Islam The World Religion

دمشق لابنِ عساکر جلد ۱۸ صفحہ ۴۱، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۷۷)۔

پیرِ طریقت حضرت علامہ سائیں غلام رسول قاسمی حفظ اللہ کی تصنیف لطیف ''ضربِ حیدری'' اسی موضوع پر دلائل و براہین سے مزین و مرصع نہایت عمدہ کتاب ہے۔ فاضل مصنف نے نہ صرف یہ کہ نفس مسئلہ کو دلائل سے ثابت کیا ہے بلکہ تفضیلیوں کے سوالات و اشکالات کے بھی کافی وشافی جوابات دیے ہیں۔ احقر نے جستہ جستہ اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے، بلاشبہ یہ اہلِ سنت کے عقائد ونظریات کی ترجمان ہے۔

اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور فاضل مصنف کو اجر جزیل سے نوازے۔

آمین بجاہ طہ ویس صلی اللہ وسلم علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

بصیر پور شریف (صاحب زادہ) محمد محب اللہ نوری

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ مدیر اعلیٰ ماہ نامہ نور الحبیب

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب مدظلہ العالی

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

ربِ ذوالجلال نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر رشد و ہدایت کا جو سلسلہ شروع کیا اسکے اولین فیض یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ جماعتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سب سے افضل ہیں اور خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم میں آپس میں افضلیت کی وہی ترتیب ہے جو کہ خلافت کی ترتیب ہے۔ شیرِ خدا خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی ذات والا صفات کے لحاظ سے اہلِ سنت راہِ مستقیم پر ہیں جب کہ دو فرقے افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں۔ ایک طرف ایسا بغض کہ جو شان اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی اس کا بھی انکار اور دوسری طرف ایسا غلو کہ جو شان اللہ تعالیٰ نے انہیں نہیں دی اسکے اثبات کی بھی ضد۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگوں کے یوں افراط و تفریط کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ہی دے چکے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: فیك مثل من عیسیٰ ابغضته الیهود حتی بهتوا امه و احبته النصاریٰ حتیٰ انزلوه بالمنزلة التی لیست له ثم قال یهلك فی رجلان محب مفرط یقرظنی بما لیس فی و مبغض یحمله شنانی علی ان یهبتنی.

تمہاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک مشابہت ہے یہودیوں نے ان سے دشمنی کی یہاں تک کہ ان کی والدہ حضرت مریم پر تہمت لگا دی۔ عیسائیوں نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ ان کا وہ مقام بیان کیا جو ان کا نہیں تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بارے میں دو بندے ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک میری محبت میں غلو کرنے والا جو میری اس وصف سے تعریف کرے گا جو مجھ میں نہیں ہے۔ دوسرا میرا دشمن کہ اسے میری عداوت اس بات پر برانگیختہ کرے گی کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۶۵ حدیث نمبر ۶۱۰۲، مسندِ امام احمد جلد ۱ صفحہ ۱۶۲)۔

Islam The World Religion

اس سلسلے کا آغاز اس وقت ہو گیا جب عبداللہ بن سبا یہودی نے اسلام کی چادر اوڑھی اور پھر فتنہ برپا کیا، اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کا انکار کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے کا اعلان کیا۔ چنانچہ مشہور رافضی کتاب رجال کشی میں وضاحت سے لکھا گیا ہے:

و ذکر بعض اهل العلم ان عبدالله بن سبا کان یهودیا فاسلم و والی علیا علیه السلام و کان یقول وهو علی یهودیته فی یوشع بن نون وصی موسی بالغلو، فقال فی اسلامه بعد وفاتِ رسول الله ﷺ فی علی علیه السلام مثل ذلك و کان اول من شهر بالقول بفرض امامة علی (رجال کشی جلد ا صفحہ ۲۳۴ طبع قم ایران)۔

ترجمہ: بعض اہلِ علم نے ذکر کیا ہے عبداللہ بن سبا یہودی تھا پھر مسلمان ہو گیا اور اس نے حضرت علی سے محبت کا دعوی کیا وہ جب یہودی تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے بارے میں غلو کرتا تھا جب اس نے اسلام قبول کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اسی طرح کا غلو کیا یہ وہ پہلا بندہ تھا جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کے تعین کا قول کیا۔

امام محمد بن عبدالکریم شہرستانی نے بھی اس بات کو لکھا ہے: هو اول من اظهر القول بالنص بامامة علی رضی الله عنه منه انشعبت اصناف الغلاة

یہ وہ پہلا انسان ہے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت (خلافت بلافصل) منصوص ہونے کا اعلان کیا اس سے آگے کئی غالی گروہ پیدا ہوئے (الملل والنحل جلد ا صفحہ ۱۹۲ طبع دارالفکر بیروت)۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات کے بارے میں افراط وتفریط کے لحاظ سے رافضی اور خارجی گروہ پیدا ہو گئے۔ تفضیلی فرقہ رافضیت کا آغاز ایسی ایک انہونی بات تھی کہ امام ابونعیم نے عظیم تابعی عالم الجزیرہ حضرت میمون بن مہران کا فیصلہ اپنی سند سے حضرت فرات بن سائب سے یوں روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں: سألت میمون بن مهران قلت علی

Islam The World Religion

افضل عندك ام ابو بكر و عمر ؟ قال فارتعد حتى سقطت عصاه من يده ثم قال ما كنت اظن ان ابقى الى زمان يعدل بهما ،ذرهما كانا راسى الاسلام و راسى الجماعة ، فقلت فابوبكر كان اول اسلاما ام علی قال والله لقد آمن ابو بكر بالنبی زمن بحير الراهب حين مر به۔

میں نے حضرت میمون بن مہران سے سوال کیا تمہارے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما۔ آپ پر کپکپی طاری ہوگئی یہاں تک کہ آپ کے ہاتھ سے آپ کا عصا گر گیا۔ پھر آپ نے کہا میں نہیں سمجھتا تھا کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں گا جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو ٹھہرایا جائے ان دونوں حضرات کا معاملہ بس یہیں رہنے دو۔ وہ دونوں اسلام اور جماعت کے سالار تھے میں نے کہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے اسلام لائے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ؟ انہوں نے کہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے جب رسول اللہ کا گزر بحیرہ راہب کے پاس سے ہوا (حلیۃ الاولیاء جلد ۴ صفحہ ۷۵ دار احیاء التراث العربی)۔

تفضیلی فرقہ رافضیت کی پرائمری حالت ہے۔ لیکن یہ گروہ افرادِ اہل سنت کو اغواء کر کے رافضی کیمپ میں پہنچانے کے لحاظ سے اہل سنت کے لیے رافضیت سے زیادہ خطرناک ہے۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل اور خصائص اہل سنت کے نزدیک ثابت ہیں آپ کی ولایت برحق ہے، اور اس پر اہل سنت کا ایمان ہے، مگر ولایت سے جو معنیٰ رافضی مراد لیتے ہیں وہ درست نہیں ہے اور نہ ہی ولایت اور خلافت میں وہ تقابل ہے جو آج کیا جا رہا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے محبوب اور مددگار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نہایت مقرب ہیں، ولائے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر مسلمان کا شعار ہے لیکن محبت و ولائے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی دعوت ہے:

عَنْ جَعْفَرِ بنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى أَبِي فَقَالَ: أَخْبِرْنِي عَنْ أَبِي بَكْرٍ ؟ قَالَ: عَنِ الصِّدِّيْقِ تَسْأَلُ؟ قَالَ: وَتُسَمِّيْهِ الصِّدِّيْقَ؟ قَالَ: ثَكِلَتْكَ

أُمُّكَ! قَدْ سَمَّاهُ صِدِّيْقاً مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَالْمُهَاجِرُوْنَ وَالأَنْصَارُ، فَمَنْ لَمْ يُسَمِّهِ صِدِّيْقاً، فَلاَ صَدَّقَ اللهُ قَوْلَهُ. اَذْهَبْ فَأَحِبَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَتَوَلَّهُمَا، فَمَا كَانَ مِنْ أَمْرٍ فَفِيَّ عُنُقِي (سیر اعلام النبلاء جلد ۵ صفحہ ۳۳۸ دار الفکر بیروت)۔

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، ایک آدمی میرے والد محترم حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتاؤ، آپ نے فرمایا تم صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کر رہے ہو؟ سائل نے کہا کیا آپ بھی انہیں صدیق کہتے ہی؟ تو امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے کہا تجھے تمہاری ماں روئے، انہیں ان ہستیوں نے صدیق کہا جو مجھ سے افضل ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم نے۔ جو انہیں صدیق نہیں کہتا اللہ تعالیٰ اسکی کسی بات کی تصدیق نہ کرے۔ جا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کر اور دونوں کی ولاء اختیار کر۔ اگر تجھ پر کوئی بوجھ آیا تو میری گردن میں ہے۔

امتِ مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ بلافصل ہیں جبکہ روافض اس خلافت کے منکر ہیں ان کے نزدیک حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ بلافصل ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کی کتاب ''السیف الجلی علی منکر ولایتِ علی رضی اللہ عنہ'' اہل سنت کے اجماعی مؤقف کے خلاف ہے اور کئی وجوہ سے نقصان دہ ہے۔ جب کہ رافضی مؤقف کی تقویت کا باعث ہے۔ جیسا کہ درج ذیل باتوں سے واضح ہے۔

نمبر 1: پروفیسر صاحب نے لکھا:

''سلطنت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ بلافصل یعنی براہِ راست نائب ہوئے۔ ولایت میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ بلافصل یعنی براہِ راست نائب ہوئے (السیف الجلی علی منکر ولایتِ علی رضی اللہ عنہ صفحہ نمبر ۸)۔

پروفیسر صاحب نے اس عبارت میں اہل سنت کا مؤقف کمزور کرنے کی کوشش کی

Islam The World Religion

کیونکہ اہل سنت و جماعت تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مطلقاً خلیفہ بلافصل مانتے ہیں، صرف سلطنت میں خلیفہ نہیں مانتے اور رافضی مؤقف کو ثابت کر دیا کیونکہ ولایت بلافصل ہی ان کے نزدیک خلافت بلافصل ہے اور بعینہ یہی الفاظ یعنی ولایت بلافصل ہی پروفیسر صاحب نے لکھ دیے ہیں۔ جس طرح کہ رافضی مجتہد ابوالحسن اربلی نے اپنی کتاب کشف الغمہ میں خلافتِ علی رضی اللہ عنہ کی فصل (جلد ا صفحہ ۶۲) میں واضح لکھا ہے۔ چنانچہ رافضی مؤقف ہو بہو تسلیم کر لیا گیا ہے۔

بلکہ پروفیسر صاحب نے خود صفحہ ۸ پر اسی ولایت کو امامت بھی کہا۔ چنانچہ رافضی بغلیں بجانے لگے کہ اہل سنت کی طرف منسوب ایک عالم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت بلافصل ثابت کر دی جو ہمارا شیعوں کا عقیدہ ہے۔

نمبر 2: خلافت پر ولایت کی کئی وجوہ سے برتری بیان کر کے خلافت کو ڈی گریڈ کیا ہے:

(ا)۔ انہوں نے کہا، خلافت عوام کا چناؤ ہے اور ولایت اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔

(ب)۔ خلافت زمینی نظام کے سنوارنے کے لیے ہے اور ولایت اسے آسمانی حسن سے نکھارنے کے لیے قائم ہوتی ہے۔

(ج)۔ خلافت افراد کو عادل بناتی ہے اور ولایت افراد کو کامل بناتی ہے۔

(د)۔ خلافت کا دائرہ فرش تک ہے اور ولایت کا دائرہ عرش تک ہے۔

نمبر 3: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو سیاسی کہہ کر اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو روحانی کہہ کر۔ کیونکہ آج کا لفظ ''سیاسی'' اگر کرپشن وغیرہ کی آلودگیوں سے بچا بھی لیا جائے پھر بھی لوگ اسے دنیاداری کے مفہوم میں ضرور سمجھتے ہیں اور جب سیاسی کے مقابلے روحانی خلافت کا ذکر کر دیا گیا تو یہ باور کرایا گیا ہے کہ یہ محض دنیاداری ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام ان کی سیاست کرتے تھے (بخاری شریف حدیث نمبر ۳۴۵۵)۔

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے سیاسی خلافت روحانیت کے بغیر کیسے ہو سکتی ہے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے مصلی پر کھڑا کر کے یہ واضح کر دیا کہ یہ ایمانی اور روحانی خلافت ہے۔ جس پر دوسری خلافت خود بخود معلوم ہو جائیگی۔

Islam The World Religion

نمبر4: ظاہری اور باطنی خلافت کی تقسیم کر کے اور پھر باطنی خلافت کی ظاہری خلافت پر ترجیح بیان کر کے۔ کیونکہ انہوں نے لکھا ہے ''ظاہری خلافت عوام کے چناؤ سے ہے اور باطنی خلافت اللہ تعالی کے چناؤ سے ہے''۔

ان وجوہِ فضیلت اور ان امور سے یہ بات ثابت ہے کہ پروفیسر صاحب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر محض فضیلت ہی بیان نہیں کہ بلکہ کئی مقامات پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی واضح توہین بھی کی ہے اور یہ اپنی طرف سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں ، کیونکہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے افضل ہے تو وہ خود بھی افضل ہوئے۔

جب کہ یہ جمہور اہل سنت کی واضح مخالفت ہے اور رافضیت کی کھلی حمایت ہے۔

مگر یہ نظریہ بالکل غلط ہے کیونکہ پروفیسر صاحب کے بقول جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس متصل خلافت (ولایت) تھی اور وہ سیاسی خلافت سے بڑی بھی تھی پھر انہیں چوتھے نمبر کی اور سیاسی خلافت قبول کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور آپ نے صرف قبول ہی نہیں کی بلکہ یہاں تک فرمایا، جو روافض کی کتابوں میں موجود ہے:

من لم یقل لی رابع الخلفاء فعلیه لعنة الله جو مجھے چوتھا خلیفہ نہ کہے اس پر اللہ کی لعنت ہے (مناقب آل ابی طالب مصنف محمد بن علی مازندرانی جلد ۳ صفحہ ۶۳ طبع دارلاضواء)

کس بنیاد پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو محض سیاسی قرار دیا جارہا ہے اور روحانی خلافت کا انکار کیا جارہا ہے جب کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا لَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ، فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ، وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ (ترمذی:۳۶۸۰)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہوتے ہیں اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوتے ہیں پس میرے آسمان والوں میں وزیر حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہما السلام ہیں اور میرے زمین والوں میں وزیر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

تو کیا پروفیسر صاحب حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام کو بھی سیاسی وزیر کہیں گے یا پہلی امتوں میں ہر نبی کے جو دو وزیر تھے وہ محض سیاسی ہی تھے؟ قارئین اصل مسئلہ کی کچھ وضاحت کیلیے بندہ آپ کو قرآن وسنت کے مختصر دلائل کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

قرآن وسنت سے دلائل کا خلاصہ

امام اہل سنت حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر کئی کتابیں تصنیف فرمائیں ان میں سے عربی زبان میں اہم کتاب ''الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقیٰ (سب سے بڑے تقویٰ والے کی سبقت کے دریا کا صاف ستھرا پانی پاکیزہ ترین پانی)'' ہے۔ جو ترتیب کے لحاظ سے آپ کی پندرہویں تصنیف ہے آپ نے افضلیت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آیات واحادیث، اقوالِ ائمہ مجتہدین، ائمہ مفسرین اور ائمہ محدثین سے ثابت کیا ہے نیز صرف ونحو، بلاغت اور منطق وفلسفہ کو بھی اچھی طرح استعمال کیا ہے۔

ایک جھلک ملاحظہ ہو: فرمانِ الٰہی ہے: وسیجنبھا الاتقی اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے (سورۃ الیل آیت نمبر ۱۷)۔

اس بات پر آپ نے اجماع نقل کیا ہے کہ الاتقیٰ سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور پھر یہ دلائل قاہرہ سے ثابت کیا اتقی یہاں تقی صفت مشبہ کے معنی میں نہیں بلکہ اسم تفضیل کے معنی میں استعمال ہے یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صرف پرہیزگار نہیں امت میں سب سے پرہیزگار کہا گیا ہے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ یعنی بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے (سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۳)۔

پھر آپ فرماتے ہیں: اذا ثبت هذا فنقول وصف الله سبحانه تعالى

Islam The World Religion

الصدیق بانه اتقی و وصف الاتقی بانه اکرم انتجت المقدمتان ان الصدیق اکرم عنداللہ تعالی الافضل والاکرم والارفع درجة والاعلی مکانة کلها الفاظ معتورة علی معنی واحد فثبت الفضل المطلق الکلی للصدیق (الزلال الانقی صفحہ ۲۵ طبع بریلی شریف انڈیا)۔

ترجمہ: جب یہ ثابت ہوگیا (اتقیٰ سے مراد بالاجماع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں) تو ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصف بیان فرمایا کہ وہ اتقی ہیں اور اتقیٰ کا وصف بتایا کہ وہ اکرم ہے ان دو مقدموں نے نتیجہ دیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اکرم (سب سے افضل) ہیں، افضل و اکرم ہونا، درجہ کے لحاظ سے ارفع و اعلیٰ ہونا یہ سب الفاظ ایک ہی معنی پہ صادق آتے ہیں لہٰذا افضل مطلق کلی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تفضیلیوں کی طرف سے جو یہاں منطقی نکتہ نظر سے شکل اول کے لحاظ سے اعتراض کے جوابات دیے ہیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل ثابت کرنے کے بعد امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سب سے بڑھ کر عارف باللہ اور سب سے بڑا ولی بھی ثابت کیا ہے۔

آپ نے دو آیات اور دو احادیث سے استدلال کیا۔ جب معرفت کا تعلق دل سے ہے اور تقویٰ کا محل بھی دل ہے جس قدر تقویٰ زیادہ ہوگا اس قدر معرفت الٰہی بھی زیادہ ہوگی۔

آیت نمبر ۱: اولئك الذین امتحن اللہ قلوبهم للتقوی

ترجمہ: وہ جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کیلیے پرکھ لیا ہے (سورۃ الحجرات آیت نمبر ۳)۔

آیت نمبر ۲: و من یعظم شعار اللہ فانها من تقویٰ القلوب (سورۃ الحج آیت نمبر ۳۲)۔

ترجمہ: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے۔

حدیث نمبر ۱: قال ﷺ التقوی ههنا التقوی ههنا یشیر الی صدره ﷺ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم ظلم المسلم حدیث نمبر ۲۵۶۴)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تقوی یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔

حدیث نمبر ۲: قال رسول الله ﷺ لكل شيء معدن و معدن التقوىٰ قلوب العارفين یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر شی کی ایک کان ہے اور تقویٰ کی کان عارفین کے دل ہیں (معجم کبیر للطبرانی جلد ۱۲ صفحہ ۲۳۴ دار احیاء التراث العربی)۔

پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عن هذا قلنا ان الصديق لما كان اتقىٰ الامة باسرها وجب ان يكون اعرفها بالله تعالى یعنی اسی وجہ سے ہم نے کہا بے شک جب صدیق اکبر تمام امت سے زیادہ پرہیز گار ہوئے تو ضروری ہوا کہ سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والے ہوئے (الزلال الانقی صفحہ ۱۵۱ طبع سنی دنیا بریلی شریف انڈیا)۔

حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: صفا را اصلی و فرعی است اصلش انقطاع دل است از اغیار و فرعش خلوت دل است از دنیا غدار و ایں ہر دو صفت صدیق اکبر است ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما از آنچہ امام اہل ایں طریقت او بود

صفا ایک اصل ہے اور ایک فرع ہے۔ اصل صفا اغیار سے دل کا انقطاع اور صفا کی فرع غدار دنیا سے دل کا خالی ہونا ہے۔ یہ دونوں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاصل تھیں اس لیے اس طریقت والوں کے امام آپ تھے (کشف المحجوب صفحہ ۳۲ طبع نوائے وقت پرنٹرز)۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے پروفیسر صاحب نے اپنے خودساختہ نظریے کی جو حمایت کا ارادہ کیا ہے وہ بھی بے مراد ہے کیونکہ پروفیسر صاحب کا اس تمام بحث سے مقصود حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر فضیلت ثابت کرنا ہے جب کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ عنہ فرماتے ہیں: قد اجمع من يعتد به من الامة على ان افضل الامة ابو بكر الصديق ثم عمر رضى الله عنهما

امت کے قابل ذکر لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے اس امت میں سے سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں (حجۃ اللہ البالغہ جلد ۲ صفحہ ۵۸۵)۔

Islam The World Religion

بلکہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ سنیہ میں جو ارشاد فرمایا ہے لگتا ہے انہوں نے پہلے ہی سے پروفیسر صاحب کے نظریے کا رد لکھ دیا ہے، لکھتے ہیں:

فالصدیق رضی اللہ عنہ مع المناسبۃ التامۃ لم یکون محروما ولا یکون مستفیدا من کمالاتہ، کیف و قد روی انہ ﷺ قال ما صب اللہ شیأً فی صدری الا و قد صببتہ فی صدر ابی بکر و کلما کانت المناسبۃ اکثر کانت فوائد لصحبۃ او فر و لھذا صار الصدیق رضی اللہ عنہ افضل الصحابۃ رضی اللہ عنھم و لم یدرك احد منھم درجتہ لانہ کان اکثرھم مناسبۃ قال علیہ الصلوۃ والسلام ما فضل ابو بکر بکثرۃ الصلوۃ ولا بکثرۃ الصوم ولکن بشیئٍ وقر فی قلبہ

پس حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکمل مناسبت ہونے کے باوجود کیسے محروم ہو سکتے ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے کمالات سے مستفید نہ ہوں حالانکہ روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو بھی میرے سینے میں ڈالا میں نے وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سینے میں ڈال دیا جس قدر کسی کو مناسبت رسول اللہ ﷺ سے زیادہ ہوگی اسی قدر فوائد صحبت بھی زیادہ ہونگے۔ چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مناسبت تمام صحابہ سے بڑھ کر تھی۔ چنانچہ آپ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے افضل ہوئے اور کوئی بھی آپ کے درجے کو نہ پا سکا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز روزے کی کثرت کی وجہ سے آگے نہیں نکلے بلکہ ایک شی (محبت ومناسبت) کی وجہ سے آگے نکلے ہیں، جو آپ کے دل میں پکی ہو چکی تھی (المقدمہ السنیۃ فی الانتصار للفرقۃ السنیہ صفحہ ۳۶)۔

اہل سنت کی روشن تاریخ میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک ہی کو شریعت و طریقت سیاست وولایت اور ظاہر و باطن کے فضائل ومحاسن کے لحاظ سے کامل قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ مجددِ دین وملت حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب'' میں فرماتے ہیں:

Islam The World Religion

خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ان چار ارکانِ قصرِ ملت و چار انہارِ باغِ شریعت کے خصائص وفضائل کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجیے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں، ان سے بڑھ کر کون ہوگا

ہر گلے کہ ازیں چا رباغ می نگرم
بہار دامن دل می کشد کہ اینجاست

(ان چار باغوں میں سے جس پھول کو دیکھتا ہوتو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے کہ اصل جگہ تو یہی ہے)

پھر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں لکھتے ہیں: حضرات شیخین، صاحبین، صہرین، وزیرین، امیرین، مشیرین، ضجیعین، رفیقین، سیدنا ومولانا عبداللہ العتیق ابوبکر صدیق وحق مآب ابوحفص عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان والا سب کی شانوں سے جدا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسول خدا جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے بعد انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں اور رب تبارک وتعالیٰ سے جو قرب ونزدیکی اور بارگاہ عرش اشتباہ رسالت میں جو عزت وسربلندی پائی ان کا حصہ ہے اوروں کا نصیب نہیں' اور منازل جنت اور مواہیب بے منت میں انہیں کے درجات سب پر عالی' فضائل وفواضل وحسنات طیبات میں انہیں کو تقدم وپیشی' ہمارے علماء وائمہ نے اس میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادتِ کونین و شرافتِ دارین حاصل کی ورنہ غیر متناہی کا شمار کس کے اختیار میں ہے۔ واللہ العظیم۔

اگر ہزاروں دفتر ان کی شرح فضائل میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں۔

و علی تفنن و اصفیہ بحسنہ
یغنی الزمان و فیہ مالم یوصف

(اور اس کے حسن کی تعریف کرنے والوں کی عمدہ بیانی کی بنیاد پر زمانہ غنی ہوگیا اور اس میں ایسی خوبیاں ہیں جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا)۔

مگر کثرتِ فضائل وشہرت فواضل چیزے دیگر اور افضلیت وکرامت امرے آخر'

Islam The World Religion

فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے قل ان الفضل بید اللہ یؤ تیہ من یشاء (فتاوی رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۳۶۴۔۳۶۵)۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک سوال کے جواب میں واضح لکھا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب اولیاء کرام تھے' پھر لکھا: ''صحابہ کرام میں سب سے افضل واکمل اعلیٰ واقراب الی اللہ خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور ان کی افضلیتِ ولایت بترتیب خلافت۔ یہ چاروں حضرات سب سے اعلیٰ درجے کے کامل ومکمل ہیں۔اور دارائے نیابتِ نبوت میں شیخین (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہاور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ) کا پایہ ارفع ہے اور دارائے تکمیل ہونے میں حضرت مولا علی شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین' واللہ اعلم'' (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۲۳۳، ۲۳۴)۔

پھر ایک مقام پر تفصیلاً دلائل ذکر کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فرماتے ہیں: ''جب ثابت ہوگیا کہ قرب الٰہی میں شیخین کو مزیت وتفوق ہے تو ولایت بھی انہیں کی اعلیٰ ہوئی'' (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۳۷۴)۔

''حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ولایت میں بھی افضلیت سے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فاتح سلاسل طریقت ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فاتح سلاسل طریقت ہونا اسکا تعلق عالم ناسوت سے ہے اس سے آپکی ولایت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضلیت لازم نہیں آتی۔جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلفاء میں سے حضرت امام حسین اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سلسلہ جاری ہوا، حالانکہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولایت اور آپ کو جو اللہ تعالیٰ کا قرب میسر آیا وہ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمہ سے بالیقین اتم اور اعلیٰ ہے ایسے ہی ظاہر احادیث سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر بھی فضیلت ثابت ہے'' (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۳۷۴، ۳۷۵)۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مستقل تصنیف ''دلیل الیقین من کلمات العارفین'' میں صرف اولیاء کرام کے اقوال درج کر کے یہ واضح کیا کہ تمام صوفیا واولیاء کے نزدیک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو افضلیتِ مطلقہ حاصل ہے۔

Islam The World Religion

آج کچھ لوگوں کا رافضیت کی طرف جھکاؤ بلکہ قلبی لگاؤ اور ذہنی جماؤ اب ڈھکی چھپی بات نہیں رہی، یہ لوگ بھولے بھالے سنیوں کو جنہیں رافضی کفریات کی وجہ سے رافضی مجالس اور ان کی بارگاہوں سے نفرت تھی رافضی ماحول میں لے جانے کے لیے پل کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

یہ لوگ برملا رافضی نظریات سنی اجتماعات میں بیان کر رہے ہیں۔ اور خارجیت کا ڈراوا دے کر لوگوں کو رافضیت کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں، حالانکہ یہ لوگ دوسری طرف خارجیت کو بھی جسدِ اسلام کا ایک عضو قرار دے کر پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے ہیں۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ رافضیت اور خارجیت ایک ہی کھوٹے سکے کے دو رخ ہیں۔ یہ لوگ عوامی اجتماعات میں رافضیوں کی دلجوئی کیلئے اور اہلِ سنت کو شرمسار کرنے کی لیے مخصوص طریقے سے اہلِ سنت پر رافضیت کا تفوق ظاہر کرتے ہیں۔

یہ لوگ ٹوکنے پر یہ جواز پیش کرتے ہیں کہ ہم ان مجالس میں تبلیغ کی خاطر اور حق بیانی کیلئے جاتے ہیں۔ جبکہ یہ بات سراسر غلط ہے۔ کون احمق ہے جو کسی کو خود دعوت دے کہ آ میرے مجمع میں آ کر میرے لوگوں کو میرے مسلک سے اغواء کر کے لے جا۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ صورتِ حال یہ ہے کہ ایسے خطیبوں سے رافضیوں کی مکمل انڈرسٹینڈنگ ہے کہ تم ہلکا پھلکا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر بھی کرو تا کہ تم اپنی قوم کے پاس جا کر سچے بن جاؤ۔

رافضیوں کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس قدر ذکر سے نقصان نہیں ہے کیونکہ اسکے عوض میں وہ خطیب عوام اہلِ سنت کے لیے رافضیت قابلِ قبول بنا کر پیش کر رہا ہے، اس قرآنی ایمانی اختلاف کو چند متشدد لوگوں کی سوچ قرار دیتے ہوئے اختلافات بھلانے کا اعلان کر رہا ہے اس طرح وہ خطیب اپنی مسجد میں جا کر سچا بھی ہو جائے گا اپنی فیس بھی کھری کرے گا اور بہت سے سنیوں کو اپنی چمک کے عوض رافضیوں کے پاس ہمیشہ کیلیے گروی بھی رکھ دے گا۔

رزلٹ سے واضح ہے کہ یہ طریقہ کار سنی کاز کے لیے کتنا نقصان دہ ہے۔ ان کے اس طرزِ عمل سے ایک بھی رافضی سنی نہیں بنا لیکن اس وبا سے اہلِ سنت کے سرسبز و شاداب گلشن سے کئی پتے پیلے ہوتے جا رہے ہیں جن کے جھڑ کے گر جانے کا خطرہ ہے۔

ہم رافضیت یا خارجیت سے جنگ نہیں چاہتے، ہم معاشرے میں امن و آشتی اور اخوت و

Islam The World Religion

محبت کے پیامی ہیں ہم اتفاق اتحاد کے داعی ہیں لیکن پہرے دار اور چور کا اتحاد امانت میں خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔ ہم فرقہ واریت کو زہر قاتل سمجھتے ہیں مگر مالی کا اپنے باغ پر حملہ آور کوؤں کے غول پر بے ساختہ چلانا فرقہ واریت نہیں بلکہ احساس ذمہ داری اور فرض منصبی کی ادائیگی ہے۔

پیرِ طریقت استاذ العلماء حضرت علامہ پیر غلام رسول قاسمی صاحب نے کتاب ''ضربِ حیدری'' لکھ کر اہل سنت پر بڑا احسان کیا ہے۔ اس سے انشاء اللہ اہل سنت کافی حد تک رافضیت کے جراثیم سے محفوظ رہیں گے۔ یہ کتاب ہر لحاظ سے قابلِ تحسین ہے بندہ نے متعدد مقامات سے یہ کتاب ''ضربِ حیدری'' دیکھی ہے۔ یہ کتاب ایک تحقیقی کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ ابھی اہل سنت و جماعت میں وہ علماء موجود ہیں جو فکری، تحقیقی اور علمی میدان میں کسی ہوس پرست کو من مانی نہیں کرنے دیں گے۔

محمد اشرف آصف جلالی

☆.....☆.....☆

تقریظ

حضرت پیرِ طریقت صوفی نور محمد صاحب اسلمی مدظلہ العالی (انگلینڈ)

محترم المقام حضرت علامہ مولانا مفتی غلام رسول قاسمی صاحب کی کتاب ضربِ حیدری کا میں نے مطالعہ کیا۔ وقت کی ضرورت اور بہت اہم کتاب ہے۔

دلائل کے اعتبار سے بڑی قوی اور الفاظِ کتاب آسان و عام فہم ہیں۔ کتاب میں اہلِ سنت و جماعت حنفی بریلوی کا عقیدہ واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔

اس کتاب کی اشاعت عام ہونی چاہیے تاکہ ہر مسلمان اپنے عقیدہ کی پہچان کر سکے اور نئے فتنوں سے محفوظ رہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتی غلام رسول قاسمی صاحب کی عمر و صحت اور قلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

صوفی نور محمد (انگلینڈ)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

حضرت علامہ محمد اظہر محمود اظہری مدظلہ العالی
صدر مدرس جامعہ حنفیہ عربیہ مفتاح العلوم تربیلا روڈ بن گئی حضرو ضلع اٹک

نحمدہ علیٰ توفیقه والصلوٰة والسلام علی حبیبه محمد وآله واصحابه اجمعین امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنهم بمفازة من العذاب الآیة (آلِ عمران:۱۸۸)۔

زیرِنظر رسالہ ''ضربِ حیدری'' کو اکثر مقامات سے پڑھا۔ علماء اعلام کی تقاریظ کا بغور مطالعہ کیا۔ نفس مسئلہ سے آگاہی پائی۔ میں سمجھتا ہوں یہ تصنیف لطیف اس فن میں پہلی تحریر ہے، جس پر شیخ الاسلام پیر طریقت غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی نے قلم اٹھایا۔ میرے خیال میں اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جانا چاہیے تھا۔ چلو تاخیر میں بھی خیر ہے۔ لیکن مزید تاخیر اہل السنت وجماعت کے اجماع اور اتفاقی عقائد کیلئے بڑے نقصان کا باعث ہوگی۔ کیونکہ رافضیت وخارجیت بڑی تیزی سے مہلک جراثیم کی طرح سنی عقائد پر حملہ آور ہیں۔ بعض اہل سنت کہلانے والے علماء و مشائخ اور پروفیسر دانستہ یا نادانستہ رافضیت وخارجیت کے ملغوبہ کو اہل سنت کا نام دینے کی سعی نا مشکور کررہے ہیں۔ اپنے وجدان وذوق اور حب آوارہ کو اہل سنت کی اجتماعی سوچ قرار دے کر عوام میں پذیرائی حاصل کررہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یقیناً ہر انسان کے مزاج اور فطرت میں انس ومحبت کا مادہ ودیعت فرمایا ہے اسی فطری محبت کے ہاتھوں انسان اپنی پسند سے محبوب کا انتخاب کرتا ہے۔ محبوب کے لیے جان مال، ماں باپ، اولاد خاندان حتیٰ کہ ہر شے قربان کردیتا ہے۔ گو کہ انسان کو محبت کرنے میں خود مختار کیا، مگر یہ ضرور بتایا کہ کامیاب محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اسی کی خاطر مخلوق کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نسبت چھوڑ کر کسی سے اپنی ذاتی پسند پر محبت کرنے کو مسترد کیا گیا ہے۔ جیسے فرمایا: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ

Islam The World Religion

اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (سورۃ بقرہ:۱۶۵)۔ اور بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی نسبت چھوڑ کر اپنی پسند سے محبوب بنا کر ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا حق ہے (یہ لوگ اس وجہ سے کافر ہو گئے) اور ایمان والے اللہ تعالیٰ سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں۔ (یعنی اگر کسی دوسرے چیز سے محبت کرتے ہیں تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی نسبت دیکھ کر محبت کرتے ہیں) اسی مضمون کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں بیان فرمایا: و عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال ثلاث من کن فیہ وجد بھن حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ و رسولہ احب الیہ مما سواھما و ان یحب المرء لا یحبہ الا اللہ الحدیث متفق علیہ

حضرت انس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تین چیزیں جس شخص میں موجود ہوں گی وہ ان کے ذریعے ایمان کی مٹھاس پائے گا۔ ایک یہ کہ ساری مخلوق سے زیادہ اللہ و رسول اسے محبوب ہوں۔ دوم یہ کہ کسی شخص سے محبت صرف اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے کرے۔ سوم یہ کہ کفر میں لوٹنا آگ میں ڈالے جانے سے زیادہ ناپسند کرے۔

آیت و حدیث کی صراحت سے معلوم ہوا کہ اصل محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ باقی اس کی محبت کے ذرائع ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت ان ذریعوں سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسے اسی مضمون کی وضاحت فرمائی: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ الآیۃ یعنی فرما دو اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہے تو میری اتباع کو ذریعہ بنالو۔ اللہ تعالیٰ خود تم سے محبت کرنے لگے گا (آلِ عمران:۳۱)۔

حضرات صحابہ کرام نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کو کامل ذریعہ بنایا مال و دولت، وطن دیس، خاندان اولاد حتی کہ ہر شے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان کر دی ہر صحابی نے اپنی بساط و وسعت سے بڑھ کر قربانی پیش کی۔ حتی کہ بفحوائے آیت مبارکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب قرار پائے۔

تمام صحابہ کرام محبوبیت کے درجہ میں برابر ہیں۔ رہ گئی فضیلت تو یہ ہمارے وجدان، ذوق اور حسن عقیدت پر موقوف نہیں کہ جسے ہم فضیلت والا جانیں وہ فضیلت والا اور جسے ناپسند کریں وہ فضیلت سے خالی۔ اسی بات کو امام غزالی علیہ الرحمہ نے واضح فرمایا۔

حقیقۃ الفضیلۃ ما ھو عند اللہ و ذالک مما لا یطلع علیہ الا رسول

Islam The World Religion

اللہ الخ یعنی فضیلت کی حقیقت کا علم اللہ تعالی کے پاس ہے اس پر رسول کے علاوہ کوئی (اپنے طور پر) مطلع نہیں ہوسکتا اور رسول پاک نے ان کی فضیلت بیان فرمادی ہے بہت ساری احادیث ان کی ثناء میں وارد ہوچکی ہیں (شرح المقاصد جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)۔

عنداللہ انکا جو مقام محبوبیت تھا اس مقام محبوبیت کو ہر ایک کیلئے الگ الگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمادیا۔ اب کسی کو اپنی عقیدت کی بناء پر ان میں بیل بوٹیاں ڈالنے کی اجازت نہیں۔ ان سے محبت کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن اپنی اپنی خوش عقیدگی سے محبت میں غلو کرنے کی اجازت نہیں۔ جیسے نصاریٰ سے فرمایا: یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل یعنی اے اہل کتاب اپنے دین میں ناجائز غلو نہ کرو۔ اور جو قوم گمراہ ہوچکی (من پسند محبت کی بنا پر) ان کی آوارہ محبتوں کی تابعداری نہ کرو۔ انہوں نے (اپنی من پسند محبت سے) بہت سارے لوگوں کو گمراہ کردیا اور خود بھی میانہ روی سے ہٹ گئے (المائدۃ: ۷۷)۔

نصاریٰ نے کیا غلو کیا تھا۔ یہی کہ اپنی عقل نارسے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے اصلی مقام سے ہٹا کر ابن اللہ اور عین اللہ قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عیسیٰ علیہ السلام کا اصلی مقام بیان فرمایا کہ: انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الیٰ مریم وروح منہ (النساء: ۱۷۱)۔ چونکہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی خوش عقیدگی، وجدانی ذوق اور محبت کے جوش میں مقام عبدیت ورسالت سے بلند کر کے پیش کیا۔ تو اس کو اللہ تعالیٰ نے دین میں غلو وتجاوز قرار دیا۔ اگر چہ ان آیات کا مورد خاص ہے لیکن حکم عام ہے ہم بھی اس بات کے مکلف بنا دیے گئے کہ مبالغ آمیزی محض جوشِ محبت میں تمہارے لیے بھی منع ہے۔ اپنے آپ کو سنبھال کر پیمانہِ محبت شرع کے تابع رکھو۔ جس کا جو مقام اللہ ورسول نے بیان کردیا ہے اسی کے پابند رہو۔ ورنہ یہود ونصاریٰ کی غلو کی راہ اختیار کر کے خود بھی گمراہ ہوجاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو گمراہ کرنے کا گناہ بھی سر لے لوگے۔

اب ان آیات واحادیث کے مضامین کو سامنے رکھ کر ہم اپنے اپنے عقیدہ کو پیمانہِ شرعی پر تولیں اور اہل سنت وجماعت کے اجماعی واتفاقی عقائد سے موازنہ کریں۔ کہیں غلو کا شعار تو نہیں ہو

Islam The World Religion

گئے راہِ اعتدال اور میانہ روی جو مطلوب ومحبوب شرعی ہے اس سے ہٹ تو نہیں گئے۔ پیمانہ شرعی یہ ہے کہ چاروں خلفاء بتدریج و بترتیب مسندِ خلافت پر منشاء الٰہی و منشاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے۔ سند العاشقین برہان الواصلین حضرت سید پیر مہر علی شاہ الگیلانی قدس سرہ العزیز اپنے ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں۔

''خلافت وترتیب کذائی منصوصی امر ہے۔ مگر پہلے بوجہ عدم انکشاف یہ امر کسی قدر محل نزع وتخالف رہ کر بعد ازاں وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتا رہا اور یقیناً واضح ہو گیا کہ آیت وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات الآیۃ سے مراد یہی خلفاء اربع ہیں بلکہ اس حد تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوجہ کشف نبوت وعدہ استخلاف اس امر میں ایسا اطمینان تھا کہ مرض وفات کے آخری ایام میں خیال شریف میں آیا اور فرمایا کہ لاؤ کاغذ میرے پاس کہ میں لکھ دوں تا کہ میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ مگر وعدہ الٰہی کے بھروسہ پر لیستخلفنھم اور لیمکننھم اور لیبدلنھم اور نیز لیظھرہ علی الدین کلہ کا فرمانے والا اصدق الصادقین ہے ضرور ہی اس وعدہ کو جن کے ہاتھ پر پورا کرنا ہے پورا فرما دیگا (مکتوباتِ طیبہ معرف بہ چشتیہ صفحہ ۱۵۶)۔

جب ترتیبِ خلافت جو منصوص امر ہے ان چار خلفاء کے حق میں ثابت ہو گئی تو بالترتیب خلافت ملنے کی علت بھی افضلیت ہی ٹھہری۔ یہ بات بھی مسلم ہے کہ ہر خلیفہ کیلئے چند انفرادی خصوصیات ہیں۔ جن خصوصیات سے وہ امتیازی شان کے مالک ہیں۔ اگر ایک میں ایسی شانِ امتیاز تھی جو دوسرے میں نہیں تو یہ عیب یا نقصان فضیلت کا نہیں کہ ایک شان والے کو دوسرے پر بڑھاوا دے دیا جائے اور کہنا شروع کر دیا جائے کہ یہ رتبہ میں اس سے بلند ہو گیا۔ اسکی مثال حدیث پاک میں موجود ہے۔ سنن ابو داؤد میں ہے کہ حضرت خذیمہ انصاری شہادت میں خصوصی امتیاز رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا ہے کہ جس کے لیے خزیمہ اکیلا شہادت دے تو اس ایک کی گواہی کافی ہے۔ یہ نہ کہا جائے کہ عالم حکم دو گواہوں کا ہے اس ایک کی گواہی قائم مقام دو کیوں؟ یا یوں کہا جائے کہ جب اس ادنیٰ درجہ والے صحابی کی یہ فضیلت ہے تو خلفاء راشدین کے لیے بطریق اولیٰ ثابت ہو گی۔ ایسا کہنا مخالفتِ رسول ہے کیونکہ یہ خصلت صرف حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے شارع علیہ السلام نے خاص فرمائی۔ اگر یہ فضیلت قیاس سے خلفاء راشدین کیلئے ثابت کریں گے تو پھر یہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کرامت تعظیم نہ رہے گی۔ خصوصیت کا مطلب ہی تفرد

Islam The World Religion

ہے۔حسامی باب القیاس میں اوراس کی شرح نامی میں اس طرح موجود ہے۔

اب کوئی شخص مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ میں خصوصیات کی کثرت دیکھ کر خلفاء ثلاثہ میں کمی محسوس کرے اور حضرت علی پاک کو بڑھاوا دینا شروع کردے اور ترتیبِ خلافت میں اپنے زعم سے ردوبدل شروع کردے تو یہ تجاوز اور غلو فی امور الشرع بلکہ تصرف فی النصوص کا ارتکاب ہوگا قرآن وحدیث کے خلاف اور اجماع کے خلاف بہت بڑی جرأت ہوگی۔ جو مفضی الی الکفر ہو سکتی ہے۔ العیاذ باللہ..... منجملہ ان ہی تجاوزات سے ایک یہ بھی ہے کہ کچھ لوگ خلفاء ثلاثہ کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت ثابت کرتے ہیں اور کچھ خلفاء اربعہ کے ساتھ ہی خلافت امیر معاویہ اور سیاست امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بہت زور لگاتے ہیں۔ یہ بھی غلو اور خلافتِ منصوص کو خلط ملط کرنے کے مترادف ہے۔ ہر ایک کو اپنے اپنے مقام محل پر رکھنا راہِ اعتدال ہے۔

بعض خلفاءِ ثلاثہ کی خلافت کا انکار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے سب کچھ ثابت کہتے ہیں یہ بھی غلو وتجاوز شرع میں ہے۔ بعض خلفاءِ ثلاثہ کی خلافت کو تسلیم کرنے کے بعد ان کیلئے جزوی فضیلت کے قائل مگر مولا علی رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت وامامت کو اس رنگ میں پیش کرتے ہیں کہ خلیفہ اول دوم سوم وادی عدم کا اجالا معلوم ہوتے ہیں۔ بعض ہر وقت علی علی دم علی علی کا ورد و وظیفہ پڑھتے ہیں۔ اسی کو عبادت وریاضت بلکہ عبادت کا مغز قرار دیتے ہیں۔ اسی طور پر کبھی کبھی خلفاءِ ثلاثہ کا نام لے لیتے ہیں تاکہ انکار محسوس نہ ہو۔ یہ بھی غلو فی الدین اور اہل السنۃ وجماعت کے کیس کو کمزور بنانا ہے۔ بعض حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمات، سیاست اور فتوحات سے متاثر ہوکر ان کے بیٹے یزید کی پاکی، طہارت اور مظلومیت ثابت کرتے ہیں اور اسے جنت دلوانے کیلئے قرآن وسنت سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر دلائل پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ذرا دیکھو تو سہی کہ کتنے عظیم باپ صحابی کا تب وحی کا بیٹا ہے۔ لہٰذا اس سے کوئی قصور نہیں ہوسکتا یہ بالکل پاکدامن ہے۔ صرف رافضیوں کا پروپیگنڈا ہے یہ بھی غلو فی الدین اور تجاوزِ حد ہے۔ کیونکہ یزید اگر صحابی کا بیٹا ہونے کی وجہ سے بے قصور ہے تو پھر کنعان بنی حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا۔ وہ بھی ضرور جنتی ہوگا۔ حالانکہ قرآن پاک نے اسے قطعی کافر اور جہنمی قرار دیا ہے۔ البتہ زوالِ ایمان میں اختلاف کے سبب بعض ائمہ نے احتیاط کی راہ لی ہے۔ یہ بات تمام فرقوں کے نزدیک مسلم ہے کہ جنت میں

Islam The World Religion

جانے کیلئے سب سے پہلی شرط ایمان ہے۔ایک آدمی ساری زندگی نیک اعمال کرے اور ایمان نہ ہوتو کچھ فائدہ نہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:**ومن یعمل من الصالحات وھو مومن فلا کفران لسعیه وانا له کاتبون** یعنی جوشخص نیک اعمال کرے اس حال میں کہ وہ مومن ہوتو اس کی نیکی میں سعی ضائع نہ کریں گے اور ہم اسکی ہر نیکی لکھوا رہے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت ابو طالب کے ایمان پر کتابیں اور بعض شاعروں نے منقبتیں لکھنا شروع کر دیں۔بعض نے باقاعدہ اس کو دینی مشن بنا کر تبلیغ شروع کر دی۔میرے خیال میں یہ بھی غلو اور دین میں تجاوز ہے۔دلیل یہ دینا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔اور حضور ﷺ کے بہت زیادہ خدمت گار تھے۔ان کے بعض شعروں کو بھی دلیلِ ایمان بنایا جاتا ہے۔میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو جیسا تم کہہ رہے ہو لیکن یہ سب قیاسات وظنیات ہیں۔دوسری طرف قطعیات ہیں۔آیت **انك لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین**۔آیت کا شانِ نزول امام مسلم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ سے تخریج کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (مرضِ وفات) اپنے چچا ابو طالب سے فرمایا پڑھ لو لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) میں خود قیامت کے دن تیرے لیے گواہی دوں گا۔تو ابو طالب نے کہا کہ قریش کی عورتوں سے اگر عار لگانے کا ڈر نہ ہوتا کہ وہ بین کرتے کہیں گی کہ موت سے ڈر کر پڑھا تو میں تیری آنکھوں کو کلمہ پڑھ کے ٹھنڈا کر دیتا۔تو یہ آیت اتری۔امام مسلم وامام بخاری، امام نسائی ابنِ منذر ابنِ جریر ابنِ ابی حاتم، ابو الشیخ، ابنِ مردویہ اور امام بیہقی نے حضرت سعید بن المسیب کے والد کے واسطہ سے حدیث تخریج کی۔انہوں نے کہا کہ میں ابو طالب کی وفات کے وقت حاضر تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔اور ابو طالب کے پاس ابو جہل، عبداللہ بن ابی منافق اور امیہ بن المغیرہ کو پایا۔حضور نے فرمایا: چچا پڑھ لو لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) کل میں اللہ تعالیٰ کے پاس تیرے لیے حجت بن جاؤں گا۔ابو جہل، عبداللہ بن ابی، امیہ نے کہا کہ کیا تو عبدالمطلب کے مذہب کو چھوڑتا ہے۔پس لگاتار حضور ﷺ کلمہ پیش فرماتے رہے اور وہ اس کے سامنے اپنی بات دھراتے رہے۔یہاں تک کہ آخری کلمہ ان کا تھا "**علی ملة عبدالمطلب**" **وابی ان یقول لا الہ الا اللہ قال رسول اللہ ﷺ لاستغفرن لك**

مالم انھی عنك فانزل الله ماکان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین الآیة فانزل فی ابی طالب انك لا تھدی من احببت الآیة۔

میں مذہبِ عبدالمطلب پر مرتا ہوں۔ اور لا الہ الا اللہ پڑھنے سے انکار کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تیرے لیے بخشش کی دعا مانگتا رہوں گا تاوقتیکہ تجھ سے منع کر دیا جاؤں پس یہ آیت نازل ہوئی۔ کسی نبی کی یہ شان نہیں اور نہ ہی ایمان والوں کو چاہیے کہ کسی مشرک کیلئے بخشش کی دعا مانگیں۔ اگر رشتہ دار ہوں۔ اور ابو طالب کے حق میں آیت نازل ہوئی کہ آپ جسکو محبوب رکھ کر ہدایت دیں ایسا نہیں کر سکتے صرف جسکو چاہے گا اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جاننے والا ہے۔

حضرات گرامی یہ وہ قطعیات ہیں جن کو محض قیاسیات سے یا خوش عقیدگی سے رد کرنا غلو فی الدین اور حد سے تجاوز ہے۔ چونکہ یہ مسائل ائمہ دین، مجتہدین، متکلمین، علماء محدثین و مفسرین اور فقہاء امت نے حل کر دیے ہیں۔ اب ان کے متعلق اپنے اپنے اجتہادات کا دخل احداث فی الدین بلکہ تغیر فی الدین ہوگا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے شیخ الحدیث مفتی غلام رسول قاسمی شرف اللہ وجہہ وکثر شرافتہ کو کہ انہوں نے ایسے آوارہ جوش کو روک لگانے کی کوشش کی ہے۔ آخر میں حضور سید مہر علی شاہ گیلانی نور اللہ مرقدہ النورانی کے مکتوبات کا ایک اور حوالہ پیش کر کے گزارشات ختم کرتا ہوں۔

تنبیہ ضروری:

قال اللہ تعالیٰ یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم الآیة۔

اللہ تعالیٰ کو اعتدال اور میانہ روی ہر کام میں پسند ہے اور یہی ہے صراطِ مستقیم جسکی درخواست کے لیے ہم مامور ہیں۔ اور غلو و تجاوز، گو دین میں ہی ہو موجبِ ضلالت و گمراہی و غضبِ الٰہی ہے۔ بسا امور ایسے ہیں کہ فی حد ذاتہ صحیح بلکہ منجملہ اسباب کمال ایمان کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں۔ بوجہ غلو و حد سے بڑھ جانے کے بدطینت اور فاسد الرائے انسان انہیں امورِ صحیحہ سے نتائج فاسدہ استنباط کر لیتا ہے۔ مثلاً حبِ اہل بیت، شہادت قرآن و حدیث و قرار داد اہل اللہ کمال ایمان کا موجب بلکہ بلحاظ اصول عین ایمان سمجھا گیا ہے۔ اس اصلِ صحیح میں غلو کرنے والے دو فرقہ ہو

Islam The World Religion

گئے۔ایک فریق نے بغض وسبت صحابہ کا رستہ لے لیا۔اس وجہ سے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے بعد اہلِ بیت کا منصب وحق غصب کرلیا ہے۔دوسرا فریق معاذ اللہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ اور رسول اور جبریل تک کا گستاخ ہو گیا۔ بدین خیال کہ رتبہ اہلِ بیت اور تقدم علی الصحابہ (صحابہ کرام پر فوقیت) پر نص صریح کیوں وارد نہ ہوئی۔ یہ سب نتائج فاسدہ اصل صحیح حبِ اہل بیت سے تجاوز کے ہیں۔اعلیٰ حضرت گولڑوی علیہ الرحمہ نے بڑی نفیس بات کہی ہے کہ حبِ اہل بیت، حبِ صحابہ کرام، حبِ اولیاء کرام، حب رسول ﷺ اصل صحیح بلکہ اصل ایمان ہیں۔ جیسے نعرۂ حیدری اصلاً صحیح اور حبِ علی رضی اللہ عنہ کی علامت ہے لیکن بعض نتائج غلط لے کر یا علی کہنے کو شرک، یا رسول اللہ کہنے کو شرک کا فتویٰ نکال لیتے ہیں۔اور بعض یا علی اور یا رسول نہ کہنے والے کو کافر بنا دیتے ہیں۔ یہ سب اصل صحیح کے غلط نتائج ہیں۔بعض یا علی یا علی کرنے کو محبت اور حق چار یار کہنے کو برا جانتے ہیں۔ بعض نعرۂ تکبیر پر ڈھیلہ ڈھالہ اللہ اکبر کہہ دیں گے۔نعرۂ رسالت پر بھی جوش نہ آئے گا اور نعرۂ حیدری پر اتنا جوش دکھائیں گے جیسے کافر کے مقابلہ میں کھڑے ہیں۔ایسی قسم کی تمام حرکتوں کو مسلک بریلوی اور مذہبِ اہل سنت سے جوڑ دیا گیا ہے۔قوالی کی دھن پر تھرکنے کو بھی اہلِ سنت کا شعار بنا دیا گیا ہے۔داڑھی منڈانے اور مونچھیں بڑھانے کو چشتی قلندری کا نام دے دیا گیا ہے۔ علماء دین وعلم دین کی مخالفت کو تصوف کہہ دیا گیا ہے۔نماز روزے کے ترک کو ملنگی کا نام دے دیا گیا ہے حتیٰ کہ شریعت وطریقت کو عجیب عجیب رنگ میں ڈھالنے والے کو کامل پیر اور لدنی عالم بنا دیا گیا ہے العیاذ باللہ۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

پھر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پیر طریقت غلام رسول قاسمی صاحب کو مزید جرأت کیساتھ مسلکِ حقہ ومذہبِ مرضیہ اہل السنۃ والجماعۃ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم الامین

خادم العلماء والطلباء محمد اظہر محمود اظہری عفی عنہ
صدر مدرس جامعہ حنفیہ عربیہ مفتاح العلوم
تربیلہ روڈ بن گئی حضرو ضلع اٹک
۲۳ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ 17 جون 2009ء

Islam The World Religion

تقریظ

حضرت علامہ ملک اللہ دتہ اعوان صاحب مدظلہ العالی

خطیب مرکزی جامع مسجد پی او ایف حویلیاں کینٹ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین شفیع المذنبین المبعوث رحمۃ للعالمین وعلیٰ آلہ الطاھرین المطھرین واصحابہ الھادیین المھدیین اجمعین وعلماء امتہ الراشدین المرشدین۔

عصرِ حاضر سے ملک الموت تیرا جس نے روح کی قبض تیری دے کے تجھے فکرِ معاش

مادیت گزیدہ عصرِ حاضر میں فکرِ معاش اور جذبہ تکاثر نے حق و باطل اور ایمان وعقیدہ کے نور کو گہنا اور سب سے کرب ناک المیہ مذہبِ حق اہل سنت و جماعت کے تبلیغی اور مذہبی پلیٹ فارم پر فکرِ معاش کے ہاتھوں مردہ قلوب کے حامل افراد کا تسلط ہے۔

خارجی اور رافضی سوچ چونکہ جذبہ تکاثر کے لیے مہمیز کا درجہ رکھتی ہے۔ بایں وجہ سوادِ اعظم کا سٹیج اس کے پنجہ میں آسانی سے گرفتار ہو رہا ہے۔ اور سچی بات ہے کہ اب سنی اور شیعہ سٹیج میں امتیاز بڑا مشکل ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ اہل سنت کے ملکی شہرت کے خطیب نعرہ تحقیق کا رد کرتے سنائی دیتے ہیں۔ ذکر صحابہ صرف متروک ہی نہیں بلکہ اب جاہل عوام کیلیے ذکرِ صحابہ کا سننا کانوں کیلیے بوجھل محسوس ہوتا ہے۔ اور حادثہ بالائے حادثہ یہ کہ اصلاح احوال کے لیے بالکل سکوت ہے۔ حضرت علامہ پیر غلام رسول قاسمی صاحب کی تصنیف لطیف سکوت کے ان دبیز پردوں کو تار تار کرنے کے لیے واقعی ضربِ حیدری ہے۔ مسئلہ افضلیت پر یہ کتاب اہل سنت سوادِ اعظم کی آواز ہے۔ اس پر دنیائے علم کے مقتدر اور معتمد اعاظم کی تقاریظ کتاب کی تصویب پر دلیل ناطق ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس کتاب کے صدقہ اہل سنت کے تبلیغی سٹیج کی روح مردہ کو حیاتِ نو نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ رسولہ الکریم علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

ملک اللہ دتہ اعوان: خطیب مرکزی جامع مسجد پی او ایف حویلیاں کینٹ

Islam The World Religion

تقریظ

حضرت علامہ حافظ محمد عمر فاروق صاحب سعیدی مدظلہ العالی
ناظمِ اعلیٰ جامعہ اسلامیہ حنفیہ عثمان آباد مہڑھ مانسہرہ
صوبائی ناظم تنظیم المدارس اہل سنت سرحد، چیف آرگنائزر جماعت اہل سنت سرحد

نحمدہ اللہ علیٰ توفیقہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ محمد
وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

فقیر نے کتاب مستطاب ''ضربِ حیدری'' دیکھی تو بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی اور بے ساختہ حضرت پیرِ طریقت قاطع رافضیت ونجدیت شیخ الحدیث والتفسیر پیر سائیں غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی کی درازی عمر کیلئے دعا نکلی۔ اللہ تعالیٰ ایسے صالح اور صحیح العقیدہ بزرگوں کو سلامت رکھے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج کے اس پرفتن دور میں جہاں دیگر بہت سے فتنے پیسے اور دولت کے بل بوتے پر اپنے غلط نظریات کا پرچار کررہے ہیں وہاں روافض کا یہ فرقہ تفضیلیہ بھی اپنے کام میں مگن ہے۔ ایسے میں مسلکِ حقہ اہل سنت کے مسلمہ عقیدہ فضیلت سیدنا صدیق اکبر اور آپ کے خلیفہ بلافصل ہونے پر قرآن وسنت کے شواہد کی تائید کے ساتھ ضربِ حیدری لگانا یقیناً کسی مردِ حق آگاہ کا کام ہی ہوسکتا ہے۔

کتاب پڑھنے سے جہاں حضرت کی علمی وجاہت کا اندازہ ہوتا ہے وہاں آپ کے بیان کی عمدگی شستگی، شائستگی اور دلائل سے مرصع کلام یقیناً متلاشیانِ حق کی تسلی وتشفی کا باعث ہے۔ کتاب میں نہایت سادہ اور پروقار اسلوبِ نگارش اپنایا گیا ہے اور قرآن وحدیث کے دلائل سے حضرت امیر المومنین خلیفہ بلافصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ کرام اور پوری امت میں افضلیت ثابت کی گئی ہے۔ خصوصاً مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارشادات نے تو یقیناً کتاب کو اسم بامسمیٰ بنادیا ہے۔

آج کچھ حضرات نے پیسے کے زور پر اور محض اپنے آپ کو بڑا ثابت کرنے کے لیے اور نسبی تفاخر کی بنیاد پر تفضیلی فرقہ کو اپنایا ہوا ہے جبکہ ظاہر میں وہ اپنے آپ کو اہل سنت کہلاتے ہیں۔

Islam The World Religion

اہل سنت کے نذرانے بٹورتے اور سادہ لوح سنی حضرات کو مالی اور روحانی ہر دو طریقوں سے خوب لوٹتے ہیں۔ اہل سنت کے نام سے خانقاہیں بھی بنا رکھی ہیں، پیری مریدی کا کاروبار چونکہ اہل سنت میں خوب چلتا ہے لہٰذا اس کی آڑ میں بہت فوائد ایسے حضرات سمیٹ رہے ہیں۔

ہمارے ہزارہ میں تو شیعیت کی یہ وبا جس میں افضلیتِ سیدنا صدیق اکبر کا انکار اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف گستاخانہ زبان کا استعمال در پردہ بہت سارے حضرات نے چلا رکھا ہے۔ کیونکہ حویلیاں جو اہل سنت کے نام سے اس گستاخی کا مرکزی اڈا ہے وہ سرزمین ہزارہ میں ہی واقع ہے۔ ضربِ حیدری اس علاقہ میں اہل سنت حضرات کے پاس ہونا انتہائی لازمی ہے۔

زیادہ سے زیادہ پڑھے لکھے عوام تک اس کتاب کو پہنچنا چاہیے۔

کتاب پڑھنے کے بعد ایک کمی یہ محسوس ہوئی کہ کتاب کے مصنف کا پورا تعارف نہایت ضروری ہے۔ اگرچہ ایسی علمی اور روحانی شخصیات تعارف کی محتاج نہیں ہوتیں مگر ایسے لوگوں سے عوام کا متعارف ہونا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی فیض رساں شخصیت کو مدتِ مدیدہ سلامت رکھے اور اس فیض کو تا صبح قیامت جاری وساری رکھے۔

آمین بجاہ النبی الکریم الامین

حافظ محمد عمر فاروق سعیدی

ناظمِ اعلیٰ جامعہ اسلامیہ حنفیہ عثمان آباد مہڑھ مانسہرہ

صوبائی ناظم تنظیم المدارس اہل سنت سرحد

چیف آرگنائزر جماعت اہل سنت سرحد

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تقریظ

حضرت علامہ محمد نصیر احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی، جامعہ قادریہ رحمت ٹاؤن گوجرانوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہر دور میں مختلف فرقے پیدا ہوتے رہے اور علماءِ حق اہلِ سنت و جماعت ان فرقوں کی سرکوبی کرتے رہے۔ یہ ایک الگ بحث ہے کہ وہ فرقے گمراہ بے دین ہوں یا سنّیت کے روپ میں آ کر عقائدِ اہلِ سنت کے خلاف نظریات پیش کرتے رہے ہوں لیکن علماءِ حق نے ان بہروپے انداز میں آنے والوں کو پہچانا بھی اور ان کے خلاف اعلائے کلمۃ الحق بلند کیا اور ہر محاذ پر انکا محاسبہ کیا۔ افسوس صد افسوس اس دور میں شیخ الاسلام، مفکر، قائدِ انقلاب نہ جانے کیا کیا القاب لیے ہوئے متفقہ عقائدِ اہلِ سنت جو چودہ سو سال سے امت میں بالاتفاق ہیں اور ان کو کسی نے کسی دور میں بھی آگے پیچھے نہ کیا۔ آج کا نام نہاد مفکر اپنے علم کے زور سے لوگوں میں غلط نظریات پھیلا رہا ہے نہ جانے رافضی خارجی بد مذاہب کو کیوں خوش کرنا چاہتا ہے۔ اسے اپنی آخرت کیوں یاد نہیں۔ دشمنانِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خوش کرنے کے لیے من گھڑت نظریات پیش کر کے اپنی آخرت کو خراب کرنا کہاں کی عقل مندی ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ یہ آدمی اپنے آپ کو اہلِ سنت بھی کہلاتا ہے اور عقائدِ اہلِ سنت کی مخالفت بھی کرتا ہے یہ اسکا پہلا ہی واقعہ نہیں اس سے پہلے بھی کئی متفقہ مسائل میں امت کی مخالفت کرتا رہا ہے۔ افضلیتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تابعین کے اجماع سے ثابت ہے پھر یہ کہتا ہے کہ روحانی خلیفہ بلافصل سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں جب کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیاسی خلیفہ بلافصل ہیں یہ سراسر اجماعِ صحابہ تابعین اور اجماعِ امت کے خلاف ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے عقیدہ سے انحرافی یا روگردانی اہلِ سنت سے خروج کو مستلزم کیونکہ یہی عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین تابعین عظام، ائمہ مجتہدین، جمہور علماء کرام سلف وخلف کا ہے۔

میں نے شیخ الحدیث حضرت مفتی پیر سائیں غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی کی تصنیف

Islam The World Religion

مبارکہ ضربِ حیدری کا لفظ بلفظ مطالعہ کیا ہے قبلہ سائیں صاحب نے نفس مسئلہ کے متعلق قرآنِ کریم، احادیث مبارکہ، اجماعِ امت اور قیاس سے دلائل کا ذخیرہ موجود پایا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ پر آپ کی تحقیق حرفِ آخر کا مقام رکھتی ہے۔ میں علماءِ اہلِ سنت اور عوام سے گزارش کروں گا کہ اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ شائع کر کے اس فتنہ کی سرکوبی کی جائے تا کہ آئندہ کوئی ایسی جسارت نہ کرے۔ خصوصاً اہلِ سنت کے اشاعتی ادارے اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ شائع کر کے جہاد اعلائے کلمۃ الحق میں شامل ہو جائیں۔ آخر میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں۔ اے میرے مولا حضرت علامہ غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی کی اس تصنیف لطیف کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرما کر آپ کو دو جہاں کی نعمتوں سے سرفراز فرما اور سب کیلئے اس کتاب کو ذریعہ نجات و ہدایت بنا (آمین ثم آمین)۔

عوام اہلِ سنت سے گزارش کروں گا کہ ایسے آدمی سے بچ کر رہے جو اہلِ سنت کے نظریات کے خلاف اپنے نظریات لوگوں میں پھیلا کر لوگوں کو رافضی بنانا چاہتا ہے۔ عوام اہلِ سنت، امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ کے دامن سے وابستہ رہے یہ نجات کا راستہ ہے کسی ادنیٰ حضرت کی تحقیق کو نہ مانے جس کی تحقیق جہالت پر مبنی اور اجماعِ صحابہ و تابعین اور اجماعِ امت کے خلاف ہو۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہو چوروں کی رکھوالی ہے

بحرمۃ سید المرسلین

دعا گو بندہ ناچیز: محمد نصیر احمد اویسی ۲۹ ربیع الآخر ۱۴۳۰ بروز اتوار
بمطابق ۱۲۶ اپریل ۲۰۰۹ جامعہ قادریہ رحمت ٹاؤن گوجرانوالہ

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تفضیلیوں نے بھی ضربِ حیدری کی تائید کردی

شرح اسنی المطالب کے تفضیلی مصنف نے ضربِ حیدری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''ہمارے معاصر نے تو ترتیبِ خلافت کے برعکس (یعنی سیدنا فاروق وعثمان رضی اللہ عنہما کو چھوڑ کر) محض اعلمیتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے انکار کو رافضیت قرار دے ڈالا لیکن ہم ان کی ضد میں اعلمیتِ مرتضوی کے انکار کو ناصبیت قرار دینے سے گریزاں ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ ناصبیت فقط علی علیہ السلام کی عدمِ اطاعت، ان کی خلافتِ حقہ کا قولی وعملی انکار، ان سے اظہارِ بیزاری، اہل بیت سے بغض اور ان پر سبّ وشتم کرنے کا نام ہے۔ لہٰذا جو شخص تاویلاً سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کے کسی مخصوص وصف اور فضیلت کا قائل نہ ہو تو اسے ناصبی کہنا مشکل ہے۔ باقی دلوں کے حال علیم بذات الصدور جل جلالہ کو معلوم ہیں'' (شرح اسنی المطالب صفحہ ۵۲۲)۔

تبصرہ: (۱)۔ الحمدللہ آنجناب نے ہمیں اہل سنت اور محبِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تسلیم کرلیا:

حق حق حق .....اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ، اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ، اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ ...

اے اللہ گواہ رہنا

جناب کی ضخیم کتاب میں کیے کرائے پر پانی پھیرنے کے لیے جناب کا یہی اعتراف کافی ہے۔ مگر یاد رکھو کہ ہم ایسے شخص کو اب بھی رافضی ہی سمجھتے ہیں جو افضلیتِ شیخین کا انکار کرے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص کرے یا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرے یا ہمیں مؤول کہے جبکہ خود محرف ہو۔

(۲)۔ جناب کے الفاظ ہیں کہ: ''دلوں کے حال علیم بذات الصدور جل جلالہ کو معلوم ہیں''۔ جناب کے پاس فقیر کے خلاف کہنے کے لیے اسکے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

(۳)۔ جناب کی اکثر باتوں کے جواب پہلے ہی ضربِ حیدری میں موجود ہیں، کچھ مزید جواب ہم نے نام لیے بغیر اس ایڈیشن میں لکھ دیے ہیں۔ جناب نے تقریباً آدھی اسنی

Islam The World Religion

المطالب کی شرح لکھی ہے جس میں یہ حدیث بھی تھی: ابو بکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے (اسنی المطالب حدیث نمبر: ۳۹)۔ ایمان والوں نے اس حدیث سے صدیق اکبر کی افضلیت اور اعلمیت دونوں ثابت کی ہیں، مثلاً امام العقائد امام ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں:

كَانَ اَفْضَلَ الْجَمَاعَةِ فِيْ جَمِيْعِ الْخِصَالِ الَّتِيْ يُسْتَحَقُّ بِهَا الْاِمَامَةُ یعنی ابو بکر ان تمام خصائل میں ساری جماعت سے افضل تھے جن سے امامت کا حق ملتا ہے (الابانہ للاشعری صفحہ ۱۰۵)۔

بقیہ آدھی کتاب میں مندرجہ ذیل احادیث بھی موجود ہیں: ابو بکر و عمر جنتی بوڑھوں اور جوانوں کے سردار ہیں (اسنی المطالب حدیث نمبر: ۶۹)۔ حوض کوثر کے چاروں کونوں پر ابو بکر و عمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم ہوں گے (اسنی المطالب صفحہ ۸۸)۔ موزوں پر مسح والی حدیث (اسنی المطالب حدیث نمبر: ۸۱)۔ آخری زمانے میں ایک قوم ظاہر ہوگی جنہیں رافضی کہا جائے گا (اسنی المطالب حدیث نمبر: ۷۰)۔

کتاب کے آخر میں یہ سرخی قائم کردی کہ: مَنْ اَحَبَّ اَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ فَقَدْ اَحَبَّ عَلِيًّا یعنی جس نے ابو بکر و عمر سے محبت کی اسی نے علی سے محبت کی (اسنی المطالب صفحہ ۸۹)۔

کتاب کا اختتام چار یار کی شعروں میں منقبت سے کرتے ہیں، منقبت ملاحظہ فرمائیں:

اَشْهَدُ بِاللّٰهِ وَاٰيَاتِهٖ شَهَادَةً اَرْجُوْ بِهَا عِتْقِيْ
اَنَّ اَبَا بَكْرٍ وَ مَنْ بَعْدَهٗ ثَلَاثَةٌ اَئِمَّةُ الصِّدْقِ
اَرْبَعَةٌ بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ هُمْ بِغَيْرِ شَكٍّ اَفْضَلُ الْخَلْقِ
مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَذْهَبُهٗ هٰكَذَا فَاِنَّهٗ زَاغَ عَنِ الْحَقِّ

ترجمہ: میں اللہ کی اور اس کی آیات کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں، ایسی گواہی جس سے مجھے اپنے جہنم سے چھٹکارے کی امید ہے، کہ ابو بکر اور اسکے بعد والے تینوں سچے امام ہیں۔ یہ چاروں نبیوں کے بعد تمام مخلوق سے افضل ہیں، جس کا یہ مذہب نہ ہو وہ حق سے ہٹا ہوا شخص ہے (اسنی المطالب صفحہ ۸۹ یعنی آخری صفحہ)۔

اسنی المطالب کے مصنف امام جزری علیہ الرحمہ کو مناقبِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ

Islam The World Religion

عنہ لکھتے وقت جناب کا دل جلانے والی یہ احادیث کیوں یاد آئیں؟ کتاب کا اختتام چار یار کی شعروں میں منقبت سے کیوں کیا؟ ہمارے نزدیک امام جزری کا یہ طریقہ نہائت پسندیدہ ہے، اسی میں اعتدال ہے، اسی میں خارجیت اور رافضیت کا اکٹھا علاج ہے، اسی میں جماعت کی جمعیت ہے، یاروں کو یار ہی بنا کر رکھنا انسانیت ہے۔ یہ سب باتیں جناب کیلئے سخت مہلک ہیں جو اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۲۷۲ پر اکیلا ذکرِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سننا چاہتے ہیں۔

علماء نے ہمیشہ فضائل صحابہ پر لکھتے وقت ضمناً اہل بیت کا ذکر ضرور کیا ہے تا کہ کسی خارجی کو غلو کا موقع نہ ملے۔ اسی طرح فضائل اہل بیت پر لکھتے وقت ضمناً صحابہ کرام کا ذکر ضرور کیا ہے تا کہ کسی رافضی کو غلو کا موقع نہ ملے۔ چنانچہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب اور الاصابہ فی تمییز الصحابہ۔ ان کتابوں کے نام ہی بتا رہے ہیں کہ یہ صحابہ کے احوال پر لکھی گئی ہیں مگر ان سب کتابوں میں ازواجِ مطہرات اور چاروں شہزادیوں سمیت تمام اہل بیت کا ذکر بھی موجود ہے، دوسری طرف جو کتابیں اہل بیت کے نام پر لکھی گئی ہیں ان میں بھی صحابہ کرام اور خصوصاً خلفاءِ ثلاثہ کے فضائل ضرور مذکور ہیں مثلاً یہی کتاب اسنی المطالب ،نور الابصار فی مناقبِ آل النبی المختار، جواہر العقدین حتیٰ کہ سوانح کربلا مصنفہ صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ تک سب کتابوں کا موضوع فضائل اہل بیت ہے مگر ان سب کتابوں میں تمام صحابہ کرام خصوصاً خلفاءِ اربعہ کے ابواب موجود ہیں اور افضلیتِ صدیق اکبر تک بیان کر دی گئی ہے۔ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ (ھود: 78)۔

یہاں یہ بات بھی واضح کرنا اشد ضروری ہے کہ ہمارے زمانے میں جن لوگوں کو رافضی کہا جا رہا ہے وہ واقعی رافضی ہیں اور ان جیسے عقائد رکھنے والوں کو متقدمین نے رافضی لکھا ہے، مگر دوسری طرف جن علماءِ اہل سنت کو خارجی کہا جا رہا ہے اللہ کی عظمت کی قسم وہ خارجی نہیں ہیں اور ان جیسے عقائد رکھنے والوں کو متقدمین نے ہرگز خارجی نہیں لکھا۔ آج کل اسٹیجوں پر کیا جانے والا موازنہ ہی غلط ہے۔ اس کی سیدھی سیدھی مثال یہ ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گندی گالیاں دینے والے لوگ آنکھوں سے دیکھ سکتے ہو، لیکن اگر تم میں ہمت ہے تو ایک بندہ بھی ایسا دکھا دو جو معاذ اللہ مرتضیٰ کریم رضی اللہ عنہ کو ایسی ہی گندی گالی دیتا ہو۔

Islam The World Religion

یاد رکھو! خارجی وہ ہوتے تھے جو حدیث کے منکر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنے خیال کی روشنی میں گرفت کرتے تھے، انہی کے مقابلے پر حق چار یار کا نعرہ لگایا گیا۔ اور یہ لوگ صرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے نہیں بلکہ عثمان وعلی رضی اللہ عنہما دونوں سے بغض رکھتے تھے كَمَا فِي الْبُخَارِي (حدیث نمبر:3704)۔ اور انہی کے مقابلے پر محبتِ ختنین کو اہل سنت کی پہچان قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے نام نہاد علماء سے حضور کی امت کی جان چھڑائے جنہیں ان مذکورہ باتوں پر دسترس نہیں اور جاہل خطیبوں کی راہ پر چل رہے ہیں۔

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

نعت شریف

قرآن میں بیانِ پروردگار ہے — کہ میرے نبی پہ سارا دارومدار ہے

تیری وجہ سے مانا تیرے صحابیوں کو — طاہر تیرا گھرانہ دل کا قرار ہے

مولاعلی کے صدقے صدیق پر میں قربان — اک لاڈلا ہے تیرا اک یارِ غار ہے

کوئی چار کا ہے دشمن کوئی پنج کا ہے منکر — سب کا ادب کرے جو مدنی کا یار ہے

نعرۂ حیدری پر ایمان ہے ہمارا — پہلے مگر پیارا حق چار یار ہے

تیری فاطمہ ہے بیٹی تیری عائشہ ہے زوجہ — اک تیرے تن کا ٹکڑا اک رازدار ہے

تیری گلی کے سگ پہ جان وجگر فدا ہے — میری نظر کا سرمہ اس کا غبار ہے

بے ادب کر رہے ہیں دعوے محبتوں کے — جھوٹے فریبیوں پر لعنت ہزار ہے

مولا ادب سکھائے بے ادب نہ بنائے — اے قاسمیؔ ادب میں بیڑا ہی پار ہے

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

☆..... یادداشت .....☆

Islam The World Religion

Islam The World Religion

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ ضربِ حیدری اس دور کی ایک شاہکار کتاب ہے۔اس پر وقت کے تیس سے زیادہ عظیم ترین علماء کرام نے تقاریظ لکھ کر اپنی دینی ذمہ داری کا حق فرما دیا ہے۔اس مکمل کتاب کا جواب لکھنا مخالفین کے بس کا روگ نہیں البتہ ہیرا پھیری کے طور پر کسی ایک آدھ ضمنی لفظ پر اگر کوئی اعتراض کرے تو اہلِ اسلام سے درخواست ہے کہ آپ ضربِ حیدری کا وہی مقام کھول کر اپنی آنکھوں سے آگے پیچھے کے دو تین صفحات پڑھ لیں انشاء اللہ معترض کی شانِ رافضیت خود بخود واضح ہو جائے گی۔ضربِ حیدری عرصہ دراز سے نایاب تھی۔الحمدللہ اکتوبر 2024 کا تازہ ترین ایڈیشن چھپ چکا ہے۔

Islam The World Religion